کلیات نعت محسن

مرتبہ

محمد نور الحسن

اترپردیش اردو اکادمی لکھنؤ

سلسلۂ مطبوعات۔ ۴۴

کلیات نعت محسنؔ کاکوروی

مُرتّبہ

محمد نورالحسن

اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ

کلیات نعت محسنؔ کاکوروی

KULLIAT-E-NAT-E-MOHSIN

EDITED BY

MOHD. NOORUL HASAN

پہلا فوٹو آفسیٹ ایڈیشن ۱۹۸۲ء

تعداد ۵۰۰

قیمت: ۱۲.۰ روپے

عزیز الجبار خاں، سکریٹری اتر پردیش اردو اکادمی نے میسرس سود لیتھو پریس، اوکھلا، دلی سے چھپوا کر اکادمی کے دفتر قیصر باغ، لکھنؤ ۲۲۶۰۰۱ سے شائع کی۔

دیباچہ

محسن کاکوروی اردو کے پہلے بڑے شاعر ہیں جن کی شاعری کا موضوع نعت ہے اور صرف نعت۔ ایک بار انھوں نے کہا تھا:

ہے تمنا کہ رہے نعت سے تیری خالی
نہ مرا شعر، نہ قطعہ، نہ قصیدہ نہ غزل

ان کی یہ تمنا پوری ہوئی اور انھیں حسان وقت کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔ ان کا کلام مختلف امتحانات کے نصاب میں شامل ہے لیکن کُلّیات کی کمیابی کی وجہ سے طلبہ ان کے کلام کا بالاستیعاب مطالعہ نہیں کر پاتے اسی لیے اُتّر پردیش اردو اکادمی نے کلیات نعت محسن کی اشاعت کو اپنے ترجیحی منصوبے میں شامل کیا اور اب اس کے پہلے اڈیشن کو فوٹو آفسیٹ کے ذریعہ پیش کیا جارہا ہے۔

یقین ہے کہ اکادمی کی دوسری مطبوعات کی طرح کلیات محسن کاکوروی کو بھی حسن قبول حاصل ہوگا

محمود الٰہی

چیرمین، مجلس استقبالیہ

اترپردیش اردو اکادمی لکھنؤ

۳۱ر اکتوبر ۱۹۸۱ء

کلیات نعت مولوی محمد محسن

۱۳۲۴ھ

جسمین

قصاید، مثنویان، مسدس، غزلین، رباعیان، قطعات تاریخ، معما ولغز،

شامل کیے گئے ہین

مرتبہ

مولوی محمد نورالحسن صاحب بی اے۔ ال ال بی

وکیل ہردوئی

محمد اسحاق علی علوی کے

الناظر پریس واقع چوک لکھنؤ مین چھپا

کلیات محسن، طبع اول کے سرورق کا عکس جس کی مدد سے یہ ایڈیشن شائع کیا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً و مصلیاً

اسمین کلام نہین ہے کہ ہندوستان مین نعت کی داغ بیل فارسی شاعری نے ڈالی اگرچہ بھاشا مین ہم ایسے دوہے اور ٹھمریان پاتے ہین جو مذاق تصوف کے عام کرنے مین خاص اثر رکھتی ہین لیکن وہ اس قابل نہین ہین کہ ہم اُن کو نعتیہ کلام کی ابتدا کہہ سکین۔

نظم اُردو کا موضوع مضامین عاشقانہ سمجھے جاتے تھے اور اُسمین زبان کی ترقی کے ساتھ ایسی نازک خیالی بڑھ رہی تھی کہ شعرا کو نعت کی جانب توجہ کرنے کا موقع کم ہاتھ آیا نعت مین اگر کسی نے کوئی شعر کہا بھی تو اُسمین وہ دلکش مضمون نہین جسکو کان سُنکر اور زبان پڑھ کر حظ وافر حاصل کر سکے نظم اُردو کی قدردانی اور صلہ کی اُمید ین جن حضرات کے دامن توجہ سے وابستہ تھین اُن کی نظرین رنگین الفاظ۔ مبالغہ آمیز استعارات کو ڈھونڈھتی تھین نعت کی سادگی مین کچھ لطف نہین تھا اور سچ تو یہ ہے کہ نعتیہ کلام کی طرف میلان کی کوئی وجہ بھی نہین تھی

اُس مین وہ مضمون ہی نایاب تھے جن مین مقناطیسی کشش ہو ایک فلاسفر کا مقولہ ہے کہ کلام مین کشش ہونا چاہیے قدردان خود بخود پیدا ہو جاتے ہین۔

حضرت محسنؒ کے نعت کے رُجحان کو فیض مبداء فیاض اور اُس خواب متبرک کا اثر کہنا چاہیئے۔ جو اُنھون نے لڑکپن مین دیکھا تھا اور جسکی مسرت کا جوش ابتدا اُنکی شاعری کا ہوا۔

ازل مین جب ہوئین تقسیم نعمتین محسن — کلام نعتیہ رکھا مری زبان کیلیئے

اُنکی ذہانت و نازک خیالی حُسن و عشق کے صحن کو محدود سمجھکر اُن کو اس وادیِ مقدس مین لیگئی جسکی وسعت کی انتہا ہے نہ عجائب و لطائف کا شمار۔ اُنھون نے شاعرانہ شوخی کو گستاخانہ و خلاف ادب الفاظ سے بچاکر متانت سنجیدگی و نفاست کے ساتھ نعت گوئی مین صرف کیا اور مدح آنحضرت صلعم مین جو کچھ لکھا شوق و اشتیاق نے ادب کے ہاتھون سے لیا حُسن قبول و شہرت عام نے اپنے دلمین جگہ دی۔ ہندوستان مین شعرا کو ایسا قبولیت کا خلعت کم نصیب ہوا ہوگا کہ سخن فہم کلام کو بطور تحفے کے شہر بشہر لیے پھرتے تھے اور طبع ہونے سے پیشتر اشاعت عام ہو جاتی تھی۔

اُمرا و رؤسا کی شان مین قصائد و قطعات تہنیت نہ لکھنے کے دو سبب سمجھ مین آتے ہین۔ اول یہ کہ خداے تعالی نے کلام نعتیہ کی برکت سے اُن کو صاحب ثروت و جاہ کیا تھا۔ وہ جو کچھ لکھتے تھے خلوص نیت و حُسن عقیدت سے کسی دُنیاوی دربار سے صلے کی خواہش تھی نہ قدردانی کی آرزو۔ دوسرے یہ کہ اُن کی طبیعت بیہودہ جھوٹی خوشامد سے متنفر تھی۔ چنانچہ فرماتے ہین۔

سوا تیرے کسی کی مدح کرنا جنکا شیوا ہے — یہ سچ ہے وہ لیے پھرتے ہین جھوٹا قفل ابجد کا
یہ خواہش ہے کرون مین عمر بھر تیری ہی ثنا ہی — نہ اُٹھے بوجھ مجھ سے اہل دنیا کی خوشامد کا

اس کلیات مین راقم حروف نے جسکی چشم عقیدت کا بزرگون کی ہر بات سرمہ ہے. بعض احباب کے اصرار سے مختصر حال جناب والد مرحوم کا اور فٹ نوٹ مین بعض اشعار مشکل کا حل کہین کہین احادیث و آیات قرآنی مع ترجمہ اضافہ کر دیے ہین. جو حضرات اس کلام سے حظ حاصل فرمائین جناب والد مرحوم کو فاتحہ خیر سے یاد فرمائین اور خاکسار و برادر عزیز مولوی محمد انوار الحسن سلمہ کے حق مین دعا فرمائین کہ ارحم الراحمین حضرت محسن مرحوم کی تمام خوبیان ہم دونون بھائیون کو عطا فرمائے.

محمد نور الحسن وکیل مین پوری

مختصر حال

خاندان

فخر اسلاف گرامی حضرت محسن کاکوروی سید علوی تھے۔ انکا سلسلۂ نسب یہ ہے۔ مولوی محمد محسن ابن مولوی حسن بخش۔ ابن مولوی حسین بخش (شہید) بن حضرت شاہ میر محمد قلندر۔ بن شاہ محمد کاشف۔ بن حافظ خلیل الرحمن (شہید) بن سید عبد الرحمن۔ بن حافظ غلام محمد۔ بن سید سیف الدین۔ بن سید ضیاء اللہ بن مخدوم عبد الکریم۔ بن حافظ شہاب الدین۔ بن حضرت مخدوم نظام الدین قاری (عرف شیخ بھیکہ کاکوروی) بن قاری امیر سیف الدین۔ بن قاری حبیب اللہ نظام الدین (المعروف بہ امیر کلان) بن قاری امیر نصیر الدین دلیل اللہ۔ بن قاری محمد صدیق (المعروف بہ ابو محمد خافی) بن قاری عبد اللہ۔ بن قاری عبد الصمد۔ بن قاری امیر شمس الدین۔ بن قاری عبد المجید (دربان آستانۂ رسول اللہ صلعم) بن حاجی سلطان حسین بن قاری امیر ابراہیم (نبیسہ و خلیفہ سید عبد الرزاق خلف و خلیفہ حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہما) بن قاری سلطان عبد اللطیف۔ بن قاری امیر عبد اللہ۔ بن مولانا شمس الدین صابری بن قاری مجید الدین (خافی) بن قاری امیر سلیمان۔ بن مولانا وجیہ الدین احمد۔ بن قاری محمد۔ بن قاری احمد۔ بن علی۔ بن محمد الحنفیہ۔ بن اسد اللہ الغالب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ۔

اُنکے اجداد آستانہ رسول اللہ و ارض مقدس حجاز سے جدا ہو کر قصبہ صحرام (توابع خواف) مین جو بغداد و ممالک خراسان کے وسط مین واقع ہے آباد تھے۔ قاری محمد صدیق (المعروف بہ ابو محمد خافی) اس خاندان مین اوّل شخص ہین جنھون نے ہندوستان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے زیب و زینت دی۔

اور قاری امیر سیف الدین نے عہد سلطنت سکندر یا ابراہیم لودی مین قصبۂ کاکوری ضلع لکھنؤ مین بود و باش اختیار کی۔ انکی اولاد کا وطن مالوف اسوقت تک یہی قصبہ ہے۔

قاری امیر سیف الدین کے باکمال صاحبزادے حضرت مخدوم نظام الدین قاری جامع علوم ظاہر و باطن تھے۔ زہد و تقوے اُن کا اِس مرتبہ کا تھا کہ صاحب تذکرۃ الاصفیا نے اُنکو "امام اعظم ثانی" کے لقب سے یاد کیا ہے اُنکے فضائل و کمالات بالتفصیل مُلا عبدالرشید ملتانی نے کتاب زاد الآخرۃ مین اور حضرت شاہ تراب علی قلندر نے کشف المتواری فی احوال نظام الدین القاری مین تحریر فرمائے ہین۔ اور مُلا عبدالقادر بدایونی نے منتخب التواریخ مین بزمرۂ علماء عہدِ اکبری اور مولوی وجیہ الدین اشرف نے بحر ذخار مین اُنکے علم و عمل فضل و کمال کے حالات حوالۂ قلم فرمائے ہین۔ یہان اعادہ کی ضرورت نہین ہے۔

حضرت مخدوم نظام الدین قاری سے جناب محسن تک بارہ پشتین گزرین جنکو سلسلۃ الذہب سے تعبیر کرنا کچھ بیجا نہوگا کیونکہ ان مین سے دو بزرگون[1] نے مرتبہ شہادت پایا تین[2] کو نعمت حفظ کلام مجید۔ اور چھ[3] دولت لازوال الفقر فخری سے ممتاز زاہد و عابد تارک دنیا ہوے اور حلیہ علم و فضل صلاح و دانش زہد و تقوے سے تو سب ہی آراستہ تھے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

مولوی حسین بخش جنکے سایۂ عاطفت مین محسن رح نے ابتدائے تعلیم د

---

[1] یعنی حافظ خلیل الرحمن و مولوی حسین بخش۔

[2] حافظ شہاب الدین۔ حافظ غلام محمد۔ حافظ خلیل الرحمن۔

[3] حافظ شہاب الدین۔ مخدوم عبدالکریم مُلا ضیاء اللہ۔ حافظ غلام محمد شاہ محمد کاشف۔ شاہ سیر محمد قلندر۔

تربیت پائی سنہ ۱۲۰۳ھ مین پیدا ہوئے۔ اپنے والد حضرت شاہ میر محمد قلندرؒ کے مرید اور صاحب ارشاد و اجازت تھے۔ ابتداءً کسب معاش کے شوق مین سرکار انگریزی کی ملازمت کی لیکن جب ملازمت کی قید مین مطالعۂ کتب علوم و فنون و مشغلۂ تالیف و تصنیف مین خلل انداز معلوم ہوئین تو ۲۴ر اکتوبر سنہ ۱۸۳۲ء کو عہدۂ منصفی سے کنارہ کش ہوئے۔ اور بقیہ زندگی اذکار و اشغال خاندانی و تالیف و تصنیف کے نذر کر دی۔ اُنکی تالیفات سے نفحۃ الہند (بزبان عربی بطرز نفحۃ الیمن) آثار باقیہ (در علم الاعداد) ضروریات الادبا (در صنایع و بدایع علم ادب عربی) اختلاف البصریین و الکوفیین (در علم نحو) اور دستور الکمالات (در صنایع و بدایع علم ادب فارسی) یادگار ہین۔ ۹ر جمادی الاولے سنہ ۱۲۵۵ھ کو بمقام رسول آباد ضلع اٹاوہ ایک ظالم کے ہاتھ سے عین حالت نماز مین شہید ہوئے اور بہ برکت اسم مبارک حضرت شہید کربلا حیات جاوید حاصل کی حضرت شاہ تراب علی قلندرؒ نے۔

"سر دشمن برید" گفت تراب "۱۲۵۵ھ" سال رحلت "شہید اکبر گشت" تاریخ شہادت لکھی۔ والد مرحوم نے اُن کا مزار اٹاوہ مین بنوا دیا ہے۔ اور اراضی متعلقۂ مزار مدرسہ اسلامیہ اٹاوہ کو اس شرط سے وقف کر دی ہے کہ کمرہ متصل مزار صرف درس کلام مجید کے کام مین لایا جائے۔

مولوی حسن بخش

حضرت محسن کے والد ماجد مولوی حسن بخش ۲۲ر صفر سنہ ۱۲۱۲ھ کو پیدا ہوئے انکے مفصل حالات ایک قطعۂ تاریخ مین نظم ہین۔ جو اُنکے لوح مزار پر بمقام صحن عیدگاہ مین پوری کندہ ہے اور جسکی نقل اس کلیات کے قطعات تاریخ مین شامل ہے۔ اُنکی ایک ضخیم کتاب تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا جس مین حضرت آدمؑ سے آنحضرت سرور کائناتؐ تک مفصل حالات درج ہین۔ عرصہ ہوا شائع ہو کر

مقبول عام ہو چکی ہے۔ آپ کی تصنیفات جو زبان زد خاص و عام ہیں آخر کتاب میں درج کیگئی ہیں۔ وہ دو باکمال صاحبزادے مولوی محمد محسن و مولوی محمد احسن کو خوش اقبال چھوڑ کر ۱۹ رجمادی الاول سنہ ۱۳۰۱ھ کو رحلت کر گئے۔

حضرت محسن رحمۃ اللہ ۱۲۴۲ھ میں بمقام کاکوری پیدا ہوئے۔ سات سال کی عمر سے اپنے جد بزرگوار مولوی حسین بخش شہید کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی

سال مولوی محمد احسن مرحوم چھوٹے بھائی تھے۔ دونوں بھائیوں میں جو محبت تھی اسکی نظیر اس زمانے میں نایاب ہے والد مرحوم نے شفاعت و نجات کے آخر میں انکا ذکر کیا ہے۔ اور ان سے ملاقات کی خواہش دلی کو بڑی خوبی سے ظاہر کیا ہے۔

مولوی محمد احسن ۱۲۴۹ھ میں پیدا ہوئے منظور احمد تاریخی نام تھا۔ بڑے بھائی سے تعلیم و تربیت پائی۔ ابتداءً مختلف سرکاری عہدوں پر رہے جب سب ججی سے پنشن لی ریاست بھوپال میں منجانب گورنمنٹ انگریزی نائب نصیر دیوانی و فوجداری مقرر ہوئے۔ ۸ ربیع الآخر ۱۳۱۲ھ کو بمقام کاکوری ابعارضہ بخار رحلت کی۔ مولوی شاہ عبد الصمد مرحوم مغفور مقیم قصبہ پھپھوند نے آیت قرآن شریف سے مادہ تاریخ نکالا
وَیَجْزِیَہُمْ اَحْسَنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ وہ کبھی کبھی شعر کہتے تھے کلام کا نمونہ یہ ہے

کھینچے الوان نے ہرنی کی خال ابرو نے مار ڈالا رہ گئے وہ جو بات کی ہنسی کی جاتی رہی رسم دل لگی کی
اسکے جو جی بن بنی وہی کی ہمنے وہ کیا جو اُسنے چاہا دل نے مرے ساتھ دشمنی کی تجھے دشمن کو دوست سمجھا
کچھ ہمسے کہو تو اپنے جی کی احسن کیوں چپ لگی ہے بابا صدری ملی ہمکو سوزنی کی سینہ ہوا تیروں نے مشبک

ایضاً

ہم ہیں تری محفل میں گنہگار کی صورت گلزار میں رہتے ہیں مگر خار کی صورت
رونے پہ مرے کہتے ہیں کیا اب لیں گے اقرار بھی کرتے ہیں تو انکار کی صورت
ابرو کی کجی اور ہے گیسو کی کجی اور چھپتی ہے کہیں کافر و دیندار کی صورت
احسن یہ تمنا ہے دلی ہے کہ دم نزع میں آنکھ سے دیکھوں شہ ابرار کی صورت

انکی تعلیم ابتدائی جس طرز سے ہوی اُسکو دیکھکر پیران کہن سال کا تجربہ پیشین گوئی کر چکا تھا کہ یہ بچہ صاحب کمال ہوگا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ٹینس فٹ بال کرکٹ کا نام بھی سننے مین نہین آتا تھا۔ عوام کے بچے گیڑی اور گولی کھیلتے اور شرفا کے لڑکے پتنگ بازی کی دوڑ دھوپ سے ریاضت کے فوائد حاصل کرتے تھے انکی پتنگ بازی عملی طریقے سے مذہبی خیالات مذہبی اصول کے دل پر نقش کا نجر بنانے کا ذریعہ تھی۔ تین چار بجے شب سے اُٹھکر نماز تہجد پڑھنا اور تلاوت کلام مجید کے بعد درود شریف پڑھکر ڈور پتنگ پر دم کرنا اس خیال سے کہ اوراد و وظائف کے اثر سے پتنگ نہین کٹے گا۔ مذہبی عقیدت کے رگ و پے مین سرایت کرنے کا ذریعہ تھا۔ عمر بڑھنے کے ساتھ پتنگ بازی کا شوق زائل ہوتا رہا اور شب بیداری و یاد خدائی عادت محمود نے طبیعت ثانیہ بن کر زندگی بھر ساتھ دیا۔

شاعری کی ابتدا

نو سال کی عمر تھی۔ شب کو اپنے جد امجد کے پہلو مین سوتے تھے۔ خواب مین زیارت جمال مبارک حضرت محبوب خدا صلعم سے مشرف ہوئے۔ اس خواب کا حال فارسی عبارت مین ایک مجموعہ قلمی کے صفحہ اول پر اسی زمانے کا لکھا ہوا ہے جسکو مین بجنسہ نقل کرتا ہون۔

بقیہ فٹ نوٹ صفحہ گزشتہ

ایضاً

نوح کے طوفان کی ہے لہر اپنے ہر آنسو مین آج
طفل اشک آیا ہے دریا کو لیے چُلّو مین آج

سب نماز و روزہ احسن رکھدیا بالاے طاق
سر جھکایا مین نے محراب خم ابرو مین آج

ایضاً

سر کی خواہش ہے کہ ہو جاے ترا نقشِ قدم
پاؤن کہتے ہین کہ آنکھون سے چلین سر کی طرح

نیک و بد دونون ہین سرکار جنون مین مقبول
کانٹے اس باغ کے بکتے ہین گلِ تر کی طرح

"بشبے کہ صبح آن روز جمعہ تاریخ نہم ذیقعدہ ۱۲۵۱ھ بود بعمر نہ سالہ و چند ماہ در کنار جد بزرگوار خود بمقام اٹاوہ در خواب دیدم کہ بصحراے ہمراہ جد بزرگوار خود دست گرفتہ بطرفے می روم۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم تشریف می آرند۔ بدست مبارک ایشان تسبیح ست کہ دانہاے کلان و سیاہ دارد پس دست من و جد بزرگوار من گرفتہ بمکان پر نور و با صفا بردند و روبقبلہ نشانیدہ اول۔ جد بزرگوار را مرید کردند۔ بعد ازان مرا بہ مرید می گرفتند۔ متوجہ بسوی رستم[۱] شدہ دست و پایش شستہ مسلمان کردند می خواستند کہ او را نیز مرید نمایند فاما اتفاق نیفتاد بعد ازان بیدار شدم و خود را بکنار جد امجد خود یافتم و شکریۂ این بشارت ادا کردم"

اس خواب کو فارسی مین نظم کیا تھا فرماتے تھے کہ وہ سب سے پہلی نظم ہے جو اس متبرک خواب کی خوشی مین مین نے لکھی تھی۔

---

[۱] رستم کو مولوی حسین بخش مرحوم نے پرورش کیا تھا۔

بقیہ فٹ نوٹ صفحۂ گزشتہ

آرزو ہے یہی دل کی کہ دم مرگ احسن | جلوۂ روے خدا بھی ہو پیمبر کی طرح

تاریخ مثنوی صبح تجلی

از معجزات نظم کسانیکہ منکر اند | احسن کلام حضرت محسن ندیدہ اند
صد بار خواندہ اند ہزار آفرین برد | روزی کہ آب و رنگ سخن آفریدہ اند
اُستاد و ہم برادر و ہم قبلۂ من ست | در بارگاہ فکر متشں برگزیدہ اند
المختصر کہ سدرہ نشینان اوج فکر | بر شاخ رفعتش ثمر نارسیدہ اند
این نسخہ را بدیدۂ انصاف بنگرند | آنانکہ صاف دُرد مضامین چشیدہ اند
صبح شد آشکار کہ رنگین طبیعتان | از بادہ ہاے وجد صبوحی کشیدہ اند

مولوی حسین بخش مرحوم کے جام شہادت نوش فرمانے کے بعد حضرت محسن اپنے والد ماجد مولوی حسن بخش کے ہمراہ مین پوری میں رہے۔ اور تحصیل علم مولوی عبد الرحیم اور اپنے والد سے کی۔

مولوی بلدیعلی اشک مرحوم اُنکے خالہ زاد ماموں ثقہ متقی پرہیز گار عالم باعمل تھے۔ کسب حلال کے شوق میں تصحیح کتب دینیات کا شغل مطبع منشی نولکشور لکھنؤ میں اختیار کیا تھا۔ انکی تالیفات میں شرح منظوم چہل حدیث (مرتبۂ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) مقبول خاص و عام ہے حضرت اشک طبیعت رنگین اور سنجیدہ مذاق سخن رکھتے تھے تحقیقات لفظی و اصول شاعری پر عبور کامل تھا۔ والد مرحوم نے ابتدا سے کلام انکو دکھایا۔ ایک فارسی خط کے ساتھ قطعۂ ذیل بغرض اصلاح استاد کی خدمت میں بھیجا تھا چونکہ یہی قطعہ صرف نمونہ اُس کلام کا ہے جو اصلاح کے واسطے روانہ کیا تھا لہذا نقل کیا جاتا ہے۔

بقیہ فٹ نوٹ صفحۂ گزشتہ۔

جوش بہار حسن معانیست در نظر | بیتاب اضطراب دلِ آرمیدہ اند
از خویشس زندگان بہار گل سخن | در راہ شوق آمد مضمون دویدہ اند
زآب صفای بندش و ترکیب دلکشا | بر صفحۂ نگاہ خود آئینہ چیدہ اند
از ہوش طالبان بہار آشنا نیند | دیوانگان جیب گریبان دریدہ اند
تاریخ سال او زلسان سروش غیب | صبح بہار آمد مضمون شنیدہ اند

۱۲۹۲ھ

تاریخ چسراغ کعبہ

محسن کہ بہار لفظ و معنی | در گلشن طبع اوست گلچین
با اوج دماغش از ثریا | بگزشت گداز شمع بالین
آئینۂ فکر تش صفا خیز | نیرنگ خیال حیرت آئین

قطعہ

دوش کج سنجے بمن این ماجرا آہستہ گفت | کاین ہمہ سودائے خام شعر سخن ابلہی ست
خوردنِ خونِ جگر مضمون رنگین بستن ست | تا شغلہائے لخت دل مقصود لفظ شاعری ست
مصرع تر در روانیہائے تیغ آبدار | ہیبت کامل ہم بنام ذوالفقار حیدری ست
کن قبول از نکتہ گویم نز راہ دوستی | مرد این ہنگامہ نتوان شد کہ با خود دشمنی ست
گفتمش من ہم ز شور بحر مواجِ سخن | چون لب ساحل خموشم طبع انیس بستری ست
لیکن نتوان ناامیدِ رحمتِ یزدان شدن | کآیۂ لاتقنطوا برہان لطف ایزدی ست
گو نباشد جادۂ جز بردم این فرد الفقار | رہ بمنزل میتوان بردن اگر ہادی علی ست

حضرت اشک کی وفات کے بعد کسی سے اصلاح نہیں لی۔

بقیہ فٹ نوٹ صفحۂ گذشتہ۔

این مثنوی عجیب بنوشت | در شانِ عروج سرور دین
بر ہر خمِ خانۂ نیازش | صد بار ادب نمود تحسین
رنگ شب اگر ز کلک او ریخت | ہر نقطہ گرفت شکل پروین
در وصف بہار اگر سخن گفت | از شاخ قلم نشاند نسرین
از مدحتِ انبیا عیان کرد | صد معجزہ در نگاہ حق بین
برداشتہ پئے دعا اگر دست | شد ورد و لب فرشتہ آمین
ترکیب لطیف و طرز نازک | معنی نمکین و لفظ شیرین
اوصاف ہر لعبہ او ز ہر قبیل | اعلی و دہنش از تخمین
از لفظ فسردہ گفت برخیز | از معنی تازہ گشت بنشین
تا عرش برین عروج الفاظ | تا سدرہ بلندیِ مضامین
احسن بنویس بہر تاریخ | معراج خیالہائے رنگین

ملازمت و وکالت مین پوری مین چند روز عہدۂ نظارت پر کام کیا۔ خدا داد قابلیت سے حکامِ ضلع رضامند رہے۔ بعض حکام و اکثر احباب کی تحریک سے وکالت ہائیکورٹ کا امتحان دیکر کامیابی حاصل کی۔ اُس زمانے مین صدر دیوانی عدالت آگرہ مین تھی بعد کامیابی کے آگرہ مین قیام فرمایا۔

منصفی آگرہ مین قانونی لیاقت کا ایسا سکہ بیٹھا تھا کہ ایک مرتبہ صدر دیوانی کے حکام نے بغیر خواہش و استمزاج کے متھرا کا منصف مقرر کر دیا۔ اُنکی باریک بینی و نازک خیالی اہم قانونی مسائل پر عبور کر چکی تھی۔ وکالت کی دن دونی رات چوگنی ترقی رؤسا و حکام کی قدردانی نے حوصلے و ہمت کو ایسے بلند مرتبے پر پہونچا دیا تھا کہ ججی و سب ججی کے عہدے بھی آزادی مین خلل انداز نظر پڑتے تھے۔ اُسپر طرہ یہ تھا کہ حضرت مظفر علی شاہ و حکیم نورالدین مرحوم کے یہان کی رنگین باکیفیت صحبتین جو اُنکے مذاق طبیعت کے مناسب تھین سوائے آگرے کے دوسری جگہ محال تھین۔ لہٰذا اُنھون نے بشکر گزاری تمام عہدۂ منصفی کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

بقیہ نٹ نوٹ صفحۂ گزشتہ — ایضاً

آن تازہ نمائے طرز کہن اُستاد و برادر محسن من — او صافش خارج حدِ سخن الطاف کون نے اندازِ خیال

تا چرخ ترقی رفعت او تا مہر تجلی فطرت او — تا سدرہ بلندی فکرت او تا عرش برین تگ و تازِ خیال

در جستن معنی ہائے بعید آغاز طلب انجام طلب — در بستن مضمونہائے جدید انجام خیالی آغازِ خیال

بنوشت رسالہ ہوش ربا در ذکر معارج خیر ورا — ہر لفظ کرامت فہم رسا ہر معنی نو اعجازِ خیال

مضمون حدیثِ متواتر بنمود بصدق بیان ظاہر — ہر خار و خسِ چمن خاطر بردشت صفا پرداز خیال

ہر بیت خلاصہ بیت ارم ہر نکتہ شگوفہ شاخ قلم — ہر حرف سعادت بخت رقم ہر مضمون پایہ نازِ خیال

تاریخ بطرز جدید احسن خوش گفت فرشتہ فکرت من — معراج پیمبر پاکِ سخن، معراج فلک پروازِ خیال

۱۳۱۱ھ

۱۸۵۷ء

حوادث نگاہ عالم مین ایک حالت سے زندگی بسر کرنا خوشگوار ہو یا نہ ہو محال اور ناممکن ضرور ہے۔ جب ۱۸۵۷ء کی بھڑکتی ہوئی آگ کا اثر آگرہ تک پہونچا تو اُس نے اُن کے خرمن اطمینان کو سوخت کر دیا کبھی تو ذہن مین آتا تھا کہ کچھ ہو تن بتقدیر آگرے مین بسر کرنا چاہیئے اور کبھی یہ خیال گزرتا تھا کہ جسطرح ممکن ہو مع اہل و عیال کے کاکوری پہونچنا چاہیئے۔ احباب سے مشورہ کیا تو سب نے بالاتفاق وطن جانے کی صلاح دی سفر کا انتظام شروع ہو گیا تھا اور ارادہ روانگی مین تصمیم ہو چلی تھی مگر تاریخ روانگی مین عرصہ تھا کہ ایک روز شام کو محلے کے غارت ہونے کی خبر عام ہوئی اور تین بجے شب کو آگرے کو الوداع کہتے ہوے کاکوری کی جانب روانہ ہوے بمنزل بمنزل اُن مقامات کو بچاتے ہوے جہان بغاوت پھیلی ہوی تھی۔ اکیس بائیس روز مین کاکوری پہونچے۔ چند روز بعد فرد ہونے شورش غدر کے مین پوری تشریف لائے اور یہان مستقل قیام کر کے وکالت کے آزادیشہ کو رونق دی۔

بقیہ فٹ نوٹ صفحۂ گزشتہ

خمسہ بر غزل حضرت محسنؒ

کسی منکر کی نہ انکار و ابا چلتی ہے — کسی طالب کی نہ تسلیم و رضا چلتی ہے
نئی چالین مرے قاتل کی ادا چلتی ہے — دشمن و دوست پہ شمشیر جفا چلتی ہے
آج کچھ اور ہی مقتل مین ہوا چلتی ہے

چال سیدھی جو زمانے کی ادا چلتی ہے — کج روی پھر فلک پیر کی کیا چلتی ہے
دیکھیے اب رہ اُلفت مین وفا چلتی ہے — گل و بلبل کو لیے ساتھ صبا چلتی ہے
کچھ عجب رنگ کی گلشن مین ہوا چلتی ہے

تھے جو عشاق ترے عقل و خرد کو کھوئے — باہمی رشک سے جبتک جیے جی بھر روئے

وکالت کی حالت

اُنکی خوش بیانی خوبی تحریر نازک خیالی عالی دماغی کی شہرت تھی۔حکام اُنکی تقریر کے ہر ہر لفظ کو بغور سنتے تھے۔آواز کی خستگی سے تقریر مین ملائمت کا لطف دوبالا ہو گیا تھا۔جس قانونی مسئلے پر بحث کرتے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جس پہلو کو وہ اختیار کرتے ہین اسی کا لحاظ کر کے ممبران لیجسلیٹو کونسل نے الفاظ قانونی رکھے ہین۔جس بات نے اُنکی شہرت کو معراج کمال تک پہونچایا وہ اُنکی دیانت داری راستبازی صفائی معاملت تھی کہ فریق مخالف بھی طرز عمل پر کبھی حرف زن نہین ہو سکا۔صوبے کے حکام خاص عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور ضلع کے یوروپین حکام بھی دوستانہ طریقے سے ملاقات کے لیے آئے تھے۔

ترک مشاغل دنیاوی

برادر عزیز مولوی انوار الحسن سلمہ اللہ و راقم حروف کی کامیابی امتحان ایل ایل بی کے بعد مقدمات کی پیروی اور کچہری کی آمد و رفت کا سلسلہ موقوف کر دیا تھا کبھی کبھی احباب و رؤسا کے اصرار سے مجبور ہو کر اُنکے معاملات مین مشورہ دیتے تھے لیکن انتقال سے تین سال پیشتر مشغلہ وکالت و کاروبار زمینداری سے

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ گزشتہ)

چین سے بعد فنا بھی نہ لحد مین سوئے
نوک مژگان کے تصور نے یہ کانٹے بوئے
کہ چھری آج میان شہدا چلتی ہے

کیا بری گزری مری عمر گرامی اوقات
کٹ گئی باتون ہی باتون مین جوانی کی رات
ہین دو چار نفس اور ہین باقی ہیہات
جھلملاتی نظر آتی ہے مجھے شمع حیات
صبح پیری ہے عیان باد فنا چلتی ہے

کون کہتا ہے کہ تھوڑی بہت اب طاقت ہے
غش پہ غش آتے ہین دم سے کیفیت ہے
کیسی امید فقط یاس ہے اور حسرت ہے
اے مسیحا ترے بیمار کی یہ حالت ہے

قطعاً بے تعلقی اختیار کر لی تھی حضرت محی الدین ابن عربی کی فصوص الحکم اکثر مطالعے مین رہتی تھی اور حصن حصین کا روزانہ ختم پڑھتے تھے۔

مولوی حسین بخش مرحوم نے اپنے دادا سے بیعت کی تھی۔ چونکہ اُنکی شہادت بیعت ایسے وقت مین ہوی جو اُنکا سن رشد بھی نہین تھا لہذا حضرت شاہ کرامت علی صاحب قلندر سے تجدید بیعت کی پیر و مرشد کی حیات مین جو کچھ خدمت خلوص عقیدت سے کی ہو اُسکا حال معلوم نہین ہے مگر وفات کے بعد اُنکا خوشنما مزار پکا گوری مین بنوا دیا اور عرس کے لیے ایک رقم معقول ہر سال نذر کرتے تھے۔

حضرات مندرجۂ ذیل اکثر بغرض اصلاح کلام بھیجتے تھے۔ مولوی محمد احسن احسن مرحوم منشی عبدالمجید سحر مرحوم۔ مولوی نعیم الدین نعیم مرحوم، منشی عبدالوحید نیرنگ سلمہ اللہ۔ مولوی احسن اللہ خان ثاقب سلمہ اللہ۔ مولوی رضی علی اخگر سلمہ اللہ

بقیہ فٹ نوٹ صفحہ گزشتہ

نہ دوا چلتی ہے اُسپر نہ دعا چلتی ہے

کوئی لایا تو نہین کھینچ کے احسن بالجبر — دو گھڑی اور ابھی تنہائی پہ کرنا تھا صبر
آنے دیتے انھین جُھکنے لیے آتا ہے ابر — حشر مین آئے عبث جھوڑ کے تہ خانہ قبر

کیا خبر تھی کہ ابھی گرم ہوا چلتی ہے

گرچہ تنہائی سے ہے وحشت خاطر لیکن — ایسی آفت مین نکلنا بھی تو ہے ناممکن
دھوپ اُتر جانے خدا کیلئے ڈھل جائے دن — کیون نکلتے ہو ابھی کنج لحد سے محسن

حشر کا دن ہے بہت گرم ہوا چلتی ہے

نوٹ مولوی محمد احسن مرحوم کا قاعدہ تھا جسین خاص عمل سے لفظ احد احمد سے اور احمد احد سے ظاہر ہوتا ہے بلکہ ہر لفظ سے احد و احمد نکلتا ہے بہت مشہور ہے مین اُسکو نقل کرتا ہون۔

اسے خلوتیان پردۂ راز — گوشے کرچہ سید ہر صدا ساز

وفات

۴، اپریل ۱۹۰۵ء کو سہال کبدی ہو گیا تھا اشتہا بالکل ساقط تھی۔ علاج ومعالجہ سے افاقہ نہین ہوتا تھا طبیعت روز بروز خراب ہوتی چلی گئی۔ ۲۳۔ اپریل ۱۹۰۵ء روز یکشنبہ کو بعد نماز ظہر ارشاد فرمایا کہ اب ہمارا آخری وقت ہی تجہیز و تکفین کی تیاری کرو کل کوچ ہے"۔ بعد نماز مغرب جب راقم حروف و برادر عزیز مولوی انوار الحسن سلمہ اللہ بہمراہی دیگر خدام کے ہاتھ پاؤن سہلاتے تھے۔ خاکسار کی طرف مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف مین مبطون کو درجہ شہادت نصیب ہونے کا حکم ہے اسکا حال مفصل کسی کتاب سے نکالکر پڑھو۔ خاکسار نے در مختار سے باب الشہید نکالکر سُنایا سُنکر سکوت فرمایا۔ شب کو مرض مین اشتداد ہوا۔ دوشنبہ ۱۰ صفر ۱۳۲۳ھ مطابق ۲۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو علی الصباح ارشاد فرمایا کہ "اب ہمارا کوچ ہی" یہ کہکر یاد حق مین مشغول ہوے پاس انفاس جاری تھا حالت تلقین مین ہر بار بطریق استشہاد الا ہو پر انگشت شہادت اُٹھاتے تھے۔ اسی حالت مین دس بجے دن کو

بقیہ فٹ نوٹ صفحہ گزشتہ

اعراض وجواہر انچہ بود ست — آئینۂ وحدت وجود ست
رنگین چمن جہان دمافیہ — رنگے بود از بہار تنزیہ
ہر قطرہ لباط بحر بر دوش — ہر ذرہ بہا دہر در جوش
در عالم وحدت آشنائی — تاج سر بندگی خدائی
آرے ز دل حقیقت آگاہ — خوش گفت ہر آنکہ گفت واللہ
خاصان خدا خدا نباشند — لیکن ز خدا جدا نباشند
اینک سرانی از سروشم — در گوش رسید و برد ہوشم
پیدا شود از نوائے این نے — احمد مثل احد ز ہر شے
پیش نظرت ظہور گیرد — احمد ز احد احد ز احمد

اِس عالمِ فانی سے عالمِ جاودانی کو رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قطعات تاریخ بکثرت لکھے گئے ہین۔ جناب مولوی حکیم الدین صاحب نائب وزیر ریاست بھوپال نے عربی عبارت مین بہ تمثیل مادہ تاریخ لکھا "ادخلہ مالک الملک فی الفردوس" اور منشی زین العابدین فرجاد سلمہ اللہ نے آیت قرآن شریف سے مادۂ تاریخ نکالا ہے۔ "انہ فی الآخرۃ لمن الصالحین" مزار بمقام مین پوری متصل مزار مولوی حسین بخش مرحوم کے ہے۔

خاص حالات وطبعی عادات

حلیہ

والد مرحوم میانہ قد گندمی رنگ چہرے پر چند داغ چیچک کے تھے اور وہ بھی ایسے کہ بہت غور سے چہرے پر نظر ڈالی جائے تو دکھائی دین۔ چہرہ گول بیشتر خشخشی ڈاڑہی رکھتے تھے اور خضاب کرتے تھے۔ چند سال سے ڈاڑھی بڑھالی تھی خضاب ترک کردیا تھا۔ ہر معاملے مین متانت وسنجیدگی سے کام لیتے تھے

لے منشی احمد علی شیون مرحوم نے خستگی آواز کا شفاعت دنجات کی تاریخ مین اِسطرح ذکر کیا ہے

نہین آواز خستہ بلکہ ہر اک لفظ کہتا ہے — کہ گر نکلون ترے لب سے تو پھر جاؤن کہان محسن
اگر توصیف ختم الانبیا نے یہ شرف بخشا — کہ بھی لکنت سے پیاری جیسے موسیٰ کی زبان محسن

بقیہ فٹ نوٹ صفحہ گزشتہ

پس ہر لفظے کہ خواہی ایجان — اعدادش کن چہار چندان
یک کم کن ضرب دہ بجا رش — کن طرح بہ ہشت وبرشمارش
بنیاد عمل بود ازینجا — یعنی پس طرح ماہقی را
در سہ بزن وزیادہ کن یک — حاصل شود رتاحد بلا شک
وز بہر حصول احمد آن را — زن در احد واحد بیفزا
بر فکر تو احسن آفرین باد — احسنت زمعنی آفرین باد

آواز مین نرمی و ملائمت خلقی تھی۔ پینتیس ۳۵ سال سے معدے کے علاج مین کسی دوائے تیز نے حنجرہ کو خشک کردیا تھا آواز پڑ گئی تھی۔ ایک مرتبہ گاڑی پر سوار تھے گھوڑے نے شرارت کی گاڑی سے کود پڑے۔ دست راست کی ہڈی اُکھڑ گئی تھی معالجہ سے ہڈی اپنی جگہ پر آگئی تھی۔ بے تکلف ہاتھ سے کام لیتے تھے۔ مگر ہاتھ کے بلند کرنے مین کسیقدر تکلیف محسوس ہوتی تھی۔

اطاعت والدین — اطاعت والدین مین وہ خود اپنی نظیر تھے اور لاتقل لہما اُف انکا طرز عمل تھا۔ تمام عمر مولوی حسن بخش مرحوم کی کسی رائے سے بھی اختلاف نہین کیا چنانچہ تفریح الاذکیا مین مولوی حسن بخش مرحوم نے بضمن تشریح باقیات الصالحین کے اپنے دونون صاحبزادون مولوی محمد محسن و مولوی محمد احسن کی صلاحیت و اطاعت و سعادتمندی کا ذکر فرمایا ہے۔

مزاج — ہر شخص سے بخندہ پیشانی ملتے تھے اور اُسی کا یہ نتیجہ تھا کہ تمام شہر اُنکو مربی و سرپرست و دلی خیرخواہ سمجھتا تھا۔ بلاقید مذہب و ملت ہر شخص کے درد دُکھ کے شریک ہوتے تھے۔ اور دامے درمے سخنے قدمے اعانت و ہمدردی مین دریغ نہین کرتے تھے۔ انکسار اُنکا جو ہر طبعی تھا۔ عیب پوشی کا یہ حال تھا کہ ملازمون کارندون سے بھی اگر کوئی حرکت صریحی خلاف دیانت داری ظاہر ہوتی تو اُس سے چشم پوشی فرماتے تھے۔

بہ پیر میکدہ گفتم کہ چیست راہ نجات ۔۔۔ بخواست جام مے و گفت عیب پوشیدن

[وضع] داری — پُرانی وضعداری اور ایشیائی مروت کا وہ بے مثل نمونہ تھے۔ جسمین حکمت عملی ضرورت وقت اور پالسی کا گزر نہ تھا۔ جس شخص سے جو برتاؤ ہو جاتا تھا اسمین فرق

بقیہ فٹ نوٹ صفحۂ گذشتہ

وز بہر حصول احمد آن را ۔۔۔ زان در احد واحد بیفزا

بر فکر تو احسن آفرین باد ۔۔۔ احسنت ز معنی آفرین باد

نہین آنے دیتے تھے۔ اکثر فرماتے تھے کہ "شکستن دلِ دوستان جہل ست و کفارۂ
یمین سہل" ایک فارسی خط مین جناب مولوی امجد علی صاحب مدظلہ العالی کو لکھتے ہین۔
"یقین تصور فرمانید کہ رشتۂ محبّت گرہے نمی خورد و سلسلۂ نیاز تنگ کوتہی۔ بر نمی
دارد آنچہ بودم ہستم و ہرچہ ہستم خواہم بود نشۂ محبتے کہ داشتم دو بالا ست و ہمان نیازے
کہ بود دروش تا زندگی تسلسل پیما"

سفید و صاف کپڑا پسند تھا قیمتی لباس پہنکر کبھی خوش نہین ہوتے تھے اور
سچ یہ ہے کہ اس کپڑے کے پہننے مین تکلیف ہے جسکی حفاظت کی فکر کرنا پڑے
فرماتے تھے۔ کہ مولوی حسین بخش مرحوم نے لڑکپن مین قیمتی کپڑے کی وقعت میرے
دل سے مٹا دی اپنے خدمتگارون کو بیش بہا لباس پہناتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ
بیش بہا اور رنگین کپڑا اشرفا نہین پہنتے ہین۔ **لطیفہ**۔ ایک روز تحصیلدار صاحب اٹاوہ
مکلف بیش بہا رنگین لباس پہنے ہوے مولانا حسین بخش کی ملاقات کو آئے مولوی صاحب
نے اُنکو سروقد تعظیم دیکر اپنے برابر بٹھا لیا۔ والد مرحوم اُسوقت گود مین بیٹھے تھے کان مین
کہنے لگے کہ "تحصیلدار صاحب شریف نہین ہین آپ ان کو برابر کیون بٹھاتے ہین"

اُنکی سخاوت ضرب المثل تھی۔ احباب و اعزہ بلکہ غائبانہ دوستون کی اعانت
قرض لیکر کرتے تھے اور اسکو خفیہ رکھتے تھے۔

جس زمانے مین مولوی حسن بخش مرحوم تفریح الاذکیا کی تالیف مین مصروف
تھے ایک شب انکو زیارت جمال مبارک حضرت یوسف علیہ السلام خواب مین
نصیب ہوئی حضرت یوسف علیہ السلام نے شیرینی دیکر ارشاد فرمایا کہ "محمد محسن کو ہماری طرف
سے دیدینا" فقراء کامل بھی متوجہ رہتے تھے غدر کے زمانے مین جب وہ آگرے سے
اکا کوری جاتے تھے مُنہ مین چھالے پڑ گئے جنکے سبب سے غذا بالکل ترک ہو گئی سفر مین اور سفر
بھی کیسا غدر کے زمانے کا حکیم نورالدین کہان جو دوا تجویز کرین اطمینان کسکو نصیب کہ

کہ وہ اپنانے کی زحمت گوارا کرے مرض قدیم تھا تیسرے چوتھے مہینے دورے ہوا کرتے تھے اور حکیم نورالدین مرحوم کے معالجے سے صحت ہوئی تھی جو دوائین تیار رکھی تھین اضطراب کی حالت مین کس کو یاد رہ سکتی تھین کہ ہمراہ رکھ لیتا۔ بے آب و دانہ سفر کی صعوبت برداشت کرتے ہوے منزلین طے کر رہے تھے۔ تین روز اسی حالت مین گزر گئے ایک مسجد مین جو لب سڑک واقع تھی بیٹھے ہوے تھے ایک صاحب دل درویش نے آکر ان سے بات چیت کرنا چاہی یہ بول نہ سکے اشارے سے جواب دیا تو درویش نے پوچھا کیا تم گونگے ہو۔ انھون نے اپنا مُنہ دکھایا اور اشارون سے چھالون کی تکلیف ظاہر کی۔ درویش چلے گئے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد چند پتیان لاکر دین اور کہا کہ انکو چبا کر رال نکال ڈالو۔ ان پتیون کے استعمال سے فوراً تسکین ہوگئی۔ چھالونکی تکلیف دفع ہوئی شب بھر مین مرض بالکل جاتا رہا اور پھر تمام عمر اُس کی شکایت نہین ہوئی۔

ئی ذہن

مولوی حسین بخش مرحوم جس زمانے مین دستور الکمالات کا رسالہ علم معما مرتب کرتے تھے اوقات فرصت مین والد مرحوم کو علم معما کے اصول وضوابط سمجھاتے تھے۔ ایک روز ذہانت کی آزمائش کی غرض سے ایک مشکل معما حل کرنے کے واسطے دیا۔ معما یہ تھا۔

معما باسم مرشد

کرم کن کہ ہر کس کہ او کرم　　　کرم داردش در جہان محترم

اُس زمانے مین جناب والد مرحوم کی عمر نو دس سال کی تھی باوجود کمسنی کے ان کی نازک خیالی نے اِس پیچیدہ معمے کو حل کر دیا حل یہ تھا کہ دوسرے مصرع مین کرم داردش کو عربی مین پڑھین کرمہ داردش یعنی شل رم کے دش بھی مقلوب ہوا)

حضرت امیر مینائی مرحوم کو جب سراپاے رسول اکرم کی نقل بھیجی تو قطعہ
ذیل اسیوقت لکھا تھا۔

گردمش تحفہ پئے خدمت خدام امیر — کہ براوجِ سخنش ہمت سحبان نرسد
سخن آخر بود از بہر سخندان محسن — حیف بر جانِ سخن گر بسخندان نرسد

طبع اول مدیح خیر المرسلین مین شعر ذیل تھا۔

ہاتھ اُٹھائے ہی مناجات کو ہر شاہ و گدا — سر جھکائے ہوے سجدے مین سلیمان و نمل

اِس شعر پر یہ اعتراض ہوا کہ نمل بمعنی چیونٹی کے بسکون میم ہے نہ بفتح میم۔ اگرچہ
اس اعتراض کا جواب بعض ذی علم شعرا نے بڑی قابلیت سے لکھا اور شعرا کے
واسطے ایسے اختیارات جائز ہونا ثابت کیے اور سند مین حضرت امیر خسرو دہلوی
کے اِس مصرع کو پیش کیا جسمین کئی زبانون کے ہم معنی الفاظ جمع ہین۔

مور — میان — چونٹی — نمل

فارسی — ترکی — اُردو — عربی

لیکن والد مرحوم نے عجز شاعرانہ کو گوارا نہ فرما کر وہ شعر ہی قصیدے سے خارج کر دیا۔

مولوی افضل علی مرحوم (کاکوروی) نے فارسی خطوط جو والد مرحوم نے اپنے
احباب کو لکھے تھے جمع کیے ہین۔ خطوط راقم حروف کے پاس موجود ہین لیکن امتداد
زمانہ کے سبب سے اُنکی حالت اِس قابل نہین ہے کہ ہین اُن مین سے دو چار
خط بھی ناظرین کی خدمت مین پیش کر سکون ایک خط جو راقم حروف کے نام
کاکوری روانہ کیا تھا اور دوسرا خط جو شفیق مکرم مولوی احسن اللہ خان ثاقب
کے نام بھیجا تھا اور جس کے ساتھ ثاقب سلمہ اللہ کے اصرار سے نقل خط موسومہ
مولوی محمد امجد علی بلیغ مدظلہ العالی روانہ کی تھی اور تقریظ مخمس نعتیہ انداز تحریر شرداری
دکھانے کی غرض سے نقل کرتا ہون۔

خط[1]

باد انور و انوار و اکرام بخیر[2] بر ہمہ عمر خضر و انجام بخیر

خرمن آرزوے دل دریا دشا برقہا در کمین دارد رحمت باری اطفای نائرۂ اشتعالش باد۔ ابر دریا بار اشکے چند بر زمین ریختہ الجزء حارۂ ارضی را باہتزاز در آورد۔ موسم گرما گرم تر گردید و ہوائے جہنم اثر وزیدن آغاز کرد ابرے کہ بر آسمان بنظر می آید چشم پر آبے بیش نیست ظاہر ا آرزوے دیرینہ ام مہلتے دیگر میخواہد۔

خط

برخوردار سعادت پناہ رشادت دستگاہ مولوی احسن اللہ خان ثاقب سلمہ اللہ عمر لیست کہ از انفعال غفلت تحریر چون تحریر تازہ سراپا عرق بودم واز دیر فرستادن مکتوب مطلوب بپیچ و تاب نداستے برخود میفزودم بسبب آنکہ شدت امراض و نومیدی صحت در غفلتم نشانیدہ بود للہ الحمد تقاضا بر تقاضا آن یکرنگ صفاکدۂ اتحاد از طوفان عمر قم بکنار رسانید۔ واز پیچ و تاب گرداب نداستم وا رہانید۔ نقل یک صحیفۂ موسومۂ مولوی امجد علی صاحب تلیغ کہ در زمانۂ قدیم ڈپٹی کلکٹر اٹیہ وعین پوری بودہ اند میفرستم رشیشۂ خاطر بکیفیات سعادت و اقبال متضمن نبغمات محبت صادق در پردۂ دل متمکن باد۔ ۱۲ فروری ۱۹۰۵ء

---

[1] یہ عبارت پوسٹ کارڈ پر لکھی تھی۔

[2] شیخ اکرام علی مرحوم والد مرحوم کے ماموں زاد بھائی تھے خاکسار دیر اور عزیز مولوی محمد انوار الحسن کے ساتھ کتب درسی عربی و فارسی مین ہم سبق تھے انکی تعلیم و تربیت بھی مثل ہم دونون بھائیون کے والد مرحوم نے اپنے ذمے لی تھی۔

نامہ

ای آنکہ بہار بخزان سخنت | صبح امید قدردان سخنت
گل کردہ زیک غنچۂ طبع رنگین | صد نخل بلند گلستان سخنت

سحر نگار یہای خامۂ معنی ایجاد در بستن طلسم الفاظ موزون سرمایۂ اعجاز ست و اعجاز پردازی طبیعت خداداد در کشادن ابواب دقت مضمون حیرت طراز ۔ ہرچہ انخامہ ات نقشے گیرد نقش قبول بکرسی نشاند ۔ وانچہ از طبیعت گل کند پایۂ عروج بعرش رساند ۔ در بزم زباندانی انوری لقبان معذور بشمع خموشی افروختن ۔ و در بہارستان رنگینی فردوسی طبیعتان مجبور بداغ افسردگی سوختن ۔ فلک پردازی اندیشہ در تسخیر نکات انجم آیات از رشتۂ کہکشان کمند فروش ۔ و نازک بندی خیال در صیادی بلبلان معانی از رگ گل دام بردوش ۔ معما تشکافی دقت سخن گرہ از موے کشادن ۔ و بہم سانی مضمون نایاب گرہ بر موے میان دادن ۔ جوش طبیعت از آب گوہر طوفانے بپا کردن ۔ و بلندی فکرت از پیراہن ذرہ آفتاب برآوردن ۔ مظہر این کیفیات عنبرین نامۂ مشکین سواد ست کہ ہر لفظش از کمال موزونی مصرع سرولیست در بوستان سخن ۔ و ہر مضمون از وقت آرای قفل معما نکشودہ غنچہ دہن ۔ چمن پیراے خامہ از تخم ہر نقطہ بہار ارم دمانیدہ ۔ و آبیاری طبیعت ریشہ ہر خط بطوبے رسانیدہ ۔ شبستان الفاظ از روشنی معانی در پنبہ زار دعوی زباندانان شعلہ افگن ۔ و گلستان معنی از شوخی الفاظ در پیراہن شگفتہ طبیعتان خارشکن ۔ جوہر تقریر از نکتہ طرازی اندیشہ نمک بر دیدۂ انجم ۔ و رنگینی تحریر از بہار پیرای خیال مانند سحر لبریز تبسم ۔ گفتگوے شبنم از دقت پسندی اندیشہ سلک گوہر و بیان گوہر از گرہ کشای خیال شبنم اثر ۔ امواج سطور از گوہر الفاظ انجمن آرای

انجم و کہکشان۔ و رونق الفاظ در سلسلۂ سطور ہجوم ذرہ در شعاع خورشید درخشان

لراقمہ

ہر معنی رنگ انتخابے دارد | ہر لفظ تو مضمون کتابے دارد
ہم پہلوے آسمان زمین سخن ست | ہر ذرۂ نقطۂ آفتابے دارد

از انجا کہ در انجام رسانی این گفتگو بحکم بے پایانی عرصۂ آرزو نامہ مانند دائرہ معذور بر خود گردیدن ست۔ و در گرد آوری این ستایش بمقتضاے ہجوم مضامین شوق طبیعت مانند نقطۂ مجبور در قفس دائرہ طپیدن رجوع بمرکز مدعا باید کرد۔ باعث تاخیر در تحریر جواب عنایت نامہ آن بود کہ از اقامت ملازمان بدلیل یقین راہے نمی کشود۔ گاہے شانہ کشی طرۂ شام غربت در سواد شہر اٹاوہ دریافتہ مشاطگی زلف پریشانی داشتم گاہے غازہ پیراے رخسار صبح وطن در خیابان گلزار پور[1] شنیدہ گلدستہ ہاے جمعیت غنیمت می پنداشتم۔ نہ امر اول گمان اعتبارے داشت و نہ خبر ثانی مضمون اشتہاری۔

لراقمہ

عمرے سو دلے حیرتے بود بمن | کان یار عزیز ست کجا جلوہ فگن
لیکن اکنون سر دشش غیبی فرمود | کا مجد علیے بلیغ رفتہ بوطن

پس بعد تحقیق مضمون ثانی از بیان ملہم غیب سلسلۂ گمانہا بیقین انجامید و تحریر این دو سہ حرف پریشان سرمایہ نیاز گردید۔ اکنون ترصد آن دارم کہ مانند آفتاب آئین مہر و الطاف در دوری و نزدیکی یکسان دارند و روشن داشتن شبستان تحریر صبح بہار ذرہ پروری شمارند۔

تقریظ مخمس نعتیہ حضرت امیر مینائی مرحوم

[1] گلزار پور قدیم نام کاکوری کا ہے۔

رُباعی

جز احمدؐ بے میم نہ غنچے نہ شگوفے ۔ جز احمدؐ با میم نہ بوئے نہ نموے

از قطرہ چکیدن خوشہ از دانہ دمیدن ۔ سر باد بسجودی و دہن باد درود ے

اما بعد صدف گوش از گہر لبریز۔ و دامان نگہ از چمن مالامال۔ کہ سواد گیسوے عبارت را در پردۂ ابر سیہ مست جوشیدن ست۔ و صفاے عارض معنی را آئینۂ صبح بہار گردیدن۔ لآلی الفاظ آبدار را طلسم محیط در گرہ بستن ست۔ و از ہار مضامین پر بہار رونق بازار ارم شکستن۔ شاہد بندش نازک را مالاے مروارید صفا در گلو۔ و حسن ترکیب شگفتہ را زیور گل رنگ و بو۔ نقاش صورت این آئینہ زار تجلیات اعجاز نماے ید بیضاے منشی امیر احمد ابن مولوی کرم محمد مینائی ست کہ چرخ مینا کار۔ در خمکدۂ فکر بلندش شیشۂ خرد بر طاق نسیان می گذارد۔ و فلک نیلگون در چمنستان طبیعت عالیش حکم سبزۂ بیگانہ دارد۔ خیالش را در شیشۂ خانۂ نازک ادائی نیرنگ بال پریست۔ و خامہ اش را در بزم افسون طرازی خرام جادوگری سر پنجۂ زور دستش در شکار کبک دری شاہباز۔ و تیغ ہندی زبانش در معرکۂ اردو ہنگامہ طراز مشکل پسندی دقت تلاش دلبر سخن را تہمت دہن۔ و معانی شگافی بہار تصور غنچۂ معنی را منشور شگفتن۔ ترجیع بند انفاسش از تواتر در مضامین مسلسل و مصرع لیش از جوش نشۂ معانی پیمانۂ مستزاد در بغل۔ غزال غزل برجستہ را سواد تحریرش ختن۔ و عقیق آبدار قطعہ را از رنگینی تقریرش یمن۔ بعض خلعت تضمینش حرف نا سنجیدۂ فقیر محسن قامت موزونی آراست۔ و سبزۂ خوابیدۂ نشست الفاظ نازک ادائی ہا برخاست۔ اکنون گرمی آن شرار افسردہ کانون خیال از مینا و آتشکدۂ بخاک آمیختن ست۔ و روانی آن قطرۂ عرق انفعال از ابروے بحر ندغبار ساحل ریختن۔ الغرض نشۂ صہباے کمالش را در میکدۂ ناقص پسندی

جوش بدرد ہلال ست قمر بخش ہاد رفضاے ذرہ نوازی تاثیر آفتاب درجبال

رباعی

جوش اثر آنکہ سخندانش دید | اشعار مرا گمشے گردانید
بر خود بالید و سنبلستان گردید | گویا ہر ریشۂ زمین سخنم

سنجیدہ نظمی کہ خامۂ معنی تشبیہ اگر از تمکین آب گوہر شکل مستقبلش کشد نیم رخ آید وکلک بہزاد تمثیل اگر از رنگینی گل نقشے بردارد بہارش خزان گردد۔ بلندی مصرعہایش جبین سخن را ابر دست۔ صفای ترکیبش عارض نظم را آبرو۔ صبح رخسار لفظ از بندش تمکین ورشکر خند۔ وطرۂ کاکل مضمون از گرہ بندی تضمین مرغوب بند۔ درستی سلسلہ شوخی از شکست گیسوی عبارت چست۔ وشکستن کلہ گوشۂ عبارت بہ بہانۂ شوخی درست۔ نظر باز معنی را از صورت الفاظ محجوبی در بر و صورت الفاظ را از صفای معنی آئینہ در نظر۔ پنجۂ خورشید بزوال حسن انگشت نماست صبح مثالش صادق نیاید۔ وخمسہ سنجیرہ بسکتہ حیرت منسوب در پلۂ وزنش سنجیدن نشاید۔ طبیعت مشکل پسند کہ بتصور نظم پر دین سر بہ آسمان میکشید گرہ بر جبین ست۔ وفکر نازک بند کہ بخیال پنجۂ گلرخان ناخنی بدل ریز دپشت دست بر زمین۔ ساز مقدس نغمات ہند باہنگ حجاز در طرب ست۔ ورنگینی اُردو سے معلے جلوہ فروش شہنشاہ عرب۔ و دائع گہرہاے قبول از خزینۂ رحمت نثار پروانہ۔ وروائح گلہاے درود از چمنستان بکر ست در اہتزاز۔

رباعی

پیغمبر اوج کبریاے سخن ست | این نظم اعجاز مصطفای سخن ست
مداح ہمیر و خدلے سخن ست | حقا کہ در مدینۂ علم امیر

بسم اللہ طبع موزونش چون دیباچۂ نسخۂ ابجد تاریخ گردید مخمس نعتیہ را فاتحہ خوا۱ ودرود ما ثورا

[۱] مخمس نو کے آخر میں جو درود لکھا ہے اسکی طرف اشارا ہے۔

خاتمہ پرداز گردانید. ہمانا تاریخ اولین از مفتاح الف خانۂ جادو طرازش قفل حیرت کشود و مادہ دوم از صاد صلِ علیٰ کہ چشم قبول استاد ازل طغرائے عنوانش کرد جلوہ نمود یارب درد امان قاف قیامت کہ جزا را شرط عمل کنند بنفی افعال ماضی ما ہم نقطہ این نامہ مرکز کاف کرامت. و دندانۂ شین شفاعت ممدوح و تشدید نون تاکید مستقبل مغفرت باد۔

چونکہ نعتیہ کلام سے شہرت و عزت یا شاعرانہ وقعت و دنیاوی صلے کی خواہش نہین تھی اسلیے اُنکی نظم سے خلوص عقیدت کا رنگ ٹپکتا ہے. گل و بلبل کے پیش پا افتادہ مضامین سے ذہانت اُنکو دور رکھتی تھی وہ مضمون نکالتے تھے قرآن پاک اور حدیث شریف سے اور اُسکو مذاق شاعرانہ مین اِس خوش اسلوبی سے کھاتے تھے کہ سامعین ادب سے سُنتے اور درود کے نعرے بلند کرتے ہین اُنکے قادر الکلام ہونے کا بین ثبوت اور قوی دلیل یہ ہے کہ بیان حکایت مین شاعرانہ شوخی حدود تہذیب و متانت سے ایک قدم آگے نہین بڑھتی ہے اور مبالغے کے استعارات صلاحیت کا جوہر اپنے ساتھ لیے رہتے ہین جہان کوئی امر مناسب موقع ہے اور حدیث شریف مین اسکی تصریح نہین ہے تو اُسکو اِس انداز سے لکھتے ہین کہ پڑھنے والے کو صاف تمیز ہو جاتی ہے کہ اِس قدر مضمون جزو حدیث نہین ہی بلکہ کلام بزبان حال ہے اُن کی سدا بہار طبیعت حسرت و یاس کے مضامین سے الگ رہتی ہے. شگفتگی طبع اور زندہ دلی کی برقی روشنی ہر بیان مین اپنی چمک دکھاتی ہے مضامین کی بلند پروازی الفاظ کا شان و شکوہ بندش کی چستی اُنکا خاصہ طبیعت ہی اور اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ مثنوی صبح تجلی و چراغ کعبہ مین بھی قصائد کا لطف پایا جاتا ہی. تشبیب ذکر بزم لکھنا اُن کا حصہ تھا. خاتمہ و مناجات مین وہ طرز خاص کے موجد تھے. اسمین شبہ نہین ہی کہ

بوجہ دقت مضامین وبلندی خیالات وتلمیحات قصہ طلب کے اُنکا کلام کم استعداد حضرات کی سمجھ سے باہر ہے لیکن بندش الفاظ کا اثر سمجھو یا قبولیت عام کا نتیجہ کہ سخن فہم ونافہم دونون لطف حاصل کرتے ہین اور داد دیتے ہین۔

بولیت مین چند واقعات لکھتا ہون جنسے معلوم ہوگا کہ قبولیت اُنکے کلام مین خدا داد ہے۔

(۱) منشی احمد علی شیون مرحوم شاگرد مرزا حاتم علی مہر نے ایک متبرک خواب[۱] مین یہ شعر سُنا تھا۔

سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل
ہند سے کہکے یہ لایا ہی قصیدہ محسن

---

[۱] شیون مرحوم نے اِس خواب کو نظم کیا ہی اور اسکا نام تاریخی خواب مسرت رکھا ہی۔

مسند بزم سخن ہے تجھے زیبا محسن
شرق سے غرب تلک ہی ترا شہرہ محسن

اور رتبہ ہو فزون اِسکے سوا کیا محسن
عالم ومدح سرائے شہ والا محسن

عندلیب چمن یثرب وبطحا محسن

ہو مبارک تجھے اے عاشق شیدائے رسول
نعت مین نظم کیا خوب کلام مقبول

تجھپہ نازل رہے اللہ کرے شان قبول
تجھے ہو دولت دارین شرفیاب حصول

رتبہ ہو اور زیادہ سے زیادہ محسن

ہی عجب واقعہ بیداری طالع کی قسم
تھی شب جمعہ وبست ویک ماہ ماتم

کنج تنہائی تھی اور مجھ سا گرفتار الم
یاد آنے لگے سب رہروِ اقلیم عدم

انمین مخدوم تھا اپنا کوئی اپنا محسن

کیا مجھے ہائے وہ یاران عزیز ورفقا
ایکدم مثل تن وروح نہوتے تھے جدا

ڈھونڈھے ہی ملتا نہین اب اُن کا نشان کہ کیا
کیون گریبان نکرون چاک بصد آہ بکا

(۴) عبداللہ شاہ ایک کامل درویش آگرہ مین حضرت والد مرحوم کے پاس کبھی کبھی تشریف لاتے تھے۔ ایک روز شاہ صاحب تشریف لائے اور فرمایا جو نذر کی ہے وفا کرو دریافت کیا نذر کیسی۔ فرمایا جو تم نے لکھنا شروع کیا ہے اُسکو ختم کرو دربار آنحضرت صلعم مین انتظار ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت والد مرحوم نے قصیدہ ابیات نعت لکھنا شروع کیا تھا۔

بقیہ خواب مسرت

منہ کو کس طرح سے آلے نہ کلیجا محسن

رنج تھا عالم پیری کی گنہگاری کا — شب دیجور جوانی کی سیہ کاری کا
گزرا غفلت مین زمانہ مری ہشیاری کا — حاشیہ اُسپہ تھا بے برگی و ناداری کا
کہ مرے ہاتھ مین ہی دین نہ دُنیا محسن

کس نے باکاری مین دیکھا اثر بیکاری — کسکے اوپر ہے یہ آفت یہ مصیبت طاری
کس کے دن رات رہا کرتے ہین آنسو جاری — زندگی کسکو ہوئی میری طرح سے بھاری
کون بیمار شب درد ہے مجھ سا محسن

الغرض رات تھی وہ روز قیامت سے دراز — کہ نہ انجام تھا معلوم نہ اس کا آغاز
بستر غم پہ پڑا تھا مین بصد سوز و گداز — آتی ہر سمت سے نیرنگ جہان کی آواز
تھا کہین جشن کہین نوحہ تھا غم کا محسن

رہنمون بخت ہوا بر سر یاری اقبال — آیا اُسدم مجھے میلاد محمد کا خیال
رنج و غم بھول گیا مجھپہ جو کچھ تھے فی الحال — فرحت از بس کہ بشاشت تھی مرے دل کو کمال
شکل گل جامے مین پھولا نہ سمایا محسن

رنج و غم ہو گئے اس دھیان مین فوراً مفقود — ورد تھی حمد و ثنا دل سے زبان پر تھا درود
ناگہان ہونے لگا خواب کا آنکھون مین ورود — نیند آتے ہی نظر آگئی شان معبود

(۳۰) ایک خط مولوی عبدالحق صاحب کانپوری نے والد مرحوم کے نام بھیجا تھا اُسکو مین بلفظہ نقل کرتا ہون۔

بقیہ خواب مسرت۔

بخت بیدار نے وہ خواب دکھایا محسن

یعنی مجکو نظر آیا وہ تحیر کا مقام — تھے جہان شان خدا جلوے کے حضار تمام
فہم و ادراک سمجھے کہ جو باہم تھے کلام — شکل کا کسکی نشان دیجیے کیا لیجیے نام

خیرہ ہوتی تھی نظر نور تھا ایسا محسن

کیا جگہ تھی وہ جہان لیگئی مجکو تقدیر — نہ کھینچے مانی و بہزاد سے جسکی تصویر
دشت وہ گلشن فردوس نہیں جسکی نظیر — نور وہ وادی ایمن مین نہ تھی جو تنویر

دیکھیں حیرت سے جسے حضرت موسیٰ محسن

ہوا مجکو یہ تصور کہ ہے دربار نبیؐ — منزل جلوہ گہ نور رسول عربیؐ
آفتاب فلک رفعت عالی نسبی — وہ قریشی لقب و ہاشمی و مطلبی

دل بھر آیا جو مرا خواب مین رویا محسن

پھر یہ کی عرض کہ اے ختم رسل ہادی دین — شافع روز جزا بادشہ عرش نشین
کوئی اب تیرے سوا میرا دو عالم مین نہین — نہ سہارا ہے کسی کا نہ ٹھکانا ہی کہین

نہ ملا ہے نہ ملے گا مجھے ایسا محسن

اے شہ کون و مکان صاحب معراج مدد — اے شہ عرش نشین عرش کے سرتاج مدد
کرنے زدلے قیامت کی طرح آج مدد — تجھسے کہتے ہین بخت ترے محتاج مدد

مجھسا ہے بندۂ احسان نہ تجھسا محسن

بالیقین تھی وہ جگہ رونق نور ادل — جسکے میدان کے تھے گرد ابد اور ازل
آئی آواز مین جسوقت گرا سر کے بل — سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل

"آپ کو مین ایک خوشخبری سناتا ہون کہ جب مدینہ طیبہ مین در اقدس پر حاضر تھا اُس زمانے مین میرے دوست مولوی محمد مظفر الدین صاحب حیدر آبادی نے اپنا خواب بیان کیا جسکو مین آپ کی خدمت مین عرض کرتا ہون۔ ایک شب مجلس بابرکت حضرت سرور کائنات صلعم مین باریابی ہوئی تو دیکھا شہیدی اپنا قصیدہ سنا رہے ہین اسپر جناب سرور کائنات صلعم نے ارشاد فرمایا کہ محسن کا سراپا سناؤ وہ بہت اچھا ہے اور ہمارے یہان مقبول ہے"

عبدالحق ۵ جمادی الثانی ۱۳۲۹ھ

بقیہ خواب مسرت۔

نعت مین کہکے یہ لایا ہی قصیدہ محسن

شعر یہ سنتے ہی فی الفور ہوا دل کو یقین — ہو گئی غیب سے تصدیق جو تھا ذہن نشین
یہ جگہ وہ ہی جو ہے رشک دہ خلد برین — آستان بوسی کو آتے تھے جہان روح امین

وحی و قرآن جسے اللہ نے بھیجا محسن

الغرض آنکھ کھلی صورت اختر اُسدم — مثل آئینہ کے مین رہگیا ششدر اُسدم
بخت یاور تھا مرا مثل سکندر اُسدم — ہو گیا مصرع ثانی بھی جو از بر اُسدم

ملہم غیب نے کیا مژدہ سنایا محسن

مین بھی اب تمکو سناتا ہون یہ مژدہ محسن — ہے قصیدہ یہ قبول شہ والا محسن
ہند سے چلیے سوئے یثرب و بطحا محسن — رنج دیتی ہی بہت گردش دنیا محسن

اٹھ نہین سکتا ہی ذرات کا صدما محسن

یہ جو شہون یہ ہوا غیب سے احسان سخن — اک وہی شعر تھا بس سلسلہ جنبان سخن
اُسکے حصہ مین نہین ہی نمکدان سخن — نہ میسر اُسے گلگشت گلستان سخن

یعنے ادنے سے ہو کیا مدحت اعلیٰ محسن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گلدستۂ کلامِ رحمت

سنہ ۱۲۵۸ھ

یہ قصیدہ نعتیہ ۱۶ سال کی عمر مین لکھا تھا پہلا قصیدہ ہی نظر ثانی سے محروم رہا مولوی محمد احسن مرحوم کی بیاض مین اِسکا پتہ چلا پُرانی بیاض ہے کہین کہین الفاظ پڑھے نہین گئے اسواسطے چند اشعار چھوڑ دیے گئے۔

پھر بہار آئی کہ ہونے لگے صحرا گلشن — غنچہ ہے نامِ خدا نافۂ آہوے ختن
فیض تاثیر ہوا ہے کہ ہوا جاتا ہے — رو کشِ باغِ خلیل ایکی سرا پا گلخن
جلوۂ انبتہا اللہ نباتاً حسناً — اِن دنون فصل بہاری مین ہی طغرا ے چمن
رشک شمشاد اُگا کرتے ہین نخل قامت — سروِ گلزار زمین پر جو ہوا سایہ فگن
خط گلزار ہوا جس نے لکھا خطِ غبار — ہوگیا کاغذ مکتوب زمین گلشن
کیون نہ پروانہ کرے شور فغان بلبل — گل ہوی جاتی ہی اِس فصل مین شمع روشن
خرمی بخشی زمانے کو کیا دُور الم — واہ کیا باد بہاری نے سکھایا ہی چلن
عاشقون کو نہین معشوق کی خواہش باقی — یاد آتے نہین فرقت کے کبھی رنج و محن
دم اُلفت ہی سراسر اُنھین اب نکہت زلف — جب سے آئے ہین نظر سنبل و ریحانِ چمن
اب نہین رنج سے ہی سر بگریبان کوئی — سر جھکاتے نہین شاعر بھی پے فکر سخن
کسکی کاکل کے تصور مین پریشان ہو نین — کون سے آئنہ رخ پر ہو نہین حیران ہمہ تن

اُسکی آنکھون کا ہون بیمار اطبا نے جو آج — میرے تلوؤن سے ملا دیدۂ آہوے ختن
آج کسکے لب و دندان کا تصوّر ہے مجھے — جس سے دامن ہے مرا لعل و گہر کا معدن
آج کس صاحب شوکت کی مین تکتا ہون راہ — کہ فرشتے ہین اُٹھائے مرے در کی چلمن
رنگ و بو کس گل رعنا کی پسند آئی ہے — نہ مجھے خواہش گلشن ہے نہ پروائے چمن
یاد کرتا ہون کف پائے مصفا کس کے — روندتا ہون جو مین پاؤن سے گلون کا خرمن
تنگ ہون سیر گلستان سے مین کسکے باعث — کونسا پردہ اسرار مین ہے غنچہ دہن
یاد آتی ہے مجھے کس کی شمیم اخلاق — ہے دم سرد مرا رشک نسیم گلشن
ہان مین مفتون ہون اُسی رشک چمن کا کہ چمن — مطلع جسکی صورت سے ہے صد خانۂ مت در تن
اُسکو بیجا ہے گلستان کا مشبہ کہنا — کیسے کہیے کہ وہ ہے لالہ رُخ و نسرین تن
سرو کہنا قد موزون کو نہین راست کبھی — تنگی دل ہے جو کہیے کہ وہ ہے غنچہ دہن
اُسکی توصیف نزاکت کی گلستان مین کبھی — فال لینا نہین زیبا ہے با وراق سمن
اُسکے عارض کو مین گلزار سے نسبت کیا دون — کہ نہین عقل کے نزدیک کبھی مستحسن
کیا عجب اُس رُخ زیبا کی جو توصیف لکھون — ہون گہرہائے نقط حضرت یوسف کا ثمن
ثانی اُسکا تو کہان عکس بھی پایا نہ کبھی — گرچہ آئینہ بنا چرخ پہ مہر روشن
ماہ نے آنکھ لڑائی تو اُٹھائے سوز خم — شمع نے سر جو اُٹھایا ہوئی اپنی دشمن
کاکل اِس آیہ رحمت کی جو ہو مشک افشان — کیا عجب دل ہو مرا نافۂ آہوئے ختن
کر لیا شیر خدا بندہ و فرمانبردار — دل وحشی کو کیا رام بلا حیلہ و فن
وصف ابرو مین کوئی بیت لکھون بسم اللہ — جلکے محراب عبادت مین جھکاؤن گردن
جائے حیرت ہے کہ خورشید مین ہے قوس قزح — دیکھیے چہرۂ زیبا مین اِس ابرو کی پھبن
زلف ہے لعبت چین چشم سیہ گوشہ نشین — ہو گران وصف نزاکت سے وہ پاکیزہ بدن
اُسکی توصیف مین اک شمہ ہے قرآن شریف — کہ لکھا خامہ قدرت نے بوجہ احسن

شمس وصفِ رُخ ولیلین ہی وصفِ دندان — والضحےٰ وصفِ جبین نور ہی وصفِ گردن

یعنی وہ جسکی ہوئی ذات سراپا برکات — باعثِ خلقِ زمان موجبِ ایجادِ زمن

پیشوائے رُسل و سیّدِ نسلِ آدم — جلوۂ حضرتِ حق نورِ مجسم ہمہ تن

جسکی توصیف مین خود خامۂ نقاشِ ازل — لکھ چکا مطلعِ ایجاد بوجہِ احسن

جسکی ہی شرعِ متین ناسخِ ادیان و ملل — مثبتِ حق و یقین کاشفِ ہر شبہ و ظن

نہین ذرات پلک مارتے جانباز کہین — مطلقاً منع کیا شرع نے جو ضرب زدن

تا یہ گردن جو کبھی شیر کا ناخن پہونچے — سمجھے تعویذ حفاظت کے لیے اسکو ہرن

شیر آہو پہ نہ ڈالے نظرِ بد ہرگز — آہوے چشمِ بتان بلکہ ہی اب شیر افگن

اب زمانے مین نہین رسمِ عداوت باقی — بلکہ ظاہر ہین عجب انس و محبت کے چلن

عاشقون سے ہی موافق بجداد و رفلک — ابتو اضداد کو ہے شوق بہم پیوستن

دستِ گلچین اگر آزردہ کرے گل کو کبھی — تو سزا ہو کہ بنے ہار رہی طوقِ گردن

سُرمگین چشم ہے معشوق کی اس معنی مین — شرع نے ڈالی ہے زنجیر بپائے رہزن

اب کسی ڈھب سے ذرا اسکو مخاطب کریے — کہ نہین چین مجھے لے مری طبع روشن

اے محمدؐ ہے بلاشک تری ذاتِ حسن — جسکی توصیف مین عالم کی زبان ہی الکن

یہ نئی بے ادبی مجھسے نہ ہوتی ہرگز — مجکو گستاخ نہ کرتا جو ترا عشقِ کہن

ہے گزارش یہی محسن کی بامیدِ قبول — ہو معاف اب نظرِ لطف سے بیساختہ پن

یا دمِ مژگان مین تری خارِ لحد کر کے قبول — چیا در گل کو نہ منظور کرون بہرِ کفن

مجھ سیہ بخت کو ہو عشق لبِ رنگین کا — مہر سے لعل کو پیدا کرے کانِ آہن

نہ رہے چشمۂ کوثر کی تمنا مجکو — اسطرح کر لے تو اپنا مجھے مفتونِ دہن

یاد مین جلوۂ رخسار کے ہو حشر مرا — صبحِ محشر کو یہ سمجھون کہ وہ ہے صبحِ وطن

سراپای رسولِ اکرم

حلیۂ اشرفِ نسلِ آدم (۱۲۶۶ھ) صلے اللہ علیہ وسلم

اللہ الحمد شبِ غم نے اُٹھایا بستر مرحبا طالعِ بیدار مبارک ہو سحر
مژدہ اے دل کہ ہوا نورِ خدا پیشِ نظر بارک اللہ طبیعت کا ہے رنگِ دیگر
گر نہو پاسِ ادب تو مجھے کچھ دعوا ہے سجدہ کرتے ہین ملائک وہ رتبہ ہے
لامکان تک لیے جاتی ہے مجھے طبعِ رسا اڑ گیا عرش کے پائے سے سخن کا پایا
ہو رہا ہے صفِ ارواح مین میرا چرچا خیر مقدم کی چلی آتی ہے ہر سو سے صدا
بزمِ قدسی کا بلایا ہوا مہمان ہون مین ملک آنکھو نپہ بٹھاتے ہین وہ انسان ہون مین
آج کس دھوم سے خدامِ سخن آتے ہین مسندین فکر کی محفل مین بچھا جاتے ہین
تنگیِ بزمِ جہان دیکھ کے گھبراتے ہین گاؤ تکیہ کرۂ ارض کا اُٹھواتے ہین
جشن کا روز[1] ہے معنی کے شہِ اقدس کا اور اونچا کرو خیمہ فلکِ اطلس کا
ہم دکھاتے ہین طبیعت سے تماشے کتنے عالمِ نور مین چھوڑ آئے ہین شوشے کتنے
حل کیے غنچۂ خورشید سے نکتے کتنے عقدِ پروین سے کھلے ہم سے معمے کتنے
سادہ کاغذ ورقِ مہرِ درخشان ہے آج دستِ پُرنورِ عطارد مین قلمدان ہے آج
یون خرامندہ بشوخی قلمِ رعنا ہے موج ہے جس سے خجل غرقِ عرق دریا ہے
بالِ پروازِ پری چٹکیون مین اُڑتا ہے آہوے شوخ ہے کیا کبکِ خرامان کیا ہے
کوئی شوخ آہو کی جلوہ گری مین تو نہین کوئی سرخاب کا پر کلک ہی مین تو نہین
رنگِ گلزارِ معانی کا عجب عالم ہے غنچے کو دیکھیے تو صبح کا بھرتا دم ہے
برگِ گل چاند کے ٹکڑے سے بھلا کیا کم ہے سروِ رعنا نہین آئینہ قدِ آدم ہے

[1] یعنی شاہِ معنی کے جشن کا دن ہے۔

ہر شجر شمع تجلی ہی لگن بھاتے ہین — نام ظلمت نہین سے کی یہان لاتے ہین
سطر سنبل گل تر حرف سے ہے غنچہ نقطا — کاغذِ مشق ہی اک سبز چمن کا تختا
طوطی بولا مرے خامے کا میان شعرا — کیون نہو آج مین لکھتا ہون سراپا کسکا
جسکو گلدستۂ باغ ابدیت کہیے — خندۂ صبح بہار احدیت کہیے
گیسوے حور قلم ہو کے بنے خامۂ مو — کہ ہون آراستہ تصویر سخن کے گیسو
کہو رضوان سے کہ لاوے مجھے شاخِ شبو — کہ شب فکر مین ہو نکہت مشکین ہر سو
منشی دفتر اعلیٰ کا کرم کافی ہے — مشق کرنے کو مرے لوح و قلم کافی ہے
روشنائی کی یہ ترکیب ہے شمع بے دود — جسکی ترتیب کو جبریل امین ہین موجود
گوندہو شجرۂ طوبے کا بقدر مقصود — پانی لین چشمۂ کوثر سے مگر پڑھکے درود
صورتِ دیدۂ موسیٰ ہو پر انوار کھرل [۱] — شمع سے طور معلیٰ کے اڑا لین کاجل
رنگ شنجرف کا بھی اب کوئی سامان کیجے — لالہ زار اپنے سخن کا چمنستان کیجے
خضر کو سالکِ آب از پے مرجان کیجے — لعل کے واسطے قصد بدخشان کیجے
وقت ہی یہ بھی انجمن گردون کا — کہ شفق پر بھی ارادہ ہی مرا شنجون کا
اور کاغذ کا تو ہمنے عجب انداز کیا — پردۂ چشم کو قرطاس خدا ساز کیا
کھنچی تصویر اُسے جلوہ گہ ناز کیا — چوم لون ہاتھ مین اپنے عجب اعجاز کیا
شعلۂ طور کا کاغذ یہ کھنچا نقشا ہے — خاکِ انگارہ [۲] کفِ دست ید بیضا ہے

[۱] نسخہ مطبوعہ اول مین کھرل بیدہ جو منسوب تھا جمع تالی سے وقت بجا دیئے یعقوب کے یہ موسیٰ لکھا گیا شمع طور کا کاجل دیدۂ موسیٰ کا کھرل نہایت مناسب ہے متبع سخن پر پوشیدہ نہین ہے کہ تشبیہ کا پلہ ہمیشہ اعلیٰ کیطرف جاتا ہے محبوب خدا سے اعلیٰ سوائے خدا کے کوئی نہین ہے ایسے مقام کے استعارات بھی ذہن سے لینا چاہیے جہان تشبیہ عین تنزیہ ہے گل کی نسبت بہار سے ہے نہ گذر کے خس و خاشاک سے شاہ کی شباہت شاہنشاہ سے ہے نہ کسی گدائے دریا فقیر رو سیاہ سے۔

[۲] یعنی خاک انگارہ ہے تلمیح ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعہ کی جب آپکے سامنے ایام طفلی مین فرعون نے اشرفیان اور آگ رکھدی اور حضرت موسیٰ نے انگارہ ہاتھ مین لے لیا جس سے ہاتھ جل گیا جو بعد کو ید بیضا ہو گیا۔

کیون نہ سو جان سے ہو گلزارِ بہارِ معنی
محوِ رنگینیِ تصویرِ سراپا ہے نبیؐ

یہ وہ صورت ہے کہ دیکھی نہ سُنی ایسی کبھی
تھی یہی شکلِ مقدس کہ ازل مین جو کھنچی

ناز سے خامۂ قدرت نے کہا واہ رے مین
بول اُٹھا عارضِ پُر نور کہ اللہ رے مین

کیسی تصویر کہ ہے صبحِ بہارِ امکان
کیسی تصویر کہ ہے آئینہ پردازِ جہان

کیسی تصویر کہ ہے لوح و قلم نور افشان
کیسی تصویر کہ ہے کلکِ مصور نازان

کیسی تصویر کہ سب صلِّ علیٰ کہتے ہین
کیسی تصویر کہ سب جلَّ و علا کہتے ہین

کیسی تصویر ہے جسے کھینچ کے نقاشِ ازل
خود لگا کہنے کہ ہر وصف مین ہے تو افضل

تیری صورت سے کھلے معنیِ ما قلَّ و دل سلہ
انبیا شرح مفصل ہین تو متن مجمل

تو ہی خورشید ترے سامنے انجم ہین نبیؐ
سلہ تو ہے شمسیہ تصور مین تو سب ہین قطبی

تو ہے داؤدِ نغم تو ہے سلیمانِ خاتم
فکر یحییٰ ہے تو ذکرِ زکریاؑ ہر دم

خلت خاص خلیل و برکات آدم
شکرِ یعقوبؑ و صبرِ دلِ ایوبؑ بہم

حسن یوسفؑ دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

بولے جبریل کہ تجھ پر ہوئی ختم تکمیل
آدم و نوح کے بخشے تجھے اوصاف جمیل

خضر و الیاسؑ کا رتبہ شرف اسمٰعیلؑ
اور سوا اسکے بھی لے سرو قدِ باغِ خلیل

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

دین پکارا کہ مرے گھر مین اُجالا کر دے
طالع خفتہ کو ہمچشم زلیخا کر دے

مثلِ مردے کے پڑا ہون مجھے زندا کر دے
دستگیری مری فرما مجھے برپا کر دے

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

کنوئین جھانکا کرون کنعان کے تو سوا ہی مجھے
طور پر جاؤن تو ناحق کا بھٹکنا ہو مجھے

سلہ ماقلّ ودلّ عبارت از کلام قلیل کہ دلالت کند بہ مراد و مدعاے بسیار۔

سلہ شمسیہ درسی کتاب منطق کی جسکی شرح قطبی مشہور ہے تصور و تصدیق اصطلاحات منطقیون کے ہین۔

خبط ہے گر سرِ اعجازِ مسیحا ہے مجھے | سچ تو یہ ہے کہ ترے گھر مین کمی کیا ہے مجھے
حسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضا داری | آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

واہ تصویر ہے بس حق کی قسم یہ تصویر | ہے دل و جان رسلؐ فخرِ اُمم یہ تصویر
بس کہ آئینۂ وحدت مین ہی ضم یہ تصویر | عالمِ نور ہے سر تا بقدم یہ تصویر
سایہ زیبا ہی نہ تھا آپکی قامت کے لیے | روشنائی تھی یہی مہرِ نبوت کے لیے

جسمِ محبوبِ خدا نور کا اک پتلا ہے | سایۂ حق وہ شہِ منزلتِ طٰہٰ ہے
اُسکی قامت کو بھلا سایہ مناسب کیا ہی | سچ ہے محبوب جو لاثانی ہے وہ یکتا ہے
لاکھ عاشق ہون مگر لطفِ دو محبوب نہین | ظل حق ہو تو ہو پر ظل نبیؐ خوب نہین

قد کے اوصاف لکھو یاد نہ بھولو بخدا | سجدۂ سہو نہین ایسی عبادت مین روا
آب آئینۂ باطن سے وضو کر کے ذرا | انی وجہت کرد نیتِ صادق سے ادا
اُٹھ کھڑے ہو پئے تعظیم و ہم طاعت ہے | یہی تکبیر مین عشاق کی قد قامت ہے

عرش پر کرسی بچھائے ہے مرادہن رسا | اب یہان آمدِ مضمون ہی کہ وحیٌ یوحیٰ
اے فلکِ فکر باندازۂ ہمت ہی بجا | تو د طوبےٰ دمن و قامتِ محبوبِ خدا
قد بلا سایہ مری چشمِ تمنا مین رہے | سایہ طوبیٰ کا ترے عالمِ بالا مین رہے

راستی جوہر آئینۂ ایمان سے ولا | کہدے ایمان سے کہ وہ قد ہی الف ایمان کا
دیکھے دونون الف اسکے تو کھُلا یہ نکتا | ایک احمد کا الف ایک احد کا ٹھہرا
سرّیان حدوث و قدم اوّل کو عبور | دوسرا وادیٔ ایمن مین ہی شمعِ سرِ طور

سرِ اقدس ہے حبابِ لبِ دریائے قدم | دُرۃ التاج ہے اس بحر کا یہ قطرۂ نم
میم احمد کا ہے داماں احد سے منضم | یون حدوث اور قدم آ کے ہوے این باہم

؎ یان بمعنی دو دریا اگر یان پر الف زیادہ کیا جاے تو ایان ہوتا ہی اور اگر لفظ امین پر بعد میم کے الف زیادہ کیا جاے تو ایمان ہوتا ہے۔

قطرہ بگریست کہ از بحر جدا ئیم ہمہ   بحر بر قطرہ بخندید کہ ما ئیم ہمہ
لیے امت کے گناہ آپنے اپنے سر پر   بخشش حق ہو نہ ہمیں متوجہ کیوں کر
دن گنے جاتے ہیں کب روز شمار آئے نظر   زلف شکین کو دکھا کر جو کہیں پیغمبر
ہاں چلو حشر کے بازار کا سوا د دیکھو   ؁١ نقد سرمایۂ اُمت کا سیاہا دیکھو
سایہ ہی فرق ہمایوں پہ جنابِ حق کا   پر و بال افسر شہ پر نہیں کھولے ہی ہما
عالمِ غیب کا سردار ہوا جلوہ نما   نہیں سرکار یہ سلطان حبش کی حاشا
کشور کاکل پُر پیچ و خم سر ور ہے   ؁٢ نہ ختن ہی نہ خطا ہی نہ یہ عنبر سر ہے
خوشنویسِ ازلی کا ہے وہ پُر زور قلم   کہ ہر اک حرف ہے اسکا سندِ مستحکم
اہلِ ایمان کے لیے موے سر شاہِ امم   خطِ گلزار میں ہے سر خط گلزار ارم
کوچۂ خلد نظر آنے لگا دنیا میں   خوب فردوسیہ لکھا ہی خط طغرا میں
رُخ پر نور کا ہے کاکلِ شبگوں سے ظہور   دیکھ لو دامنِ موئے کے تلے شعلۂ طور
شبلے میں ہے عیاں جلوہ ماہِ پُر نور   ابر رحمت میں ہے خورشید قیامت مستور
شب معراج میں ہے شمع تجلی روشن   لیلۃ القدر میں ہے نور الٰہی روشن
وصفِ پیشانی میں ہوتا ہے قلم سر بزمیں   لوح بسم اللہ ابر و جسے کہیے بیقین
مصحفِ گل ہی رُخ خاتمہ نسخۂ دین   سورۂ فاتحہ مصحف گل ہے وہ جبین
گلشنِ عالم تنزیہ رخِ زیبا ہے   ؁٣ اُس گلستان مقدس کا دیباچا ہے
ہیں دو ابروے سیہ زیب جبین انور   طاق یا خانۂ خورشید کے آتے ہیں نظر
نقشہ ابرو کا دکھائے جو عطارد لکھ کر   مہ نو تیغ سے مریخ کے ہو دو پیکر

؁١ مناسبت زلف مشکین کی سیاہہ نامۂ امت سے خاص لطف رکھتی ہی۔

؁٢ عنبر سر یہ لفظ اصل میں امرت سر ہی مگر طغرائے مشہدی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ فارسیوں نے بلفظ عنبر سر استعمال کیا ہی ؁٣ دیباچہ گلستانِ سعدی مشہور ہی۔

خواب مین بھی جو وہ نیر سے جبین پیش آئے ؎۱ مشتری طالع کنعان کی زحل ہو جائے

دیکھو ہم پہلوے پیشانی انور ابرو — ہین اسی آئینۂ صاف کے جوہر ابرو

آبروے دم خنجر ہین سقر ابرو — موج دریاے شجاعت ہین سراسر ابرو

مہ کامل مین یہ نوکی یہ تصویرین ہین — یا کھنچی معرکۂ بدر مین شمشیرین ہین

ایک رگ مخفی ہی ما بین دو ابروے سیاہ — کہ نظر آتی ہی وقت غضب شاہنشاہ

طرفہ تشبیہ پہ پہونچی ہی سخندان کی نگاہ — الف اسم چھپائے ہوے ہی بسم اللہ

لفظ و معنی مین عجب ابرون کے طاق ہوے ؎۲ الف طاق چھپایا تو عدد طاق ہوے

رگ جو کانٹا ہے تو شاہین ترازو ابرو — مردمک سنگ ہے اور پلہ ہے چشم دلجو

آنکھ پڑ جائے اگر جانب امت سے مو — صاف رکھی ہے میزان قیامت یکسو

آپ پلہ یہ ہمارے ہون تو کیا کھٹکا ہی — مردم چشم کہین ہمنے اسے تولا ہی

طرفہ مضمون ہی مجھے پیش نظر ہو آگاہ — منظر چشم نبی پر بھی ذرا کیجیے نگاہ

ایسی نرگس کہین دیکھی ہی نہ بادام سیاہ — چشم بد دور عجب آنکھ ہی ماشاء اللہ

لاکھ اگر اچھی سے اچھی کوئی تشبیہ کہے ؎۳ چشمکین مارے سخنگو نظر فیہ کہے

اک نیا نسخہ نکالون مین دل پر جوہر سے — صفحے پر رسم کے لکھین سب جسے آب زر سے

پتلیین اکسیر کی بوٹی ہین سنا اگر سے ؎۴ بوتہ چشم پہ ہے آنچ رخ انور سے

صدقے اے طالع بیدار ترے سونے کے — ڈھیلے آنکھون کے نہین ڈھیلے ہین یہ سونے کے

؎۱ اشارہ ہی حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کا والعلم عند اللہ کیا ادب نشاء ہی کہ اگر خواب مین زیارت جمال مبارک حضرت یوسف علیہ السلام کو ہو تو وہ حیران و پریشان ہو جائین اہل نجوم کی اصطلاح مین طالع مشتری ہو اور طالع زحل منحوس ہے

؎۲ طاق کے عدد ایک سو دس ہین ایک کم ہونے سے (ایک سو نو) رہے

؎۳ فیہ نظر یا نظر فیہ اس جگہ استعمال کرتے ہین جو محل اعتراض ہوتی۔

؎۴ بوتہ بواو مجہول نام ظرف کو چکے کہ از گل سازند و ان طلا و نقرہ گداز ند۔

گوشِ پُرنور تہِ زلفِ شب آسا مستور	کہین دھوکے سے بھی دیکھے تو سحر ہو کافور
رنگ کا اُسکے صبا سُنکے چمن مین مذکور	کہے گل سے کہ ہوا ہو نہ ٹھہر میرے حضور
گوہرِ وصف سے گر دامنِ دریا پُر ہو	یون صدف سے کہے موتی کہ بس اب چل دُور ہو
گوش و سر قطب و فلک گرچہ یہ تشبیہ ہے تیز ف۱	چشم کا ہے یہ اشارہ کہ گرد اس سے گریز
ہے زمین کعبۂ ابرو کی بہت مردم خیز	رُخ کے میدان مین ہر اک ذرہ ہی شمسِ تبریز
گوش و بینی کو بھی دیکھ کے سب کہتے ہین	قطب اُدر صاحبِ انفاس یہان رہتے ہین
بینیِ اقدسِ شاہنشہِ عالی منظر	آبِ آئینۂ رخسار کی موجِ انور
خوبروی کا بلندی پہ ہمایون اختر	یوسفِ حسن کی معراج ہے یا پیشِ نظر
صفحۂ خدِ مبارک پہ الف بینی ہی ف۲	دیکھنا عارضِ انور کا خدا بینی ہی
صورتِ چشمۂ کوثر ہے لبِ جان پرور	نخلِ بادام وہ بینی ہے لبِ کوثر پر
شاخ اس نخل کی ابروے جنابِ اطہر	اور اُس شاخ مین عینین مبارک ہین ثمر
دلِ عارف اُسی کے سائے مین دم لیتا ہی	نورِ ایمان اسی سائے کے قدم لیتا ہی
چشمۂ مہر سے اس بحر مین آب و نق ہے	صفحۂ ماہ تک انگشتِ قلم سے شق ہے
وصفِ رخسار ادا کرنے کا مجھپر حق ہے	رنگِ رخسارِ سحر سامنے جسکے فق ہے
مطلعِ صبحِ بیاضی ہی کہ نورانی ہے ف۳	حسنِ مطلع یہ مگر فرد ہے لاثانی ہے
روبرو آئے جو آئینہ تو آگ سکتا ہو	شمع کے بھی دھوئین اُڑ جائین جو کچھ دعوا ہو
شامت آجائے جو خورشید کو یہ سودا ہو	صبح ہوجائے قمر حسن پہ گر بھولا ہو
حشر برپا ہو جو کنعانی مقابل آئین	چرخ پر سورۂ یوسف کو ملک لیجائین

ف۱ ناک سے دم جاری رہتا ہی اسی رعایت سے لفظ صاحبِ انفاس استعمال کیا گیا ہی۔

ف۲ لفظ خد کے بعد اگر الف اضافہ کیا جائے تو خدا ہوتا ہے۔

ف۳ مطلع کے بعد کے شعر کو اصطلاح شعرا مین حسنِ مطلع کہتے ہین۔ رعایت لفظ حسن کی ہے۔

روبرو جلوهٔ خورشید کے سایا کیا ہی — سامنے شمع منور کے اندھیرا کیا ہے

عاقلا غور سے دیکھو کہ یہ نکتا کیا ہی — اُٹی ہونے مین بھلا آپکے تنہا کیا ہے

کوئی تدبیر تو بڑھنے کی بجا ہی نہ رہی — نور رخسار سے حرز نمین سیاہی نہ رہی

لب جانبخش کی تشبیہ دم عیسیٰ سے — دی نہ دم دیتے رہے گرچہ مسیحا بھی مجھے

آب حیوان نہ کہا خضر نے گو چھینٹے دیے — اب فقط رہ گئے خورشید کے جھوٹے شوشے

کہون یاقوت تو وہ یا مین یہان پا مین نہین — لعل سمجھون اُسے آنکھین مری پتھرائین نہین

فکر وصف دُرِ دندان مین کٹا سارا دن — رات بھر تارے ہی گنتے رہے بیٹھے محسن

جسکی تشبیہ نہو اُسکی صفت کیا ممکن ؎۱ — یون تو ثابت ہی کہ سیارے ہین روشن لیکن

غور سے دیکھیے تو شیشے کے یہ چھالے ہین — یا لب ساغر افلاک کے تبخالے ہین

قطرہ جب ساحل تشبیہ ہوا رو رو کر — آیا دامن مین لیے گرد یتیمی گوہر

پانی پانی مین ہوا جوش مروت سے مگر — معنی تازہ طبیعت سے کھلے یون دل پر

کہ درین قطرهٔ سائل ہم لاتنہر نیست ؎۲ — وزپے دُرِ یتیم آیۂ لاتقہر نیست

اک تبسم ہی کلید در جنت ہی یہان — ہوے غفار کے دندانہ تشدید عیان

نامہ بخشش اُمت ہی جو حضرت کی زبان — لفظ اللہ سر نامہ ہے سلک دندان

نامہ ملفوف لبون مین ہی بطرز دلخواہ — ہی لفافے یہ خط پشت لب انشاء اللہ

اے سخندان کیے اسرار دہن کسنے بیان — مل گیا خاک مین جو چشمۂ آب حیوان

پہونچے ہین حقہ گوہر کے جگر تک دندان — درج یاقوت مین ہی آتش حسرت کا دھوان

رنگ غنچے کا اُڑا گل کی تعلی چھوٹی — منہ پہ پستے کے ہوائی یہ ہوائی چھوٹی

؎۱ جو ستارہ متحرک رہتا ہی اور اپنی جگہ تبدیل کرتا ہی اُسکو سیارہ کہتے ہین اور جو ستارہ ایک ہی جگہ قائم رہتا ہی اُسکو ثابت کہتے ہین ؎۲ اشارہ ہی آیت قرآن پاک کا اما الیتیم فلا تقہر و اما السائل فلا تنہر مناسبت قطرہ با سائل لطفے دارد و دُرِ یتیم مروارید بزرگ آبدار کہ در صدف ہمین یکدانہ تنہا پیدا شدہ باشد۔ سائل خواہندہ دروان شوندہ

کوئی کہتا ہے کہ اسکو شکرستان کہیے — کوئی کہتا ہی ملاحت کا نمکدان کہیے
خضر بولے کہ اسے چشمۂ حیوان کہیے — اور سلیمان نے کہا خاتم یزدان کہیے
ہر جگہ مشتہر اسکا لقب تازہ کیا — حق تعالےٰ نے اُسے صاحب آوازہ کیا
غنچے نے پیش کیے گرچہ ہزار دن مضمون — "گفتگو اسمین ہی" بولی مری طبع موزون
مین شگافِ قلم صنع اُسے کیون نہ کہون — جس سے ظاہر ہوا سرِ خفی کن فیکون
شعرا نے اسے کیا جانیے کیا کیا سمجھا — اسم اعظم کا مگر ہمنے معما سمجھا
ریش مرسل کو نبوت کا رسالا کہیے — کششِ خطِ شکستِ دل اعدا کہیے
سرِ فرمانِ خدا کا خطِ طغرا کہیے — کلکِ تقدیر کا یا خطِ شفیعا کہیے
اسکی رو داری سے اللہ نے بخشا ہمکو — ہے شفاعت کی سند خطِ شفیعا ہمکو
رُخ پر نور ہے قرآن کا پہلا نسخا — ہاتھ سے اپنے جسے خاص مصنف نے لکھا
مشکل از بسکہ تھا مضمونِ دہن کا نکتا — اسلیے حاشیہ لکھا ہی خطِ رنگین کا
رُخ جو ایمان ہی تو اک جزو ہی یہ ایمان کا ف۱ — ہی نیا حاشیہ یہ منہیہ ہی قرآن کا
نگہ پاک الف صاد ہی چشم زیبا — لام گیسو ہین سرِ مو نہین کچھ فرق اصلا
چہرے پر ہے خط گلزار اسے یعنے لکھا — کہ وہ ہی اصل پے خلقتِ دین و دُنیا
جمع خاطر ہو تو یکجا یہ مضامین کیجیے — دیکھین تضمینین بہت اک نئی تضمین کیجیے
پردۂ کعبہ ہے گیسوے حبیب یزدان — اور محراب حرم کا ہے اُس ابرو پہ گمان
اُسمین پاکیزہ مُصلا ہے نگہ کا دامان — مردمِ چشم ہے بیٹھا ہوا اک ناظرہ خوان
زیرِ رخسار مبارک وہ خطِ ریش لطیف ف۲ — رحل ہی جسپہ کھُلا رکھا ہی قرآن شریف
لَو لگائے ہے یہی روشنیِ طبع دلا — شمع کافوری گردن کا دکھائے جلوا

ف۱ منہیہ اس حاشیہ کو کہتے ہین جو خود مصنف نے لکھا ہو۔
ف۲ یہ شعر مولوی اکرم احمد مینائی کا ہے بند سابق مین اسی تضمین کا اشارہ ہے

نہین پروانگی پاتی ہے مگر فکر رسا — پر بیان جلتے ہین جبریل کے اندیشہ کجا
سرفرازی اسی گردن کو بہت زیبا ہی — ۱ آتش حسن گلوسوز کا یہ شعلہ ہی
بارک اللہ وہ گردن ہے کہ فوارۂ نور — جس سے ڈوبی عرق شرم مین ہر شمع طور
کسی محفل کی صراحی کا بیان کیا مذکور — بزم تنزیہ کی کیجیے اسے سرجوش سرور
جسکی کیفیت اگر دیدۂ باطن مین نہ آئے — خلد مین شربت دیدار حق اچھو ہو جائے
بال گردن پہ جھک آئے تو ہوا یہ روشن — کہ شب فکر مین افروختہ ہے شمع سخن
ہے تجھے کس لیے اے خامۂ ایجاد الجھن — انتخابی ہین سب اشعار بیاض گردن
ہر شب و روز چہ آشفتہ بسر می بری — تا کہ مسودۂ گیسو بہ بیاض آوردی
صفت مہر نبوت کا بیان ہو کیونکر — خامشی مہر دہن اور سخن ہے ششدر
مہر کی پشت کے فقرون سے یہ حق نے لکھکر — کہ ہوا نامۂ پیغامبری ختم اسپر
ہوے پھر بھی جو سیہ دل سبتنی گمراہ — ۲ ختم اللہ علے قلبہم انا اللہ
مہر انور کے جو معلوم ہوے حرف تمام — کلمہ اس سے نمایان تھا نہین اسمین کلام
راست ہی دعوے مقبولی دین اسلام — ایک ہی مہر شہادت مین لکھے ہین دو نام
نئے انداز کی یہ مہر ہوی عالمگیر — ایک سکے مین کھدا نام شہنشاہ و وزیر
دست رنگین کی صفت بار خدایا کیا ہی — شاخین نکلین جو کہون شاخ گل رعنا ہی
طوطی ناطقہ اس باغ مین چپ رہتا ہی — بلبل طبع کو غنچہ کی طرح سکتا ہی
ہاتھ باندھے ہوے جبریل کھڑے رہتے ہین — دست گلچین کو بیان دستہ گل کہتے ہین
ہاتھ کھینچے ہوے ہی رنگ حنائی کا فق — ۳ قلم انگشت ششم ہے کف افسوس ورق

۱ حسن گلوسوز بہت صاف رنگ کو کہتے ہین مناسبت شعلہ با حسن گلوسوز بلحاظ لفظ سوز ظاہر ۔
۲ اشارہ ہی آیت ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوہ کیطرف انا اللہ کلمہ تاسف ۔
۳ چھٹی انگلی بیکار ہوتی ہے ۔

کلک مداح نے جب صفحے کو بخشی رونق | سینۂ کلک عطارد ہوا حسرت سے شق
رنگ بو ظاہر و باطن کی سب اکجا ہوکر | میرے ہاتھون پہ تصدق ہوئی گجرا ہوکر
بند دست آپ کا ہی یا کوئی خمسے کا بند | طبع اُستاد ازل بھی ہی عجب نازک بند
انگلی ہر ایک ہی وہ مصرع موزون و بلند | انگلی رکھ سکتے نہین جسپہ کہین دانشمند
مجکو فخر صفت پنجۂ اقدس بس ہی | اس مسدس کے شرف کو یہ مخمس بس ہی

گو کف دست منور کو مین کہتا ہون ماہ | غور کیجے تو یہ تشبیہ نہین خاطر خواہ
مہر انور ہے ہتھیلی مہ نو ناخن شاہ | دونون جسوقت مقابل ہوے اللہ اللہ
ہم نے یہ معجزۂ عقد انامل دیکھا | اک گھڑی مین مہ نو کو مہ کامل دیکھا

کون لکھے صفت سینۂ صاف سرور | دست بر سینہ ہین حسرت سے یہان جن و بشر
اور کہتے ہین فرشتے بھی حیران ہوکر | لوح محفوظ ہے یا عرش خدا پیش نظر
صدر ایوان رسالت کا عجب سینہ ہی | صورت علم لدُنی کا یہ آئینہ ہی

صاف و بے موے نبیؐ کا بر سیمین شفاف | جیسے نقطون سے حروف الک صدر کہین صاف
ہان مگر سینہ سے ہی اک خط مشکین تا ناف | جسکو کہتا ہی سخنور کشش مرکز کاف
صدر پر نور کے شق ہونے کی تمثال ہی یہ | عقل کہتی ہی وہ آئینہ ہی اور بال ہی یہ

مخزن گوہر اسرار شب اسری ہے | شرح صدر شہ عالی کا یہ اک نکتا ہے
جو کہ لبریز لطافت ہے یہ وہ چشمہ ہے | [1] جسمین متواج لطائف ہین یہ وہ دریا ہے
خط نہین سینے مین شاہنشہ بحر و بر کے | عنبرین موج ہی یہ بحر مین گویا بر کے

گرچہ پرواز مین اندیشہ ہے بال جبریل | [2] اور احیائے مضامین مین ہی فکر اسرافیل
نہ ملی پر کوئی نازک سی کمر کی تمثیل | ہو گیا ہم عدد لفظ عدم لفظ عزریل

[1] لطائف اصطلاح صوفیہ ہی [2] یعنی اندیشہ پرواز مین جبریل اور فکر بوجہ زندہ کرنے مضامین کے اسرافیل ہے
تلمیح ہے واقعہ حشر کی جب اسرافیل صور پھونکین گے مردے زندہ ہو جائین گے۔

قاف تک ہم نے بہت کاف کمر ڈھونڈھا ہے
کمرین دیکھی ہین پر ایسی کمر عنقا ہے

ہیچ اسجا ہے کسی تیغ و کمر کا مذکور
اُسکے اوصاف ہین مشہور میان جمہور

تا کمر غرقِ عرق ہو گئے سب اہل غرور
سامنے اُسکے کوئی باندھے کمر کیا مقدور

سنکے اوصاف شجاعانِ عرب گھبرائین
چیتے میدان مین جو آئین تو ہرن ہو جائین

لا خطِ نسخ مین لکھو تو کہون اک نکتا
لام الف کا ہی تقاطع وہ کمر صلِ علے

واہ کیسا کمر و ن پر یہ خطِ نسخ کھچا
کمرِ یار کو معدوم ہے سمجھے شعرا

نہین ثابت قدم اس نفی سی استثنا بھی
یہ وہ لا ہی کہ نہین جس سے بچا اِلّا بھی

سرِ عالم ہے فدائے قدمِ پاکِ نبیؐ
وصف مین جسکے سخندان کا لگا گھٹنے جی

ہاتھ آیا ہے جو کاغذ تو یہ حسرت ہے نئی
نہین چلتا ہے لگی پاے قلم مین منہدی

سر بزانوے ادب آکے سخنگو بیٹھین
فکر عالی کے فرشتے بھی دو زانو بیٹھین

دیکھیے کیا اُسے شمشاد و صنوبر سے مثال
چمنستان ارم اُسکے قدم سے ہی نہال

سروِ جنت سے نکل آئین پے استقبال
کہے سبزہ کہ مجھے شوق سے کیجے پامال

شکلِ بلبل کے سرِ راہ بچھائین گل چشم
فرشِ فردوس گلابی ہو تو ہو بلبل چشم

شور ہی عالمِ بالا پہ قدِ رعنا کا
سرِ افلاک ہے فدیہ قدمِ والا کا

ساق ہے نخل تمنا ملاء اعلے کا
خاکِ پا غازہ ہے حوروں کے رخِ زیبا کا

رکھدیا آپنے جس فرش پہ دو بار قدم
بڑھ گیا پاے مین وہ عرش سی بھی چار قدم

بزم مین تذکرہ گر پاے نبیؐ سن پائے
شمع گور شک سے جلجائے مگر سر نہ اُٹھائے

ناخنِ پا جو ذرا عقدہ کشائی پر آئے
گرہ ابروے خوبان کی حقیقت کھلجائے

ماہِ نو گر کہین ہمچشمی کا خمیازہ کرے
ناخنہ چشم فلک مین خلش تازہ کرے

لو مبارک ہو قدمبوسیِ حضرت محسن
کسکو ہوتی ہی نصیب ایسی سعادت محسن

اب نہین باقی ہی کچھ خواہش ہمت محسن
آرزو اتنی ہے بس روزِ قیامت محسن

سر کے بل جاؤن جو نقشِ قدم سرِ ور پر ۔۔۔ سارے محشر کی زمین پہ کہون اُٹھا کر سر پر
ہے یہ امید کہ جب گرم ہو بازارِ نشور ۔۔۔ یون کہے بادشہِ بارگہِ عالم نور
لو سراپا ہمین تم دو عوضِ حور و قصور ۔۔۔ مین کہون واہ مجھے یہ نہین ہرگز منظور

مفت حاضر ہے مگر اسکی یہ تدبیر نہین
کھوٹے دامون بکے یوسف کی یہ تصویر نہین

ابیاتِ نعت[1]

۱۲۷۴ھ

مٹانا لوح دل سے نقش ناموس اب وجد کا — دبستانِ محبت مین سبق تھا مجکو ابجد کا
الٰہی کسکے غم مین نکلے آنسو چشم فتان سے — کہ عطر فتنہ[2] مین ڈوبا ہی رومال اُس سہی قد کا
کہان ہی آتش یاقوت لب مین وہ بھڑک باقی — کہ خطِ سبز نے چھینٹا دیا آبِ زمرد کا

سلہ یہ تاریخ صفت زیر بینہ مین ہے اس قصیدہ پر حضرت امیر مینائی مرحوم کی تضمین نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے غدر کے بعد والد مرحوم او حضرت امیر کا قیام چند روز کاکوری مین رہا اسی زمانے مین یہ تضمین جسکا نام تاریخی مخمس نعتیہ (۱۲۷۵ھ) ہے لکھی گئی تھی۔ مین اسکو درج کرتا ہون۔

مین بسم اللہ آزادی ہون سر پر تاج ہے مدکا — الف آوارگی کا راست نقشہ ہی مرے قد کا
تجرد تختہ اوّل ہے میری مشقِ بیجد کا — مٹانا لوح دل سے نقش ناموس اب وجد کا
دبستان محبت مین سبق تھا مجکو ابجد کا

یہ کسکو پنجطا مارا ہے اس نے تیر مژگان سے — کہ آیا جوش مین طوفان خجلت آب پیکان سے
پریشانی عیان ہی سنبل زلفِ پریشان سے — الٰہی کسکے غم مین نکلے آنسو چشم فتان سے
کہ عطر فتنہ مین ڈوبا ہی رومال اس سہی قد کا

مئے بے دُرد حسنِ صاف تک ہی ساری مشاقی — گیا وہ دور رِندونسے کیون ہی اتنی ناچاقی
یہ ٹھنڈی گرمیان کیا چھوڑ کچھ انصاف کر ساقی — کہان ہی آتشِ یاقوت لب مین وہ بھڑک باقی
کہ خطِ سبز[3] نے چھینٹا دیا آب زمرد کا

---

[2] اشک بہ چشم فتان با عطر فتنہ لفظاً مناسبت دارد سنہ رح

[3] جسطرح چھینٹا دینے سے آگ کی بھڑک اور تیزی کم ہو جاتی ہے اُسی طرح چہرے کی رونق خط نکلنے سے کم ہو گئی۔

گناہ شوقِ بیحد سے جو مین ہون مستحق حد کا ۱ | کناے پر بٹھاے مجکو ظالم اپنی محفل مین
کھنچا لیکن نہ دامن اے مصوّر اُس سہی قد کا | بنایا خامہ مو کو ہمارے دستِ لاغر سے
ہمارے بعد ہے اللہ تیرے ظلم بیحد کا ۲ | اُڑینگے چٹکیون مین تیر ترکش سے جدا ہو کر
تمھارے پردہ مین عالم ہی ذوالقرنین کی سد کا | چھپے تم مجھ سے کیون سب ہنستے ہین شاخین نکلتی ہین

صفِ اغیار ہی مجلس نشین پہلوی قاتل مین | کوئی کہدی کہ مجکو کیون بھنسا رکھا ہی مشکل مین
ہی تعزیہ سے اتنی تو ہو میری جگہ دل مین | کناے پر بٹھاے مجکو ظالم اپنی محفل مین

گناہ شوقِ بیحد سے جو مین ہون مستحق حد کا

قلم رکھدے قلم کر اپنے دونون ہاتھ خنجر سے | سراپا اسکا تو کھینچے گا مر توڑ اپنا پتھر سے
چلا ہی کھینچنے اس قد کو کیا قمری کے شہپر سے | بنایا خامہ مو کو ہمارے دستِ لاغر سے

کھنچا لیکن نہ دامن اے مصور اُس سہی قد کا

یہ اسباب جفا سب مٹینگے نقشِ فنا ہو کر | کمند اے ترک ہو جائے گی آہِ نارسا ہو کر
کمان بل کھائے گی اترے گا چلّہ بد نما ہو کر | اڑین گے چٹکیون مین تیر ترکش سے جدا ہو کر

ہمارے بعد ہے اللہ تیرے ظلم بیحد کا

زبانین خلق کی ہیرے سنبھالے کب سنبھلتی ہین | کلیجے پر برابر برچھیان طعنون کی چلتی ہین
نئی عادت جو ڈالی کب یہ باتین تمکو بھلتی ہین | چھپے تم مجھسے کیون سب ہنستے ہین شاخین نکلتی ہین

تمھارے پردے مین عالم ہی ذوالقرنین کی سد کا

خبر آنے کی بھی پیغام اجل کا جانِ مضطر کو | الف آسا بنایا ہڈ زاید جسم لاغر کو
مٹایا نیستی سے یک قلم ہستی کے دفتر کو | موا مین ناتوان سنکر صدائے پائے دلبر کو

مجھے کھٹکا تھا مثل ہمزہ وصل اسکی آمد کا

۱ حد در لغت کنارِ چیزے و ادب کردن گنہگار تا بار دیگر گناہ نکند۔
۲ چٹکیون اڑانا یعنی بیوقعت ہو جانا تیر ترکش سے جدا ہو کر یا ل بیوقعت سمجھے جائین گے تو تیرا ظلم اور بڑھے گا۔
۳ تمھارے چھپنے پر لوگ اعتراض کرتے ہین۔ سدّ القرنین بنام دیوار قہقہہ مشہور ہی ذوالقرنین (یعنی دو شاخ) لقب سکندر کا ہی۔

ہوا مین ناتوان سُنکر صدائے پائے دلبر کو ؎۱ مجھے کھٹکا تھا شل ہمزۂ وصل اُسکی آمد کا
لکھے ورد کے مضمون بیکسی کے دشت غربت مین زمین شعر پر عالم ہوا دریا بر آمد کا
تری بازار مین ایمان فروشی رکن طاعت ہی ؎۲ دم سودا بنا سنگ ترازو سنگ اسود کا
تری کیا بات ہی اے شاہد پاک سخن واللہ ؎۳ عجب انداز ہی ناز و ادا کا چال کا قد کا

جو فکر شعر کی سوج آگئی صحرائے وحشت مین — گیا جی ڈوب ڈوبے بے تعدد دریائے فکرت مین
دُر معنی نہ پایا اور کوئی جوش رقت مین — لکھے ورد کے مضمون بیکسی کے دشت غربت مین
زمین شعر پر عالم ہوا دریا بر آمد کا

دُکان حسن چمکی بندہ بیدام خلقت ہی — تہ محراب ابرو سجدہ اب عین عبادت ہے
خریداری تری جی بیچکر حکم شریعت ہے — ترے بازار مین ایمان فروشی رکن طاعت ہے
دم سودا بنا سنگ ترازو سنگ اسود کا

ترے آگے زمین مین گڑ گیا سرو چمن واللہ — خرامان تو ہوا ایک دن بھولا چلن واللہ
غضب گرمی بلا شوخی قیامت بانکپن واللہ — تری کیا بات ہی اے شاہد پاک سخن واللہ
عجب انداز ہے ناز و ادا کا چال کا قد کا

ترا کلمہ پڑھین کیونکر نہ خوبان جہان یکسر — نہین ہی کوئی تجھسا آفت تا قان اے پری پیکر
گرا نظرون سے حسن نوخطان زیر و زبر ہوکر — مقابل تیرے سو حرف آئے خوبان نگارین پر
ادا و ناز مین موجد ہے تو طرز ابجد کا

۱؎ قاعدہ عربی زبان کا ہے کہ ہمزہ وصل بحالت وصل کلام کے تلفظ مین نہین آتا ہے (مطلب میری ناتوانی کا یہ حال ہے کہ یار کے آنے کی خوشی کو بھی برداشت نہین کر سکتا ہون کہ صدائے پائے دلبر سُنی اور میرا وصال ہوا۔

۲؎ وقت معاملہ بیع کے سنگ اسود نے سنگ ترازو ہو کر وزن بتانے کا کام دیا رعایت سودا و سنگ اسود ظاہر ہے۔

۳؎ خطاب شاہد سخن کیطرف ہے اور اسی کا سراپا لکھا گیا ہے۔

مقابل تیرے سو حرف آئے خوبان نگارین پر — ادا و ناز مین موجد ہے تو طرز مجدد کا
مری طبع روان ہی یا تری رفتار موزون ہی — مرا مصرع ہی یا سیدھا سا مضمون ہے ترے قد کا
تری زلفِ رسا کا شعر اک ادنی سا لٹکا ہی — کرشمہ ہی غزل تیری غزالِ چشمِ اسود کا
لکھا سو جان سے دیباچہ گلستان کے سویدا پر — تصور جسکے دلمین خال خال آیا ترے قد کا

مری باریک بینی یا کمر کا تیرے مضمون ہی
مری رنگین بیانی یا ترا رخسار گلگون ہے
مری سحر آفرینی یا تری آنکھون کا افسون ہی
مری طبع روان ہی یا تری رفتار موزون ہی
مرا مصرع ہی یا سیدھا سا مضمون ہی ترے قد کا

مخمس تیری یا پانچون انگلیونکا ایک خاکا ہی
رباعی چار ابرو کا مقرر سادہ نقشا ہے
جو رنگین قطعہ ہی یاقوت لب کا ایک ٹکڑا ہی
تری زلفِ رسا کا شعر اک ادنی سا لٹکا ہے
کرشمہ ہی غزل تیری غزالِ چشمِ اسود کا

ترانے بلبلِ شیراز کے دلکش نہون کیونکر
کہ تیری بوستان حسن ساری ہی اُسے از بر
ملا رنگ قبول ایسا کہ مثلِ لالۂ احمر
لکھا سو جان سے دیباچہ گلستان کا سویدا پر
تصور جسکے دلمین خال خال آیا ترے قد کا

جو ایمان ہو سراپا مصحفِ ناطق تجھے سمجھے
ہوے ہین معنیِ والشمس روشن پر تو رخ سے
سوادِ زلف سے حل ہو بو واللیل کے عقدے
بعینہ افتتاحِ سورۂ صاد آنکھ کو کہیے
جو ابروے کشیدہ مین ہی نقشہ صاد کی مد کا

مضامین شوخ چشم فتنہ گر کے فیض سے دیکھے
ہوے ہین ماخذ رنگین بیانی لعل لب تیرے
سر مو سے ترے سربستہ نکلے یک قلم نکتے
نکالی چیستان چوٹی کی گیسوے مسلسل سے
معما نام رکھا ہی ترے موے معقد کا

شب معراج کا مضمون ملا آنکھون کے کاجل سے
ہوے حل معنی مازاغ چشمان مکحل سے
کیا واقف دہان تنگ نے اسرار لا حل سے
نکالی چیستان چوٹی کی گیسوے مسلسل سے
معما نام رکھا ہے ترے موے معقد کا

بعینہٖ افتتاح سورۂ صاد آنکھ کو کہئے ح۱ جو ابروے کشیدہ مین ہی نقشہ صاد کی مد کا
نکالی چیستان چوٹی کی گیسوے مسلسل سے ح۲ معما نام رکھا ہے تری موے معقد کا
یہ سب باتین ہین لیکن ہی دہن مین گفتگو بیشک ح۳ کرین کیا ہمکو حق نے منہ نہین بخشا خوشامد کا
محل گفتگو مین کیا حساب خاموشی سمجھین مگر صفر دہان تنگ اشارہ ہی ندارد کا

سوادِ خطِ ریحان ہی یہ سنبل زار مو بیشک — گل مضمون نے پائی ہی گل عارض سے بو بیشک
ہوئی سحر البیانی تیری تحریر گلو بیشک — یہ سب باتین ہین لیکن ہی دہن مین گفتگو بیشک

کرین کیا ہمکو حق نے منہ نہین بخشا خوشامد کا

سخندان غیب دان بھی ہون تو یہ از خفی سمجھین — مثا ئین حرف ہستی کو تو حالِ نیستی سمجھین
سمجھ حق نے جنھین دی ہی معما یہ ہی سمجھین — محل گفتگو مین کیا حساب خاموشی سمجھین

مگر صفر دہانِ تنگ اشارہ ہی ندارد کا

دہن کے معنی ہین بجز دصہبا ے نادانی — جب اُتر یگا یہ نشہ آب کھنچین گے پشیمانی
نہین اتنا سمجھتے سیکشانِ بزم حیرانی — دہن ہوتا تو پھر کرتا نہ کیون پیمانہ گردانی

یہ نقطہ ہو کے مرکز دو رمیم مدح احمد کا

وہ احمدؐ جسکے پرتو سے ہی دل آئینہ معنی — ثنا سے جسکی صندق جواہر سینہ معنی
مرصع دست کاتب مین پڑی دستینہ معنی — ملا ہی لب کو جسکے وصف سے گنجینہ معنی

زبان نے رتبہ پایا ہے کلید قفل ابجد کا

ح۱ سورۂ صاد شروع ہی ص سے اور اسی ص کو شاہد سخن کی آنکھ سے تشبیہ دی ہی جو ص پر ہی اُس کو ابروے کشیدہ سے تشبیہ دی ہی لفظ بعینہٖ (عین بمعنی چشم) آنکھ کے ذکر مین خاص لطف رکھتا ہی۔

ح۲ چوٹی کی چیستان یعنی اعلے درجہ کی چیستان مناسبت چوٹی کے گیسو سے ظاہر ہے۔

ح۳ یعنی دہن گفتگو کے واسطے ہوتا ہی ایسے مقام پر خاموشی کیسی دہن کی تشبیہ صفر سے ہی اور صفر علامت ہونے کی ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ شاہد سخن کے دہن نہین ہی کیونکہ اگر دہن ہوتا تو مدح حضرت پیغمبر خدا صلعم کی کرتا۔

دہن ہوتا تو پھر کرتا نہ کیون پیمانہ گردانی ؎۱ یہ نقطہ ہو کے مرکز دور میم مدح احمدؐ کا
ملا ہے لب کو جسکے وصف سے گنجینۂ معنی ؎۲ زبان نے رتبہ پایا ہے کلید قفل ابجد کا
بچھا کر فرش اطلس کو جا کر عرش و کرسی کو ازل سے انتظار اللہ کو تھا اُسکی آمد کا
قدم آنے سے جسکے مصر شہرستان امکان مین ہوا ہے یوسف کنعان لقب حسن مقید کا

مخمس

بٹھا کر صف بصف جلوہ نظارہ انبوہ قدسی کو چراغان کے عوض چمکا کے انوار تجلی کو
بنا کر آئینہ فردوس کی ہر اک کیاری کو بچھا کر فرش اطلس کو جا کر عرش و کرسی کو
ازل سے انتظار اللہ کو تھا جسکی آمد کا

خضر تعلیم پائے رہبری جسکی دبستان مین سلامت نوح جسکی جوشش الفت سے طوفان مین
گدا اویس جسکے کوچہ چاک گریبان مین قدم آنے سے جسکے مصر شہرستان امکان مین
ہوا ہے یوسف کنعان لقب حسن مقید کا

بچھائے آنکھین جسکے خواب مین آنیکو ہر شیدا کیا ہے جسنے دامان شفاعت پردہ عصیان کا
حمایت پر ہے جسکی امت مرحوم کو تکیا ہمارا خواب غفلت تکیہ گاہ مغفرت ٹھہرا
بروز حشر بنکر خواب مخمل جسکی مسند کا

فروغ اُس سے شریعت کا ہے زیبائش حقیقت کی وہ ہے رنگ رخ ناسوت شمع بزم لاہوتی
وہی ہے رونق ظاہر وہی ہے زینت مخفی بیاض عارض صورت سواد گیسوے معنی
جواہر سرمہ چشم گردش چرخ زبرجد کا

؎۱ اگر دہن ہوتا تو یہ نقطہ دہن مرکز دور میم مدح ہو جاتا تا کہ پیمانہ گردانی جو دہن کے واسطے نعمت سے میسر ہوتی رعایت دور و پیمانہ گردانی ظاہر ہے۔

؎۲ اس شعر سے نعت کی ابتدا ہے قفل ابجد اُس قفل کو کہتے ہین جسمین چند حلقے پہلودار ہوتے ہین اور ہر پہلو پر حروف ابجد کندہ ہوتے ہین جب وہ حلقے اس ترتیب سے آجاتے ہین کہ حروف ابجد بہ ترتیب پڑھے جاوین قفل کھلجاتا ہے (مطلب) جسکے سبب سے لب کو خزانہ معنی کا ملا اور زبان قفل ابجد یعنی دہن کی کنجی ہوگئی مناسبت گنجینہ و قفل ظاہر ہے۔

ہمارا خوابِ غفلت تکیہ گاہ مغفرت ٹھہرا [۱] بروزِ حشر بنکر خواب مخمل جسکی مسند کا
بیاضِ عارضِ صورت سوادِ گیسوے معنی [۲] جواہر سرمہ چشم گردشِ چرخ زبرجد کا
جلاے کُن فکان روشنگر آئینۂ عالم [۳] سعادت ہی شرف ہے نیر نورِ مجرد کا
مے انگوری الفقرِ فخری کی حلال اُسنے [۴] لڑا ہی جام جم سے سنگ مقصود اُسکے مقصد کا

عجب صورت سے چمکا آخر آئینۂ عالم — صفا پاتا ہی اُس سے جوہرِ آئینۂ عالم
ہوی خاکِ قدم خاکسترِ آئینۂ عالم — جلاے کُن فکان روشنگرِ آئینۂ عالم
سعادت سے شرف ہے نیّر نور مجرّد کا

گرادی قیمتِ جام شراب پُرتکال اُسنے — جدا کی ساغرِ افلاس سے دُردِ ملال اُسنے
نکالا اپنے ستونکے لیے گدڑی سے لال اُسنے — مے انگوریِ الفقر فخری کی حلال اُسنے
لڑا ہی جام جم سے سنگ مقصود اُسکے مقصد کا

سوا اللہ کے دامن کش اُدونکے توسل سے — نہ اُسکو کام حشمت سے نہ کچھ مطلب تجمل سے
شہنشہ دونون عالم کا مگر نفرت تجمل سے — سریر جاہ پر فخر اُس کو دیہیم توکل سے
حریم ناز مین تکیہ خدا پر اُس کی مسند کا

[۱] ہمارا خواب غفلت مخملِ مسند آنحضرت کا خواب بنکر بروز حشر تکیہ گاہ مغفرت قرار پاے گا۔ مناسبت مسند و تکیہ و خواب مخمل و خواب غفلت ظاہر۔

[۲] جواہر سرمہ اضافت مقلوب یعنی کحل الجواہر آنحضرت صلعم کی صفت ہے کہ آپ عارض صورت کی بیاض گیسوے معنی کے سواد اور چشم گردش چرخ کے کحل الجواہر ہین۔

[۳] یعنی آپ وجود خلق کی رونق آئینہ عالم کے منور کرنے والے اور ماہتاب نور کے شرف ہین الفاظ سعادت و شرف برعایت نیّر کے ہین۔

[۴] فخر انگور کی قسم۔ اُسکی شراب کو فخری کہتے ہین (مطلب) آپ کا مقصد فقر تھا اور شاہانہ شان و شوکت کو مٹا دینا سنگ مقصود ایک قسم کا پتھر ہے۔

سر بر جاہ پر فخر اُنکو دہیم توکل سے — حریم ناز مین تکیہ خدا پر اُسکی مسند کا
کھنچی ہے رحمت یزدان کی گویا شکل مستقبل ۱ — تعالی اللہ رنگ عارض اُس نور مجرد کا
سر تاکید منظور خدا ہی لام کاکل سے ۲ — ہوا اظہار دو ابروسے اک نون مشدد کا
تصور کرنے والے آپکے بے شبہہ ناجی ہین — بھروسہ ہے ہمین اللہ کے قول موکد کا

چمک مین ہی رُخ روشن کہین خورشید سے افضل — یہ نقشہ نقش ثانی اور نقش یوسفی اول
شبیہ مصطفے ہو کیون نہ ہر مخلوق سے اکمل — کھنچی ہی رحمت یزدان کی گویا شکل مستقبل

تعالی اللہ رنگ عارض اس نور مجرد کا

قیامت گرچہ رحمت کیلیے ہی مظہر کامل — مگر فی الحال تسکین طلعت زیبا سے ہی حاصل
خفیفہ سے ثقیلہ تک نہین اوزار بار دل — کھنچی ہی رحمت یزدان کی گویا شکل مستقبل

تعالی اللہ رنگ عارض اس نور مجرد کا

نہین کو کام مین عام رحمت کو تغافل سے — خصوصیت کی صاد آنکھین ہین گر دیکھو تامل سے
نہ دیکھین کیون گنہگار دنکو وہ چشم تفضل سے — سر تاکید منظور خدا ہے لام کاکل سے

ہوا اظہار دو ابروسے اک نون مشدد کا

وہ صورت رو ہیان مین کچھے ہین ہم ہر چند عاصی ہین — ہمین در ملے جنت کھڑکیان دانتونکی ہوتی ہین
بھلا کر آپ کو بھولے ہین طاعت پر جو نازی ہین — تصور کرنے والے آپکے بے شبہہ ناجی ہین

بھروسہ ہے ہمین اللہ کے قول موکد کا

۱-۲ مستقبل پوری تصویر کو کہتے ہین علاوہ شاعرانہ مضمون کی خوبیون کے ان دو اشعار سے بقاعدہ علم معانی لفظ الرحمٰن ظاہر ہوتا ہے پہلے شعر مین رحمت سے مستقبل (مضارع) کا صیغہ یرحم ہوتا ہے۔ دوسرے شعر مین لام یرحم کی اول مین اضافہ کرکے نون مشدد آخر مین بڑھایا۔ مطلب یہ ہے کہ عارض انور سے لیرحمن ظاہر ہوتا ہے۔

ہدف ہو گیا زورِ کماندارِ نبوت سے [1] مقامِ قاب قوسین اَوادنیٰ تیر مقصد کا
کشش جب قادرِ اندازِ ازل کے زور دکھلائے [2] کمان حا سے چلہ کیون نہ اُترے میم احمد کا
احد کو کیجیے یا احمدِ بے میم کو سجدا عجب مشکل ہے مضمون میرے مفہوم مردد کا
دوئی بھی عین وحدت ہی محمد نص ناطق ہی [3] مفسر ہے یہ جملہ آیۂ میم مشدد کا

بہت اونچے گئے موسیٰ تو کوہِ طور تک پہونچے بڑا پلہ کیا عیسیٰ نے کھینچے چرخ پر چلے
نشانے دونون تھے اسکے نشانے سے کہین نیچے ہدف ہو گیا زورِ کماندارِ نبوت سے

مقامِ قاب قوسین اَوادنےٰ تیر مقصد کا

ہدف ایسا مقابل شست اوسکے اگر پائے کمان رکھدے کماندار آپ کھنچکر تا ہدف جائے
تعجب کیا کہ احمد بڑھتے بڑھتے تا احد آئے کشش جب قادرِ اندازِ ازل کے زور دکھلائے

کمان حا سے چلہ کیون نہ اترے میم احمد کا

دسینے کعبۂ حاجات کہ ہم کعبہ کا لین رستا نظر آتا ہی ان، نون گھرون مین ایکسی جلوا
کہان اب جبہہ سائی کیجیے کچھ بن نہین پڑتا احد کو کیجیے یا احمدِ بے میم کو سجدا

عجب مشکل ہی مضمون میرے مفہوم مردد کا

احد احمد ہی ایک ان دونون کا مضمون مطابق ہی ہر اک انین سے ہی معشوق ہر اک انین عاشق ہی
نہین مطلق دوئی کو دخل یہ دعوےٰ صادق ہی دوئی بھی عین وحدت ہی محمد نص ناطق ہی

مفسر ہے یہ جملہ آیۂ میم مشدد کا

---

[1] یعنی کماندارِ نبوت کا زور یہ تھا کہ ادنیٰ قسم کے تیر مقصد سے بھی اکثر مقام قاب قوسین ہدف ہو گیا رعایت کماندار و قوسین و تیر و ہدف ظاہر۔

[2] کمان کو مناسبت ح سے اور چلہ یعنی جیل کو مناسبت میم سے ہی جسکے مد بہ این یعنی احمد سے میم نکلجائے تو احد ہو۔

[3] دوئی کے عین وحدت ہونے کی دلیل خود لفظ محمد ہی کہ میم درحقیقت ایک حرف ہی لیکن بوجہ تشدید کے دو بار پڑھا جاتا ہی گویا میم مشدد کی تفسیر یہ ہی کہ "دوئی بھی عین وحدت ہے"

ملا نون نبوت سب کو سیم عمر کھونے پر ؎۱ یہان گھٹ جانے مین اسکے احد ہوتا ہی احمد کا
ہوا رتبہ مین افزون قاف قلت کاف کثرت سے ؎۲ سما پا گئی چشم تال صاد سے صد کا
چڑھا قاف قسم تک ادراک امکان مین ؎۳ ہے شور اس قلزم معجز نما کے جزر کا مد کا
ہوی شام آفتاب بت پرستی پر زوال آیا سہ تو خوب چمکا بر زمین تیغ محمد کا

نبی ذی رتبہ سب ہین آپ لیکن سب سے ہین برتر ؎ یہ برہان اپنے دعوے پر ہی کافی ہے خرد پرور
صفی اللہ سے مسیح اللہ تک جتنے ہین پیغمبر ملا سیم نبوت سب کو سیم عمر کھونے پر
یہان گھٹ جانے مین اسکے احد ہوتا ہی احمد کا

گھٹے اعداد سیم احمدی جب عمر حضرت سے نبی تو آپ تھے ہی بڑھ گیا پایہ نبوت سے
ہٹے ہمنام باری بجنسہ چمکا نور وحدت سے ہوا رتبہ مین افزون قاف قلت کاف کثرت سے
سما پا گئی چشم تال صاد سے صد کا

جو پہونچا سو جزن ہو کر تجلی گاہ یزدان مین بھرے سب نے سیپون گوہر مقصود دامان مین
سراپا دونون عالم غرق ہین اُس بحر عرفان مین چڑھا تا قاف قدم تک ادراک امکان مین
ہے شور اُس قلزم معجز نما کے جزر کا مد کا

دم جنگ آپنے تلوار کا جب کاٹ دکھلایا سیہ کارون نے خوب اپنی سیہ کاری کا پھل پایا
سر دین پر ابر شمشیر ہلالی اس قدر چھایا ہوی شام آفتاب بت پرستی پر زوال آیا
سہ تو خوب چمکا بر زمین تیغ محمد کا

ف۱ انبیا علیہم السلام کو بعد چالیس برس کی عمر سے مرتبۂ نبوت ملا لیکن اگر احمد سے سیم (۴۰) نکالا جائے تو احد ہوتا ہے۔

ف۲ عدد صاد کے نوے ہین اگر الف صاد سے نکالا جائے تو نود ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر احمد سے میم نکالا جائے تو باعث ترقی رتبہ کا ہے۔

ف۳ عالم قدم و عالم امکان دریاے حقیقت محمدی کے جزر و مد ہین۔

اُتارا کاسۂ سر باڑھ کے ڈولے نے دم بھر مین ۱؎ ہوا چاک اوس سے گر برگشتہ ہو کر قلب مرتد کا
عداوت ہو گئی تاثیر خلق عام سے اُلفت ۲؎ سبب ہی شعلہ سیلِ آب شمشیر مہند کا
عجب کیا ہی جو خواب ناز مین سوتی رہے ناگن ۳؎ نہ کھولے آنکھ گر چھینٹا نہ دین آب زمرد کا
نہین حیرت کے قابل گر کہون مین ارّہ وصل ۴؎ بیان ہی یہ لب تشدید سے حرف شدد کا

تخمیس

ہوا اُسکی عداوت کی سمائی جب کسی سر مین — آل کا بربادی ہی تھی اُسکے مقدر مین
پھرا جو اُس سے آیا گردش قسمت سے چکر مین — اُتارا کاسۂ سر باڑھ کے ڈولے نے دم بھر مین
ہوا چاک اس سے گر برگشتہ ہو کر قلب مرتد کا

عدو پر بھی عجب انداز سے کرتا ہی وہ شفقت — عداوت بھول جاتا تھا نظر آتی تھی جب صورت
یہانتک پھیلی اُسکے گلشن اخلاق کی نکہت — عداوت ہو گئی تاثیر خلق عام سے الفت
سبب ہے شعلہ سیل آب شمشیر مہند کا

۱؎ باڑھ بمعنی دھار و نیز بمعنی ترقی (مطلب) باڑھ کے ڈولے نے مرتد کا سر کاٹ دیا مناسب کاسہ و چاک و برگشتہ و مرتد ظاہر۔

۲؎ آپ کے خلق عام کا یہ اثر ہوا کہ عداوت اُلفت ہو گئی اور کسی چیز مین ضرر باقی نہین رہا کہ شعلہ سبب ہوا شمشیر پر آب دینے کا حالانکہ آب و شعلہ مین عداوت ہی۔

۳؎ یہ ثبوت اس بات کا ہے کہ جن چیزون مین عداوت تھی الفت ہو گئی مقصود یہ ہی کہ یہ اثر ایسا عام ہے کہ کچھ عجب نہین اگر ناگن پر آب زمرد کا چھینٹا دین تو وہ آنکھ کھولدے حالانکہ آب زمرد قاتل ہے یا یہ مطلب ہے کہ آب و تاب زمرد سانپ کو مغلوب و غافل کر دیتے ہین مگر آب ہوشیاری کا سبب ہے کیونکہ چھینٹا دینے سے غفلت جاتی رہتی ہے غالب کے شعر مین بھی یہی مضمون ہے ؎

سبزۂ خط سے ترا کاکل سرکش نہ دبا — یہ زمرد بھی حریفِ دمِ افعی نہ ہوا

۴؎ ارّہ کا کام کاٹ کر جدا کرنے کا ہی تشدید (ّ) کی صورت ارّہ سے مشابہ ہے تشدید کی وجہ سے ایک حرف دوسرے حرف سے ملجاتا ہے۔

وصالِ حق سے حاصل ہی بقا دائی اُسکی   بیان ہی وصل و باقی نتیجہ ایک ہی مد کا
پڑا لرزہ زمین مین جسم اطہر جب اُسے سونپا   سکون کے واسطے نافع ہوا تعویذ مرقد کا
عجب کیا ہی اگر کعبہ لباس ماتمی پہنے   کرے ہمچشمی یعقوب دیدہ سنگ اسود کا
صریرِ خامہ سے اِس غم مین گر ہو مرثیہ خوانی   قلم کو بیگمان باز و ملے اللہ کے مد کا[1]

شرارِ برقِ خاطف سے ہون دو نیم دانۂ خرمن   پڑے پانی تو حقِ آتشِ نوا نہین ہو روغن
کرے بادِ سحر شام سحر کو پھونک کر روشن   عجب کیا ہی کہ خوابِ ناز نہین سوتی رہی ناگن
نہ کھولے آنکھ گر چھینٹا نہ دین آبِ زمرد کا

عداوت کیقلم زائل محبت نقش ہر دل ہے   جو قائل تھا وہ صیقلی ہی جو ظالم تھا وہ عادل ہی
کہان اب یدِ اماحول و دوئی ہر شے سے زائل ہے   نہین حیرت کہ قابل گرکھون مین آئے وہ واصل ہی
بیان ہی پہ لبِ تشدید سے حرفِ مشدد کا

نبی سے مرتبہ بڑھکر ہے کیا کہئے نبی اُسکو   فضیلت فرد فردا انبیا پر حق نے دی اُسکو
خدا کا فضل روز افزون ہی جب کہ یا لکی اُسکو   وصالِ حق سے حاصل ہی بقا دائمی اُسکو
بیان ہے وصل و باقی نتیجہ ایک ہی مد کا

بندھا سامان جسم و روح و قالب کی جدائی کا   جگر شق ہو گئے ہنگامۂ محشر ہوا برپا
زبس تھا آسمانِ عز و تمکین پیکرِ والا   پڑا لرزہ زمین مین جسم اطہر جب اُسی سونپا
سکون کے واسطے نافع ہوا تعویذ مرقد کا

اندھیرا چھا گیا ہر سو غروبِ مہرِ انور سے   اُڑھائی آسمان کو نیلگون چادر اسی غم نے
عزیزِ مصر مکہ تھے مہِ کنعانِ بطحا تھے   عجب کیا ہی اگر کعبہ لباسِ ماتمی پہنے
کرے ہمچشمی یعقوب دیدہ سنگ اسود کا

---

[1] بازو اُس شخص کو کہتے ہین جو ہمراہ مرثیہ خوان کے آواز ملاتا ہی۔

شب و روز آسمان ہوتے ہین قربان اُسکے روضہ پر — کہ ہے نو دائرون مین ایک مرکز کاف گنبد کا
بیان ہو کس سے شان روضۂ پر نور احمدؐ کا — کہ جسپر اک غلاف سبز ہے چرخ زبرجد کا
لکھون اک مختصر جملہ کہ روضہ ہے محمدؐ کا مطلع[1] — یہی مسند الیہ اچھا سبب ہے رفع مسند کا
نہ گردون کا غبارہ تا غبار آستان پہونچا ق ۳ بند — اثر پیدا ہوا آخر زحل سے طالع بد کا

بند ۴

نہ جانسو حضرت کے فرشتون سے کہین دلِ بانی — قلم کی سینہ چاکی کچھ نہین ہے عجب ہے حیرانی
نہ ہے فیض ثواب ماتم محبوب یزدانی — صریر خامہ سے اس غم مین گر ہو مرثیہ خوانی

قلم کو بیگمان بازو ملے اللہ کے ید کا

کھنچا سطح زمین پر جب سے خط روضۂ انور — شعاع مہر کو پرکار کے مانند ہے چکر
ثواب طوف پہچ پاتے ہین قدسی گرد پھیر کر — شب و روز آسمان ہوتے ہین قربان اسکے روضہ پر

کہ ہے نو دائرون مین اک سر مرکز کاف گنبد کا

نہین برج قمر تعبیہ ہے انوار سوید کا — برابر رات دن فیضان ہے نور مجرد کا
عجب عالم کلس کا ہے عجب جلوہ ہے گنبد کا — بیان ہو کس سے شانِ روضۂ پُر نور احمدؐ کا

کہ جسپر اک غلاف سبز ہے چرخ زبرجد کا

کرون وصفِ بنا یا وصف اُسکے شہ مد کا — فلک کہتا سبب ہوتا ہے کسر شان گنبد کا
نہین کرسی نشین قبہ جو سمجھون عرش امجد کا — لکھون اک مختصر جملہ کہ روضہ ہے محمدؐ کا

یہی مسند الیہ اچھا سبب ہے رفع مسند کا

پھر و مہر کا دعویٰ صداقت کو کہان پہونچا — تعلی ہی تعلی تھی جو وقت امتحان پہونچا
نہ تا قندیلِ در نور چراغ آسمان پہونچا — نہ گردون کا غبارہ تا غبارِ آستان پہونچا

اثر پیدا ہوا آخر زحل سے طالع بد کا

---

[1] قاعدہ علم نحو یہ ہے کہ جملہ اسمیہ مین مسند الیہ سبب رفع مسند کا ہوتا ہے روضہ محمدؐ کا جملہ اسمیہ ہے جسمین محمدؐ مسند الیہ روضہ ہے مسند ہے منشا یہ ہے کہ بلندی روضہ کی تعریف مین اسیقدر کہنا کافی ہے کہ وہ محمدؐ کا روضہ ہے یعنی اونکی نسبت حقیقی رفع روضہ کیلیے کافی ہے

کرہ آتش کا کوسون ہٹ گیا پیچھے یہ حیرت ہی | کہ سر سوے فلک کیون شعلہ ہی قندیل گنبد کا
مناجاتی کا آنسو ڈھل سکے گر اسکے آستانے سے | ہوا ہے ذرۃ التاج سعادت فرق فرقد کا
فلک اب کوکب سیار کی جھاڑو اٹھا رکھے | ملائک ڈھونڈتے پھرتے ہین سر خاک مرقد کا
جبین عرش ایزد پہ ہی خاک آستان صندل [1] | ہر اک ذرہ ستارہ ہی کلاہ فرق فرقد کا
زمین تا آسمان پہونچی کہان تا لامکان پہونچا | کہان تک اوج لکھیے اسکی خاک پاک مرقد کا

تنزل ہی محال اسکا ترقی جسکی فطرت ہے | دعوی ہی یہی فلسفی کیون گرم حجت ہی
توجہ جانب مرکز اگر شان طبیعت ہے | کرہ آتش کا کوسون ہٹ گیا پیچھے یہ حیرت ہی
کہ سر سوے فلک کیون شعلہ ہی قندیل گنبد کا

کبھو نکلے نہ نسر طائر اپنے آشیانے سے | تھکے بازو مرغ سدرہ اس رفعت پہ آنے سے
فلک کا اختر تقدیر چمکا سر جھکانے سے | مناجاتی کا آنسو ڈھلکے اسکے آستانے سے
ہوا ہے ذرۃ التاج سعادت فرق فرقد کا

جہان کی گرد ہی کحل الجواہر اسکو بہنے دے | نہ پائین گے لبے قدسی تو در در خاک چھانینگے
صفائی ہو چکی کیا حال تنی خاک اڑانے سے | فلک اب کوکب سیار کی جھاڑو اٹھا رکھے
ملائک ڈھونڈتے پھرتے ہین سر خاک مرقد کا

زمین سے رفعت افزا فلک سے ہی کہین افضل | ہوا ہر روزن دیوار چشم جوہر اول
غبار در سے ہی آئینہ خورشید پر صیقل | جبین عرش ایزد پہ ہی خاک آستان صندل
ہر اک ذرہ ستارہ ہی کلاہ فرق فرقد کا

بلندی مین وہان تک روضہ رفعت نشان پہونچا | جہان اڑکر نہ شہباز خیال قدسیان پہونچا
جبین عرش سے آگے وہ سنگ آستان پہونچا | زمین تا آسمان پہونچی مکان تا لامکان پہونچا
کہان تک اوج لکھیے اسکی خاک پاک مرقد کا

[1] فرقد یکے از دو ستارہ کہ نزدیک قطب اند فرق یعنی سر

عیان ہے کہکشان یا نقش محراب منقش ہے — فلک ہے یا کلس رکھا ہے چھوٹا سا زمرد کا

ملاذ جن و انسان مرجع قدوسیان کہیے لہ — کہین سے ہے قبلۂ حاجت کہین ہے کعبہ مقصد کا

سلام حق کو لیکر دمبدم جبریل آتے ہین — عجب مضمون کھپا اس بیت مین آورد آمد کا

ہے جی مین اس زمین کو تختۂ سرو روان کیجیے — قیامت ایک سیدھا سا ملا ہے قافیہ قد کا

تصور مین ترے جنت ہے گوشہ اپنے مرقد کا مطلع — کہ تھا لا امیری چشم تر کا ہے طوبیٰ ترے قد کا

تضمین

بلا گردان ملک ہین عالم ارواح کو غش ہے — زمین پر چاندنی یا سایۂ قصر پری وش ہے
فلک پر شمس ہے یا شمسۂ ایوان دلکش ہے — عیان ہے کہکشان یا نقش محراب منقش ہے
فلک ہے یا کلس رکھا ہے چھوٹا سا زمرد کا

ترے روضہ کو مسجود زمین و آسمان کہیے — عبادت خانۂ عالم مطاع دو جہان کہیے
پناہ پست و بالا امن کون و مکان کہیے — ملاذ جن و انسان مرجع قدوسیان کہیے
کہین ہے قبلۂ حاجت کہین ہے کعبہ مقصد کا

طبق انوار کے صد بار ابر دین جو پاتے ہین — پئے کسب سعادت سر پہ اپنے رکھ لے لاتے ہین
پیام بے تکلف کس تکلف سے سناتے ہین — سلام حق کو لیکر دمبدم جبریل آتے ہین
عجب مضمون کھپا اس بیت مین آورد و آمد کا

صفات اس سرو بالا کے بہت بڑھکر بیان کیجیے — بلند ایسے بندھین مضمون نے مین کو آسمان کیجیے
قلم کو فاختہ کے مثل سرگرم فغان کیجیے — ہے جی مین اس زمین کو تختۂ سرو روان کیجیے
قیامت ایک سیدھا سا ملا ہے قافیہ قد کا

قیامت مین ہے کیا دھڑکا سواد دفتر بد کا — نظر مین نور ہے تیری بیاض صفحۂ خد کا
دماغ اب عرش پر کیونکر نہ پہونچے خاک مشہد کا مطلع — تصور مین ترے جنت ہے گوشہ اپنے مرقد کا
کہ تھا لا امیری چشم تر کا ہے طوبیٰ ترے قد کا

لہ بیت بمعنی شعر و خانہ۔ آورد و آمد شعرا کی اصطلاح ہے۔

محمد مصطفےٰ پتلا ہے تو نورِ مجرد کا　　ہوا خورشید اقلیم عدم سایہ ترے قد کا
سوادِ تبت تشبیہ کہیئے تیرے گیسو کو　　بہار گلشن تنزیہ ہے بوٹا ترے قد کا
میسر ایک جلوہ مین مجھے لطفِ دوبالا ہو　　کرون مین دیدۂ احول سے نظارہ ترے قد کا
بیاضی مطلع عارض ترا دیوان وحدت مین　　نکیلا مطلع ایجاد مین مصرع ترے قد کا
بنا یا رہنما جب عالمِ ایجاد کا تجھکو　　ہوا خضر سرِ راہِ عدم سایہ ترے قد کا
نہ رکھا سایہ تک باقی مٹایا نام کثرت کو　　جو روشن بزم وحدت مین ہوا اکا ترے قد کا

کہین شمس و قمر سے بڑھکے ہے جلوہ ترے قد کا　　ترے پرتو سے چمکا اختر تقدیر فرقد کا
دو عالم مین ہے پھیلا نور تیری ذات ارشد کا　　محمد مصطفےٰ پتلا ہے تو نور مجرد کا
ہوا خورشید اقلیمِ عدم سایہ ترے قد کا

مبارک نافۂ مشکِ ختن ہو نافِ آہو کو　　گلستان سے کہو کہ چھوڑے اپنے سرو لبجو کو
نہ یہ موزون نہ پہونچے اسکی نکہت عنبرین مو کو　　سوادِ تبتِ تشبیہ کیجے تیرے گیسو کو
بہارِ گلشنِ تنزیہ ہے بوٹا ترے قد کا

دو چار آنکھین ہین تجھسے دو عالم سے کنارا ہو　　دو بینی سے دو روزہ زیست مین ظاہر تماشا ہو
مزا دونا ہو سروِ خلد کے پہلو مین طوبیٰ ہو　　میسر ایک جلوے مین مجھے لطفِ دوبالا ہو
کرون مین دیدۂ احول سے نظارہ ترے قد کا

لکھون کیا مدحتِ خطِ لبِ جان بخش حضرت مین　　کہ ہے وہ جسن مطلع صفحۂ مہر قیامت مین
بلند اک بیت ابرو فردِ کلیات فطرت مین　　بیاضی مطلع عارض ترا دیوان وحدت مین
نکیلا مطلع ایجاد مین مصرع ترے قد کا

رسالت سے تری منظور تھا سبکو ہدایت ہو　　مگر مشکل یہ تھی ذات ایک تیری اور عالم دو
نہ بے حکمت کہ آئے راہ پر گم گشتہ تھے جو جو　　بنا یا رہنما جب عالمِ ایجاد کا تجھ کو
ہوا خضر سرِ راہِ عدم سایہ ترے قد کا

کلام ناطق آیات قرآن حقیقت مین | سراپا معنی تحقیق ہے جلوہ ترے قد کا
خدا نے زیب و زینت کی جو بزم آفرینش کی | لگایا قدِ آدم آئینہ اسمین ترے قد کا
مٹا ڈالین بنا کر صورتین آدم سے تا عیسےٰ | تب آیا راست نقشہ کلکِ قدرت سے ترے قد کا
مقابل مجھ سے کیا ہو مردِ میدانِ سخن محسنؔ | کہ جوہر ہے مری تیغِ زبان مین وصفِ احمدؐ کا
قضا سے تنگ میدانِ قلم مین نقطۂ خط سے | بڑے اُستاد نے مجھکو سکھایا ہے پھری گدکا

دوئی سے کیون تنفر ہو نہ حضرت کی طبیعت کو | بنایا نورِ یکتائی سے سر تا پا ہے حضرت کو
پسند آئی نہ تکرار اپنے جلوہ کی بھی قامت کو | نہ رکھا سایہ تک باقی مٹایا نام کثرت کو

جو روشن بزمِ وحدت مین ہوا اِکتا ترے قد کا

بیانِ شان بسم اللہ ہے ابرو کی آیت مین | خلاصہ سورۂ والشمس کا ہے تیری صورت مین
تری باتین شریعت مین ترا جلوہ طریقت مین | کلامِ ناطق آیات قرآنِ حقیقت مین

سراپا معنی تحقیق ہے جلوہ ترے قد کا

نہین ہے تجھ سے باہر ایک بھی قدرت کی نیرنگی | تجلی دو جہان کی تونے اپنی ذات مین دیکھی
ازل سے ہے تری تقدیر لے محبوبِ حق چمکی | خدا نے زیب و زینت کی جو بزم آفرینش کی

لگایا اُس مین قدِ آدم آئینہ ترے قد کا

بہت پُر زور تھا ہر چند خامہ دستِ قدرت کا | نہ تھا آسان لیکن کھینچنا محبوب کا نقشا
پس صد محو و اثبات ایک مدت مین کھنچا خاکا | مٹا ڈالین بنا کر صورتین آدمؑ سے تا عیسےٰؑ

تب آیا راست نقشہ کلکِ قدرت سے ترے قد کا

اُڑا لینا بہت دشوار ہے میرا چلن محسنؔ | ٹھہر سکتے نہین آگے مرے اربابِ فن محسنؔ
مٹا دیتا ہون دم بھر مین سیاہ بانکپن محسنؔ ق | مقابل مجھسے کیا ہو مردِ میدانِ سخن محسنؔ

کہ جوہر ہے مری تیغِ زبان مین وصفِ احمد کا

۱؎ قد عربی زبان مین کبھی بمعنی تحقیق اور کبھی بمعنی تقلیل کے آتا ہے۔

سزا حاسد کو ہے دار قلم سے اس قلمرو مین — کہ یہ دار الحکومت ہے مظفر کا مؤید کا
گیا شیراز کو پامال اردوے معلیٰ نے — گیا مان اصفہان لوہا مری تیغ مہند کا
عصاے موسوی خامہ ورق ہے وادی ایمن — ید بیضا کو داغ رشک رہتا ہے مرے ید کا
پڑا ہے طور کی چوٹی مین موباف زری بنکر — لکھا جو شعر وصف روے تابان محمد کا

اسیر اسکا مقولہ ہے کہ جو اس راہ پر آئے — جھکائے وہ سر تسلیم پیرے پاؤن پر پہلے
عجائب ٹھاٹھ سے تعلیم پائی اشک[2] سے مینے — فضاے تنگ میدان قلم مین نقطہ خط سے
بڑے اُستاد نے مجکو سکھایا ہے پھری گد کا

نہ ہیچ غیر سے مطلب نہ ذم سے اس قلمرو مین — سزا حاسد کو ہے دار قلم سے اس قلمرو مین
حسد کرکے کہان جائیگا مجھسے اِس قلمرو مین — قلم جاری ہے احمد کے کرم سے اس قلمرو مین
کہ یہ دار الحکومت ہے مظفر کا مؤید کا

زبان تیز کے جوہر زباندان ہو تو پہچانے — ولایت مین صفین کین صاف اس تیغ مصفا نے
گرہ کٹ کٹ گر دست فکر سے تر کو نکے دستانے — گیا شیراز کو پامال اردوے معلیٰ نے
گیا مان اصفہان لوہا مری تیغ مہند[1] کا

قصیدہ لکھ رہا ہون نعت مین اعجاز ہے روشن — سواد ہر رقم ہے دود شمع طور کا مخزن
قلمدان جیب کوہ طور بستہ طور کا دامن — عصاے موسوی خامہ ورق ہے وادی ایمن
ید بیضا کو داغ رشک رہتا ہے مرے ید کا

دبیر آسمان سی ہے کہین پیرا بلند اختر — ہر اک صفحہ مرے دیوان مین رشک مہ انور
چمک ہر معنی روشن کی طرح ہے تجلی پر — پڑا ہے طور کی چوٹی مین موباف زری بنکر
لکھا جو شعر وصف روے تابان محمد کا

۱ تیغ مہند تیغ ساختہ ہند در ملک عرب و ایران تیغ ہندی اعتبار تمام دارد ۱۲
۲ اشک تخلص مولوی ہادی علی مرحوم اُستاد حضرت محسن ہے ۱۲

زمین شعر پہ نازل ہے قرآن سخن مجھسے کتاب آسمان اک نسخہ ہے لوح زبرجد کا
سخن میرے قلم کی نے سواری سے کہاں پہونچا کہ کالے کو سون سبزہ رہ گیا چرخ زبرجد کا
مری طبع روان کا پھر انسی گھاٹ اب اُتارا ہے تماشا دیکھیئے بحر سخن کے جزر کا مد کا
احد کا غیب مین مورد شہادت مین تو احمد کا مطلع ہے مشہود ایک ہی بیشک وہ حبشی ہاے اشہد کا

ہوے ہین منتظم یہ چار ارکان سخن مجھسے منور ہے چراغ طاقِ ایوان سخن مجھسے
جہان مین ہے فروغ نور ایمان سخن مجھسے مطلع زمینِ شعر پہ نازل ہے قرآن سخن مجھسے[1]
کتاب آسمان اک نسخہ ہے لوحِ زبرجد کا

فلک کب ہمعنانِ توسنِ طبع روان پہونچا فرشتون کے جہان پر جلتے ہین اکثر وہان پہونچا
بھرے ایسے تزارے تا فضاے لامکان پہونچا سخن میرے قلم کی نے سواری سے کہان پہونچا
کہ کالے کو سون سبزہ رہ گیا چرخِ زبرجد کا

تعلی حد سے بڑھکر ہو چکی لازم کنارا ہے لکھون پھر شعر ترمدحت مین فکرت کا اشارا ہے
طبیعت باڑھ پر آئی ہے دلنے جوش مارا ہے مری طبع روان کا پھر اُسی گھاٹ اُتارا ہے
تماشا دیکھیے بحرِ سخن کے جزر کا مد کا

وجوب امکان دونون مین ہے جلوہ نور بیچد کا وہ اک غنچہ یہ اک گل ہے ترے گلزار مقصد کا
کہین مصداق مطلق کا کہین مظہر مقید کا احد کا غیب مین مورد شہادت مین تو احمد کا
ہے مشہود ایک ہی بیشک وہ حبشی ہاے اشہد کا[2]

ہوا جب قصد میرا نعت مین موزون قصیدہ ہو لکھے مطلع برابر کے جو پائے قافیے دو دو
نہین آتا ہے مجھپر حرف گر انصاف سے دیکھو بمجبوری لکھا اَیَّدْ کی صورت لفظ اللہ کو
نہ آیا ہاتھ اچھا قافیہ جب کوئی احمد کا

[1] لوح زبرجد سے مراد توریت ہے جو قرآن شریف سے منسوخ ہوئی۔

[2] مراد از اشہد کلمہ شہادت وشہادت ضد غیب۔

بمجبوری لکھا الید کی صورت لفظ اللہ کو — نہ آیا ہاتھ اچھا قافیہ جب کوئی احمدؐ کا
یہ تھا منظور رفتہ رفتہ تکمیل شہادت ہو — خدا نے منتظر رکھا جو تیری آمد کا
کہ دست صنع گر فارغ ہوا مقصود اصلی سے — مقید پھر نہ ہوگا مطلق ایجادِ مقید کا
ترے رشتہ سے مثلِ شمع کی آتش سے گل بازی — ہوا ہے تجھ سے روشن نام تیرے جد امجد کا
محاسب ہو شفاعت تیری جب دیوان محشر مین — صحیح آ کے نہ میزان مین سیاہہ دفتر بد کا
کھنچی پہلے تری تصویر ازل مین دستِ قدرت سے — ہوا لفظ خدا سے اشتقاق اول ترے خد کا

ہوا اتمام ظہور آخر مین عالم کو نہ حیرت ہو — یہ مضمون صلی روشن ہی اگر چشم بصیرت ہو
موخر انبیا سے کیون نہ خلق جسم حضرت ہو — یہ تھا منظور رفتہ رفتہ تکمیلِ نبوت ہو
خدا نے منتظر رکھا جو تیری آمد کا

بڑا نکتہ ہے اس تاخیر مین گر غور سے دیکھے — کہ اس منصب سے پھر او انبیا محروم رہجاتے
نہ اتنے واسطے پیدا کیا حق نے تجھے پہلے — کہ دست صنع گر فارغ ہوا مقصود اصلی سے
مقید پھر نہ ہوگا مطلق ایجاد مقید کا

خلیل اللہ نے کی واہ کیا ہی کارپردازی — لگائی تجھ سے لو لے گرمی بازار طنازی
ہوے انگارے غنچے بھولی شعلو نکی سرافرازی — ترے رشتے سے مثل شمع کی آتش سے گل بازی
ہوا ہے تجھ سے روشن نام تیرے جد امجد کا

غلط ہو دفتر آئین کاتب اعمال جگر مین — مین نیکی ہی کی رہجائین باقی سیاہے دفتر مین
بدی کی جو رقم ہو جا پڑے سنہائی کے گھر مین — محاسب ہو شفاعت تیری جب دیوان محشر مین
صحیح آ کے نہ میزان مین سیاہہ دفتر بد کا

سوا اللہ کے لاعلم ہین سب تیری فطرت سے — ملک جن و بشر کوئی نہین واقف حقیقت سے
مقدم ایک کی خلقت نہین ہے تیری خلقت سے — کھنچی پہلے تری تصویر ازل مین دست قدرت سے
ہوا لفظ خدا سے اشتقاق اول ترے خد کا

تیرے ابرو کی ہی محراب لازم طاق عرفان کو — در اسلام کو درکار ہے بازو ترے ید کا
تجمل کا ترے ماہی مراتب مہ سے تا ماہی — ثری سے ثور تک اک گاؤ تکیہ تیری مسند کا
المصروف تیرے دشمنون کی غمگساری مین له — خوشی کو کام ہی تیرے محبون کی خوشامد کا
ستایش کے لیے تو واسطے تیرے ستایش ہی — کہ ہے مذکور قرآن مین ترے اوصاف بیحد کا
سوا تیرے کسی کی مدح کرنا جن کا شیوہ ہے — یہ سچ ہی وہ لیے پھرتے ہین جھوٹا قفل ابجد کا

مناسب ہی تری مژگان کی چلمن بیت یزدان کو — مزین ہی ترے خط کا کتابہ عرش سبحان کو
ترے عارض کا شمسہ چاہیے ایوان ایمان کو — ترے ابرو کی ہی محراب لازم طاق عرفان کو

در اسلام کو درکار ہے بازو ترے ید کا

دکھائے خسرو انجم نہ مجکو آسمان جاہی — مری نظرون مین ہی اک گردہ یہ چتر شہنشاہی
ہوی تیرے مراتب کی کماہی کسکو آگاہی — تجمل کا ترے ماہی مراتب مہ سے تا ماہی

ثری سے ثور تک اک گاؤ تکیہ تیری مسند کا

نہ گزرے کیون ترے اعدا کی ذلت اور خواری مین — محب کیونکر نبا مین خاطری خدمتگزاری مین
غم و شادی ہمین دونون محو تیری پاسداری مین — المصروف تیرے دشمنونکی غمگساری مین

خوشی کو کام ہی تیرے محبونکی خوشامد کا

طبیعت کے سخندانونکو منظور آزمایش ہی — وگرنہ انکی مداحی سے کب تیری نمایش ہی
بہت دشوار باب نعت و مدحت کی کشایش ہی — ستایش کے لیے تو واسطے تیرے ستایش ہی

کہ ہی مذکور قرآن مین ترے اوصاف بیحد کا

خداوند دو عالم آپ تیری مدح کرتا ہے — صحف جتنے ہوے نازل ہر اک مین ذکر تیرا ہے
جو ہم تیری ثنا پر بند ہین ہم مین سے وہ سچا ہے — سوا تیرے کسی کی مدح کرنا جنکا شیوا ہے

یہ سچ ہی وہ لیے پھرتے ہین جھوٹا قفل ابجد کا

له شہیدی شب و روز اسکے صاحبزادون کا گہوارہ جنبان تھا: عجب ڈھب یاد تھا روح الامین کو بھی خوشامد کا

یہ خواہش ہے کروں میں عمر بھر تیری ہی مداحی — نہ اُٹھے بوجھ مجھسے اہل دنیا کی خوشامد کا
چمک ہو درد کی دل میں خیال روئے تاباں سے (۱) — ستارہ اوج پر ہو جسم کے برج مشید کا
کمند دل رہے چھوٹے نہ تیری ڈور کا پھندا (۲) — جو ٹوٹے دم کا دھاگا طائر روح مقید کا

تری خدمت میں اے حاجت روا اب عرض ہے یہ بھی — روا ہوں حاجتیں تیرے ہی در سے دین و دنیا کی
تمنا سے دو دوسرے کی ہو نہ آلودہ زبان میری — یہ خواہش ہے کروں میں عمر بھر تیری ہی مداحی

نہ اُٹھے بوجھ مجھسے اہل دنیا کی خوشامد کا

بڑھے سوز دروں داغ عشق فتنہ ساماں سے — تماشا ہو کہ چمکے بخت نور مہر عرفان سے
شرر نکلیں اُٹھیں شعلے ہوئے برق لمعان سے — چمک ہو درد کی دل میں خیال روئے تاباں سے

ستارہ اوج پر ہو جسم کے برج مشید کا

پھنسائے دام گیسوئے مسلسل میں مجھے ایسا — رہاں جبتک ہے آب و دانہ تجھ سے چھوٹے کے دم میرا
رہوں میں رشتہ بر پا جب قفس چھوڑوں عناصر کا — کمند دل رہے چھوٹے نہ تیری ڈور کا پھندا

جو ٹوٹے دم کا دھاگا طائر روح مقید کا

بنا دے مجکو ایسا مست اپنی چشم شہلا سے — کہ ہو مے سے تنفر روح بھاگے جام و مینا سے
دل وحشی کرے رم دونوں عالم کی تمنا سے — ہرن ہو نشہ سیر انتشا میں دین و دنیا سے

رہوں خائف تصور کر کے میں دو دال سے دو کا

کرے خاصیت اکسیر پیدا میری خاکستر — مذہب ہو مطلا ہو مرے اعمال کا دفتر
محک میں امتحان کے پیشگاہ حضرت داور — برنگ زر چڑھے سونا مرا میزان محشر پر

اُٹھوں میں قبر سے مخمور تیری چشم اسود کا

---

(۱) مشید یعنی بلند
(۲) ڈور کا پھندا نہ چھوٹے بلکہ کمند دل رہے۔

ہرن ہو نشہ میرا نشاتین دین و دنیا سے سلہ / رہون خائف تصور کرکے مین دوالی سے دد کا
برنگ زر چڑھے سونا مرا میزان محشر مین / اُٹھون مین قبر سے مخمور تیری چشم اسود کا
فرشتے دیکھکر مجھ کو کہین دیوان محشر مین / جگہ خالی کرو مداح آتا ہے محمد کا
تُلے اس نظم کا ہر حرف میزان قیامت مین / بطرز تازہ ہو وزن اپنے اشعار مجدد کا
ترے دربار مین ہر وقت رہنے کی اجازت ہو / مجھے سرکار سے خلعت ملے عیش مخلد کا

کرے بینا بیان میرے لیے ہر موج کوثر مین / جگہ مجکو ملے رشتہ کی صورت قصر گوہر مین
رقم ہو نام میرا دفتر خاصان داور مین / فرشتے دیکھکر مجکو کہین دیوان محشر مین
جگہ خالی کرو مداح آتا ہے محمد کا

لکھا ہے اس قصیدہ کو جو مین نے وصف حضرت مین / عوض ہر بیت کے پاؤن سکونت قصر جنت مین
کیے ہین بسکہ اکثر شعر جمع اوصاف قامت مین / تلے اس نظم کا ہر حرف میزان قیامت مین
بطرز تازہ ہو وزن اپنے اشعار مجدد کا

قصیدہ ختم ہوتا ہے صلہ اسکا عنایت ہو / اُٹھاتا ہون دعا کو ہاتھ وا باب اجابت ہو
بغل مین یہ قصیدہ سر پہ اکلیل سعادت ہو / ترے دربار مین ہر وقت رہنے کی اجازت ہو
مجھے سرکار سے خلعت ملے عیش مخلد کا

نہ سمجھو تیرے خالق سے کسی صورت جدا سمجھون / ظہور شان مطلق کا مین تجکو واسطا سمجھون
حق آئینہ ہو دل پر صاف اصلی مدعا سمجھون / ترے عارض کو مین آئینۂ نور خدا سمجھون
کہ فہم سر وحدت ہے الف ایمان کے ابجد کا

قمر سمجھون رخ تابان کو یا مہر سما سمجھون / کلف انہین جلی آئین ہے مین سمجھون تو کیا سمجھون
یہ تشبیہین ہین برعکس ایک رخ حق نما سمجھون / ترے عارض کو مین آئینۂ نور خدا سمجھون
کہ فہم سر وحدت ہے الف ایمان کی ابجد کا

سلہ دد بمعنی درندہ

ترے عارض کو مین آئینۂ نورِ خدا سمجھون — کہ فہم سرِ وحدت ہے الف ایمان کی ابجد کا

الٰہی پھیل جاے روشنائی میرے نامہ کی — بڑھا معلوم ہو لفظ احد مین میم احمد کا

تخمیس

دمِ تحریر تیری ذوق سے بڑھ جائے زردستی — قلم سے نکلین آنسو ہو یہ جوشِ خندۂ شادی

شمولِ اشکِ شیرین سے دوات اتنی تو ہو بھیگی — الٰہی پھیل جائے روشنائی میرے نامے کی

بڑھا معلوم ہو لفظِ احد مین میم احمد کا

کبھی تو کام آئے روشنائی میرے نامے کی — کوئی تو رنگ لائے روشنائی میرے نامے کی

نئی صنعت دکھائے روشنائی میرے نامے کی — الٰہی پھیل جائے روشنائی میرے نامے کی

بڑھا معلوم ہو لفظِ احد مین میم احمد کا

تاریخ خمسہ اللھم صل علے محمدٍ عبدک و رسولک النبی الامی وآلہ و اصحابہ و ازواجہ دائمًا ابدًا

۱۲۷۵ھ ہجری

اللھم صل علے محمدٍ عبدک و رسولک النبی الامی و آلہ و ازواجہ اجمعین ۱۲۶۶ھ ف

چتر شاہنشاہی

۱۲۷۵ھ

یہ مسدس ایک عزیز دوست کی طرف سے واجد علی شاہ بادشاہ اودھ کی مدح مین لکھا تھا جو دربار شاہی مین تخلص تبدیل کرکے متعدد مرتبہ پڑھا گیا۔

عزیزِ مصر جب تک مشتری ہو مہر قیصر ہو — قمر پرویز زہرہ مثلِ شیرین نازپرور ہو
دبیرِ چرخ توقیعات مین کسریٰ کا ہمسر ہو — ہو کیوان مثل سگ کے مریخ بہرام دلاور ہو
الٰہی جانعالم بادشاہ ہفت کشور ہو
فلک پر سات اختر ہین زمین پر ایک اختر ہو

ہو جبتک شاخ مین گل گل مین نکہت نکہت مین جوبن — لبو پہ نے ہو نے مین نغمہ ہو نغمہ مین دل بردن
بغل مین شیشہ ہو شیشے مین مے ہو مے مین شور افگن — ہو دل پہلو مین دل مین ماہرو ماہرو مین الھڑپن
تری محفل مین دورِ عیش ہم پیمانِ ساغر ہو
مے و محبوب ہو مطرب ہو ساقی ہو گل تر ہو

رہے تاثیرِ حسنِ پاک جبتک طورِ سینا مین — عزیزِ مصر سے کنعان رہے مشہور دنیا مین
اُتارا ہو پریزادون کا دل مین چشم مینا مین — ہو ذکرِ گوپیان گوکل مین بندرابن مین متھرا مین
تو محبوبِ جہان لے یوسفِ پاکیزہ منظر ہو
کنہیا برج والون مین، پریزادون مین اندر ہو

ہو جبتک تخم زیرِ خاک جوش اسمین نمو کا ہو — نمو سے ریشہ ہو ہر ریشہ بڑھکر نخل رعنا ہو
نکالے نخل شاخین شاخ کونپل پھر وہ پتا ہو — ہو پتون مین شگوفہ اور اُس سے میوہ پیدا ہو
نہالِ عمرِ شاہنشہ ہمیشہ تازہ و تر ہو
رہے قائم پھلے پھولے جہان مین سایہ گستر ہو

رہے جبتک بکامِ تشنہ کامان رحمتِ باری　　لیے برسات مین ہر چارسو چھائی ہوئی بدلی
متاعِ کاروان ابرِ گوہر بار ہو پانی　　کنوین مین آب شیرین ہو بجاے یوسفِ مصری
ترا فیض اے سحابِ مرحمت ہر دم فزون تر ہو
کنوان ہو، نہر ہو، گنگا ہو، قلزم ہو، سمندر ہو

ہو جبتک کان مین زر اور زر سے اُسکی وقعت ہو　　رہے حاجت روا زر اور زر کی سبکو حاجت ہو
ہو گوہر بحر مین اور بحر کو گوہر سے عزت ہو　　رہے گوہر مین آب اور آب سے گوہر کی قیمت ہو
ترے دستِ کرم کا قبضہ ہر اک بحر و کان پر ہو
ترے ہاتھون سے خالی بحر پُر دُر کان پر زر ہو

ہو جبتک کیمیا نایاب تر گوگرد احمر سے　　رُخِ اہلِ ہوس ہو زرد تر زرنیخ اخضر سے
رہے چاندی مراد اکسیریون مین ماہِ انور سے　　عبارت زہرہ ہو سیماب سے اور شمس ہو زر سے
ترے در پر ہوس کا دامنِ امید پُر زر ہو
ہو سنگِ آستان پارس تو دربان کیمیا گر ہو

ہو جبتک ہمتِ لشکر کشی فغفور و خاقان مین　　رہے خونریزی کا نشہ دماغِ کجکلاہان مین
کمالِ جوہرِ شمشیر سازی ہو صفاہان مین　　چلے تیغِ پری پیکر پری کی چال میدان مین
تو اعدا پر مظفر ہو ترا اللہ یاور ہو
کمر مین ذوالفقار اور بازوؤن مین زورِ حیدر ہو

ہو جبتک سینے مین دل اور دل مین درد اور درد مین زاری　　ہو ابر آنکھ، اور آنکھ مین اشک آنکھون سے جاری
رہے پانی تیغ مین، پانی مین جوہر اور زہر ہو کاری　　ہو غش سکتہ مین، غش مین بیخودی، اور بیخودی طاری
ترے دشمن کو دنیا مین نہ آسایش میسر ہو
ہمیشہ کشتہ و خستہ سراسیمہ و مضطر ہو

رہے جبتک کہ سیرِ فرقدین اک رنگ جوڑی پر　　فلک پروازیون مین مہر کا نقرہ ہو نام آور

زری کا زین پوشِ سبزۂ گردون بنے یکسر ہو شب کی آبنوسی پالکی مین کہکشان جھالر
سواری دیکھکر تیری جہان حیران وششدر ہو
زبانون پر تعالیٰ شانہٗ اللہ اکبر ہو

رہے خوشبو مین جبتک فرحت اور خوشبو ہو نسرین مین ہو نسرین باغ مین اور دماغ چشم شوق گلچین مین
ہو جبتک سنبل مین سنبل کی شباہت زلف مشکین مین رہے نافہ مین مشک اور نافہ نافِ آہوی چین مین
دماغ جان ترے اخلاق عالی سے معطر ہو
شمیمِ نکہتِ عالم نوازی روح پرور ہو

شرف حاصل کرے جبتک سخن سے نفس انسانی دہن مین ہو زبان اور ہو زبان مین گوہر افشانی
ہو موزون صحبتِ احباب مین رسمِ غزلخوانی مسلم اس مسدس سے ہو محسن کی سخندانی
ستایش مین ہو تیری جو سخن جسکی زبان پر ہو
غزل ہو یا قصیدہ یا مخمس یا معشر ہو

صبح تجلی

حال ولادت صبح اکرم صلے اللہ علیہ وسلم

۸۴۴ سنہ ۱۲۸۹ھ ۴۴۷

بیضادیِ صبح کابیان ہے ۱ تفسیر کتابِ آسمان ہے
ہے خاتمۂ شبِ دل افروز دیباچہ نگارِ نسخۂ روز
آثارِ سحر ہوے نمایان سیپارہ لیے ہوے ہے دوران
واللیل کو ختم کرچکا ہے آمادۂ دورِ والضحےٰ ہے
عنوان فلک ہے دُرِّ منثور لوحِ زرّینِ سورۂ نور
اطراف بیاضِ مطلعِ صاف والفجر کے حاشیے پہ کشاف
معمورۂ دہر تا بیابان ہمطالعِ کشورِ بدخشان
ہر دشت ہی مثل دشت ایمن ہر کوہ برنگ طور روشن
عالم مین ہے آفتاب تاثیر ۲ آبِ حلب و ہوائے کشمیر
گردون کے غلاف مین ہی پنہان ۳ مشکوٰۃ شریف مہر تابان
آنکھین نظارے کی طلبگار نظارے کا بخت خفتہ بیدار
منظور ہے حسن کا تماشا ۴ ہر دیدہ ہے دیدۂ زلیخا

---

۱ بیضاوی درمنثور کشاف نام تفسیرون کے ہین منشا یہ ہی کہ رات ختم ہوئی اور صبح صادق کے آثار ہین۔
۲ جسطرح تمام عالم مین آفتاب کی تاثیر پھیلی ہوئی ہی اُسی طرح آبِ حلب اور ہوائے کشمیر ہر جگہ ہے۔
۳ مشکوٰۃ نام کتاب حدیث شریف۔
۴ ہر دیدہ مثل زلیخا کے مشتاق حسن کا ہے۔

ہے شرق سے غرب تک نمایاں ۱؎ | نورِ عینین پیرِ کنعان
وہ سورۂ یوسفِ تجلی | یہ مطلعِ مصر کی عزیزی
پستی کا دماغ آسمان پر ۲؎ | اوجِ افلاک مہرگستر
وہ ہے بلغ العلیٰ کی تفسیر | یہ ہے کشف الدجیٰ کی تعبیر
مضمونِ طلوعِ صبحِ صادق ۳؎ | مشہور روایتِ مشارق
موقوف حدیثِ شب کی تصحیح ۴؎ | رکھ دیجیے طاق پر مصابیح
ظلمت کا چراغ بے ضیا ہے | انجم کا ستارہ ڈوبتا ہے
مہتاب کی چاندنی ڈھلی ہے | مریخ کی سست مشتری ہے
روپوش دبیرِ چرخِ اخضر ۵؎ | ظلمت کا سیاہہ کر کے ابتر
اہلِ مدِ کہکشاں ہے مفرور | پروانہ نویسِ شمع کافور
زہرہ کا سفید ہو گیا رنگ ۶؎ | نظمِ پروین کا قافیہ تنگ

۱؎ شرق کو سورۂ یوسف اور غرب کو تفسیر عزیزی قرار دیا ہے مناسبت یوسف و عزیزی و پیر کنعان خاص لطف رکھتی ہے مطلب یہ ہے کہ شرق بجائے قرآن کے ہے اور غرب اُسکی تفسیر ہے۔

۲؎ پستی کی بلندی بلغ العلیٰ اور افلاک کی مہرگستری کشف الدجیٰ۔

۳؎ مشہور قسم حدیث و مشارق نام کتاب حدیث و جمع مشرق مطلب یہ ہے کہ صبح صادق ہونے میں کوئی شبہہ کا محل نہین ہے۔

۴؎ موقوف قسم حدیث منشا یہ ہے کہ حدیث شب کی تصحیح موقوف ہوئی یعنی شب تمام ہوئی مصابیح نام کتاب حدیث کا ہے و مصابیح جمع مصباح یعنی چراغ۔

۵؎ ظلمت کا سیاہہ ابتر ہو گیا تو دبیر اہلِ مد پروانہ نویس خائف ہوے کوئی روپوش ہوا کوئی غائب۔

۶؎ رنگ سفید ہو گیا یعنی رنگ فق ہو گیا نظم پروین برج ثور کے چھ ستارون کا نام ہے یعنی صبح ہوئی تو زہرہ اور نظم پروین غائب ہو گئے۔

ہے فکرِ سپہر رات بھر کی [1] کیا بات ہے مطلعِ سحر کی
بر مطلعِ صبح صادق اوستاد [2] انہ دیدہ نوشت صاد بر صاد
ہے وقت اخیرِ شب خلاصا [3] الواح نہ بر جدِ فلک کا
ہنگام سپیدۂ سحر گاہ [4] ساعات مین روز و شب کی واللہ
اک مخبرِ صادق البیان ہے [5] پیغمبرِ آخر الزمان ہے
کیفیت وحی مین ہے بلبل [6] ہے وقتِ نزولِ مصحفِ گل
سبزہ ہے کنارِ آبجو پر باخضر ہے مستعد وضو پر
نوبت ہی صدائے قریان کی تیاری ہی باغ مین اذان کی
محوِ تکبیر فاختہ ہے [7] قد قامتِ سردِ دلربا ہے
اک شاخ رکوع مین رُکی ہے اور دوسری سجدی مین جھکی ہے
سوسن کی زبان پر مناجات جاری لبِ جو سے التحیات
تسبیح شگوفہ یا مصوّر [8] تحریمۂ تاک رَبِّ اَغفِر

[1] سپہر آسمان و تخلص شاعر۔ مطلع شعر اول غزل و قصیدہ و جای طلوع سحر تخلص شاعر و صبح مطلب یہ ہی کہ مطلع سحر سپہر کے رات بھر کا نتیجہ فکر ہے۔

[2] صبح صادق مین دو صاد ہین۔ خوشنویس استاد جب کسی دائرہ کی کشش کو بہت پسند کرتے ہین تو دو صاد بناتے ہین۔

[3] جس طرح توریت جسکو الواح زبرجد فلک کہتے ہین منسوخ ہو گئی اسی طرح وقت اخیر شب ختم ہوا اور صبح صادق نمودار ہے۔

[4] سپیدۂ سحر گاہ کو پیغمبر آخر الزمان قرار دیکر ضروریات پیغمبری کا ذکر کیا ہے۔

[5] سپیدۂ صبح پیام رات کے ختم ہونے کا دیتا ہے اسواسطے اسکو پیغمبر آخر الزمان قرار دیا ہی۔

[6] جب وحی آتی تھی آنحضرت کی حالت متغیر ہو جاتی تھی تمام بدن مین رعشہ کی کیفیت ہو جاتی تھی۔

[7] قد قامت یعنی تکبیر [8] تحریمہ وہ تکبیر جو بعد نیت نماز کے کہکے شروع کرتے ہین۔

پھیلی ہوئی بوئے گُل چمن مین — اور صلّ علےٰ کا غلُ چمن مین
غنچے مین ہے خامشی کا عالم — یا صوم سکوت مین ہے مریم
کیاری ہر اک اعتکاف مین ہے — اور آب روان طواف مین ہے
پابند زکوٰۃ نامیہ ہے — (۱) کانٹا زرِ گُل کو تولتا ہے
لایا یہ مجاہرِ صبا رنگ — (۲) نافرمان ہو رہا ہے چو زنگ
سالک ہے چمن مین نہرِ موزون — مجذوب ہے شاخ بید مجنون
ہے صوفی صاف دل صنوبر — تحریک نسیم حالت آور
ہر تخم یہ خلوت آرمیدہ — ہر ایک ثمر خدا رسیدہ
ابدال ہین برگ و نخل اوتاد — (۳) ہے نعم العبد سروِ آزاد
خدمت مین بہار کی صبا ہے — سبزہ سُنبل کا بالکا ہے
سجادہ بدوش لالہ یکسو — یکسو شب زندہ دار شبُو
ہے استغراق نیلوفر کو — (۴) پاس انفاس ہے سحر کو
سیفی جو زبان خار پر ہے — نرگس کی نگاہ مین اثر ہے
وحدت ہے چمن مین مغز تا پوست — صادق ہے بہار پر ہمہ اوست
غنچہ نہ رہا تو گُل ہوا ہے — (۵) واصل ہے جسے یہان فنا ہے

(۱) مال نامی پر زکوٰۃ واجب ہے نامیہ یعنی بڑھنے والا کانٹا زر و دین یعنی چھوٹی ترازو کے اور نیز یعنی خار مستعمل ہے
(۲) جیا دنا فرمان پر ہوتا ہے نافرمان قسم پھول کی ہے۔
(۳) ابدال گروہے ہے از اولیاء اللہ کہ حق تعالی زمین را بوجود ایشان قائم دارد یکی از ایشان چون بمیرد دیگرے از مردم جاے او بگیرد مناسبت برگ با ابدال ظاہر۔ اوتاد در اصطلاح سالکان چہار تن اند۔ اولیاء خدائے تعالی کہ محافظت جملہ عالم و معموری دنیا از برکت ایشان است اوتاد جمع وتد یعنی میخ۔ (۴) نیلوفر پانی مین ڈوبا رہتا ہے اسی رعایت سے لفظ استغراق جو اصطلاح تصوف ہے استعمال کیا گیا ہے (۵) غنچہ مٹ کر گُل ہو جاتا ہے۔

کہتا ہے اشارۃً لجالو — مُوتُوا مِن قبلِ اَن تَموتُوا

خرقہ ہی نصیب یاسمن کو [1] — عامہ ملا ہے نارون کو

پیرایۂ نور مین سمن ہے — سلطانِ مشایخِ چمن ہے

عطار شمیم گلستان کی [2] — ہم مرتبۂ فرید بوٹی

پھولون مین ہی یون گلاب خوش آب — جیسے قطبون مین قطب اقطاب

کیوڑا گلزار پر فضا مین — غوث الثقلین اولیا مین

ہر شمعِ خموش فکر مین ہے [3] — ہر طائرِ شوخ ذکر مین ہے

شورش مین قلندرانہ قمری [4] — اور چشتی سبز پوش طوطی

ہے خواجۂ نقشبندِ ذیجاہ — طاؤس علیہ رحمۃ اللہ [5]

ہر کبکِ دری خلیل آزر [6] — ہدہد نامِ خدا پیمبر

اعجاز نسیم صبحدم ہے — انفاسِ مسیح کی قسم ہے

عالم مین وہی ہوا ہے چلتی [7] — جو صبح الست کو چلی تھی

تنزیہ ہے مستِ نغمۂ ہو — ق — ہنگامۂ لاالہ ہر سو

---

[1] نارون بمعنی گلنار فارسی۔

[2] شمیم عطار گلستان کی ہے اور بوٹی ہم مرتبہ فرید ہے عطار سے اشارہ شیخ فریدالدین عطار اور فرید سے بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہما کی طرف ہی شمیم ہوا سے خوشبو۔ فرید بوٹی نام بوٹی کا ہے یعنی شمیم عطار اور بوٹی فرید ہے۔

[3] فکر و ذکر اصطلاح تصوف شمع کی خموشی ثبوت فکر کا ہے۔

[4] چشتی سے مراد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح ہین مناسبت سبز پوش با طوطی ظاہر۔

[5] طاؤس نام ایک کامل بزرگ کا ہی مناسبت طاؤس با نقشبند ظاہر۔

[6] کبک دری پرندہ ایست خوش رفتار و آتش خوار۔ آزر یعنی آتش و نام بت تراش مناسبت خلیل با آزر ظاہر ہدہد پیام و نامہ حضرت سلیمان کا ملکہ سبا کے پاس لیگیا تھا جسکا ذکر سورۂ نمل مین ہے۔

[7] صبح ازل جب الست بربکم کہا گیا تھا۔

با شان و شکوہ جلوہ فرما ہے [1] شاہنشہ تختگاہ اِلّا

سامان ظہور کی ہے تمہید — قدرت پہ یہ ہو رہی ہے تاکید

فیضِ روح القدس عیان ہو — افشائے رموزِ کن فکان ہو

آئینہ ہو چار سوئے عالم — لبریزِ تجلیاتِ مبہم

ہر قطرہ ہو جوششِ بحر در بر — ہر ذرہ ہو آفتاب پیکر

وہ شان ہو آج رنگ و بو کی — مصداق ہو جلّ شانہٗ کی

لو ہم نے حباب کو عطا کی [2] آب حیوان کی سیر بحری

فرمان بقا کے مستند ہون — احکام فنا کے مسترد ہون

کثرت وحدت مین ہو کے فانی — حاصل کرے عمرِ جاودانی

مہمان حدوث کا قِدم ہو — امکان پہ وجوب کا کرم ہو

سیرابیٔ تازہ روپ دکھلائے — ہر شاخِ خمیدہ راست ہو جائے

اسرافیل اپنے صور لائین — پھر رنگ رمیدہ کو جائین

عزرائیل اب کرین نہ دَوڑا — ناکارہ کے رہین عدم کا

اللہ اللہ کیا سمان ہے — ہر شے کو حیاتِ جاودان ہے

سرسبزی ہی باغ مین جنان کی — آمد ہے بہارِ بے خزان کی

لوح و قلم ادیبِ تقدیر — محوِ خطِ نسخِ عالمِ پیر

ایام کا بخت پھر جوان ہے — پھر عہدِ شبابِ آسمان ہے

ہستی و عدم مین ایک لے ہے [3] لا نغمے کے بھی لب پہ آج نے ہے

---

[1] شاہنشہ یعنی اللہ کہ در لا الہ ہست۔

[2] یعنی حباب کو آب حیوان (بقائے دائمی) کا امیر البحر مقرر کیا۔

[3] لا کا ترجمہ فارسی مین نے ہے۔

کیفیتِ خرّمی سے مسرور | رنگین طبعانِ محفلِ نور
رضوان نے کہین سبیل رکھی | ہر کوزے مین سلسبیل رکھی
تیار کیے بحکمِ باری [۱] | میکائیل اِک طرف نہاری
آئی ہے ساغر و صراحی [۲] | کوثر سے کھنچی ہوئی صبوحی
گلدستے بہشت نے بنائے [۳] | جبریل درود پڑھتے آئے
بیٹھے ہوے ہین خوشی سے پھولے | غلمان لیے ہار حور گجرے
خاکا ہی زمین مین آسمان کا | نقشا ہی مکان مین لامکان کا
گویا اُتر آئی ہے زمین پر | مینا بازارِ چرخِ اخضر
نازل ہوے عرش سے فرشتے | سب حیّ علے الفلاح کہتے
حاضر ہوئی روحِ پاکِ آدمؑ | دربان نے کہا کہ خیر مقدم
ہمرنگِ ارم زمانہ شگفت | طوبیٰ لک یا ابا البشر گفت
انوار ہین نوحؑ کے نمایان | یا ابرِ کرم کا جوشِ طوفان
رحمت کے لباس مین چھپ اُس | شیثؑ و ادریسؑ و خضرؑ و الیاسؑ
یمُن و برکت لیے ہین موجود | ہارونؑ و شعیبؑ و صالحؑ و ہودؑ
خاتم پہ لکھے ہوے سلیمانؑ | نقشِ تسخیرِ جن و انسان
بسم اللہ صادِ صبرِ ایوبؑ [۴] | الحمدِ کتابِ شکرِ یعقوبؑ

---

۱ حضرت میکائیل کو خدمت رزق پہونچانے کی سپرد ہی۔ نہاری صبح کا ناشتہ۔

۲ صبوحی وہ شراب جو صبح سویرے پی جاتی ہے۔

۳ حضرت جبریل کو خدمت انبیا پر سلام و پیام پہونچانے کی ہے۔

۴ سورۂ صاد صبر کی بسم اللہ حضرت ایوب اور کتاب شکر کی الحمد حضرت یعقوب ہین۔

یوسفؑ مع عزت و مناصب ؎۱ یونسؑ مع ماہی و مراتب
داؤدؑ لیے زبور پہونچے موسیٰؑ مع شمع طور پہونچے
کعبے مین خلیلؑ کا ہے جلوہ بت کرنے لگے خدا کا سجدہ
اسحقؑ مع ذبیح آئے لقمانؑ مع مسیح آئے
تھے حسن فروش و جلوہ مشتاق ارواح کے ساتھ ساتھ اخلاق
(اضافت مقلوب)
انواع محاسن و کمالات اقسام صفات و عدہ حالات
جو کچھ ابتک ہوا ازل سے ہونے والا ہے جو کچھ آگے
ہر نکتۂ جانفزاے ناسوت ؎۲ راز ملکوت و سر لاہوت
توحید کی شان راستبازی تجرید کی وضع بے نیازی
استغنا ہر کاب تسلیم اقبال کے ساتھ تخت و دیہیم
دانش دانا ے سر مکنون سرمایۂ نازش فلاطون
وہ نظم فصیح جس کا سحبان طفل ناخواندۂ دبستان
وہ دولت و جاہ روز افزون جسکے بندون مین تھا فریدون
حاتم کا وصف جود کامل ؎۳ عدل نوشیروان عادل
حکمت مفتاح قفل مقصود علم آئینۂ وجود معبود
ہر گوہر قلزم ولایت ہر نیر مطلع ہدایت
صدیقؓ کا صدق و استواری عثمانؓ کا حلم و بردباری

؎۱ ماہی مراتب جلوس شاہی. مناسبت ماہی با یونس علیہ السلام لطفے دارد۔

؎۲ لاہوت عالم ذات الٰہی ست کہ سالک را دران مقام فنا فی اللہ حاصل میشود و مرتبۂ صفات را جبروت و مرتبہ اسمار الملکوت نامند ناسوت عالم اجسام۔

؎۳ جود کامل جو حاتم کی خوبی تھی۔

آوازۂ عمرؓ کی صاحبی کا — اور دبدبۂ مرتضےٰ علیؓ کا
ریحانِ بہشت روح پرور — خلقِ حسنؓ شگفتہ منظر
رنگینیِ لالہ زارِ ایمان — جانبازیِ سیدِ شہیدانؓ
آثارِ مجاہدینِ ابرار — انوارِ مہاجرین و انصار
مقبولیِ بایزید و ادھم — محبوبیِ خاصِ غوثِ اعظم
عرفانِ ابوسعید کرخی — روشندلیِ جنید و شبلی
گستاخیِ عاشقانِ مغرور — رسوائیِ دارگیرِ منصور
عشق آفتِ عاشقانِ جانباز ۱ — حسن آئینۂ تجلیِ ناز
مجنونِ ہجومِ حسرتِ دل — لیلےٰ مع ساربان و محمل
القصہ یہ دیکھکر تماشا — حیرت ہوئی آکے جلوہ فرما
کہتی ہوئی کیا ہے آج سامان — کھلتا نہین کچھ یہ سرِ پنہان
خورشید فلک کے سائبان مین — یوسف ہے غبار کاروان مین
خلوتگہِ حسن ہے زمانہ — اور جلوۂ صبح شاہدانہ
ڈوبی ہوئی رنگ مین چمن کے ۲ — نکھری ہوئی روپ مین دُلہن کے
خورشید ظہور کا شرف ہے — ق معراج نظر کو ہر طرف ہے
مظہر کا خطاب میرزا ہے ۳ — منظر کا لقب ابوالعلا ہے
شبنم کو دمِ فلک مآبی ۴ — مٹی مین کمالِ بوترابی

۱ عشق جو عاشقان جانباز کے واسطے آفت ہی اور حسن جو تجلی ناز کا آئینہ ہے۔

۲ صبح کی صفت ہی یعنی صبح چمن کی رنگ مین ڈوبی ہوئی۔

۳ مظہر مرزا مظہر جانجانان رح۔ شاہ ابوالعلا رحمۃ اللہ علیہ کی نظر مین عجیب و غریب اثر تھا۔

۴ ابوتراب کنیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ جسمین تراب کا لفظ ہی جسکے معنی خاک کے ہین۔

ہر قطرے مین آب و تاب گوہر — ہر موج شعاع مہر انور

آفاق مین ہے تجلی نور — یا شان نزول جلوۂ طور

کرتا ہے فلک سجود پیہم — مائل بزمین ہے عرش اعظم

اونچی ہوئی یہ مکان کی کرسی — سب کھل گئی لامکان کی قلعی

مرکز کو چلی گئی ہے کیا نار — آتشکدے گل ہوے جو یکبار

پانی طوبیٰ کی جڑ مین پہونچا — جو خشک ہوا ہے بحر ساوا

ہے خاک کی طبع مین روانی — جو دشت سماوہ مین ہے پانی

چلتے ہین یہ کس ہوا کے جھونکے — ہوش اُڑتے ہین جس سے کاہنونکے

باندھا وہ قضا نے لعن کا لام [۱] — ابلیس کی فوج مین ہے کہرام

بُت مہر سکوت بر دہان ہے — تبخانون مین شور الامان ہے

کِسکی شوکت کا زلزلا ہے — قصر کسرے جو ہل رہا ہے

ہے کس کو خطاب ایزدِ پاک [۲] — لَولاکَ لَمَا خَلَقتُ الافلاکَ

گُم نورِ وجود مین عدم ہے — آغوش حدوث مین قِدم ہے

ہر فرش پہ عرش کی تجلی — کہتی ہوئی لا آلہ غیری

ہے قبلہ ہر ایک سمت پرنور [۳] — ہر بیت ہے مثل بیت معمور

ہر نقص کمال کا سزاوار — ہر جزو مین عقل کل کے آثار

کیا رنگِ قبول جلوہ گر ہے [۴] — ہر گل پہ ہزار کی نظر ہے

ہے چاندنی ایک ماہ پیکر [۵] — سورج مکھی آفتاب انور

---

۱ لام باندھنا یعنی لشکر جمع کرنے کے ہین ۲ یہ حدیث لفظاً موضوع اور معنیً صحیح ہے صاحب قصیدۂ بردہ فرماتے ہین لولاہ ما خلق الافلاک خالقہا۔ ۳ ہر سمت پر نور قبلہ ہے۔ ۴ ہزار کنایہ از بلبل ۵ گل چاندنی سورج مکھی گل اشرفی گل صدبرگ گل عباسی گل داؤدی مشہور پھولون کے نام ہین۔

اورنگ نشینِ باغ ہے گل [۱] اور ہفت ہزاری ہوئی ہین بلبل
ذی حکم خزانہ اشرفی ہر صد برگ کا اسم پانصدی ہے
عباسی کو دعوی فتوت [۲] داؤدی کو شبہہ نبوت
ہر دانہ ہے عابدِ سحر خیز ہر ذرۂ خاک شمسِ تبریز
القاب نسیم دامنِ دشت مخدوم جہانیانِ جہان گشت
خالق کا کرم ہے فیض گستر بخشش کا صلاے عام گھر گھر
روے حسنات سوے اخیار چشمِ رحمت سوے گنہگار
ہے فکر مین عابدونکی طاعت محسن کی تلاش مین شفاعت
جیسی اسدن سحر ہوئی ہے ایسی کبھی پیشتر ہوئی ہے؟
این نسخہ چہ انتخاب دارد این صبح چہ آفتاب دارد
ناگاہ بجلوۂ عبارت پیدا ہوئی غیب سے بشارت
یہ صبح سعادت جہان ہے نور رخِ زہبارِ جاودان ہے
مفتاحِ خزینہاے اسرار مصباحِ تجلیاتِ انوار
ہے بدر کمالِ اوجِ تشبیہ لبریز جمالِ مہر تنزیہ
نازل ہے زمین پہ کبریائی بندے کے لباس مین خدائی
اسوقت دیار مین عرب کے مطلع سے تجلیات رب کے
برج شرفِ قریشیان مین اور ہاشمیون کے خاندان مین
کعبے کی زمینِ نامور سے اور عبدالمطلب کے گھر سے
اسلام کا آفتاب چمکا بے پردہ وبے نقاب چمکا

---

۲ عباسی کو دعوی فتوت کا اور داؤدی کو شبہہ نبوت کا اس رعایت سے ہے کہ حضرت عباسکی فتوت اور حضرت داؤدکی نبوت مشہور ہے

۱ ہفت ہزاری منصب ہزار مین لفظ ہزار ہے جسکے معنی بلبل کے ہین۔ پانصدی منصب ہے۔

پیدا ہوئے سرورِ دو عالم ق پیدا ہوئے فخرِ نوحؑ و آدمؑ
محبوبِ خدا نبیِ مرسلؐ صبحِ دو ئین روزِ اول
شاہنشہِ انبیا محمدؐ تاجِ سرِ اصفیا محمدؐ

پیدا ہوئے حضرتِ پیمبرؐ ق صبحِ قدرت کے سعدِ اکبر
واللیل اشارتے زمویش والشمس عبارتے زِ رویش
خورشیدِ سپہرِ دین محمدؐ نورِ عینِ الیقین محمدؐ

پیدا ہوئے قبلۂ طریقت ق پیدا ہوئے کعبۂ حقیقت
مقصودِ ازل ابد و اعلیٰ منظورِ حضورِ حق تعالےٰ
سلطان فلک حشم محمدؐ مہرِ عرب و عجم محمدؐ

پیدا ہوئے پادشاہِ ذیجاہ لہ آرائشِ تختِ لِیْ مَعَ اللّٰہ
عینِ عرفان و مردمِ عین ابروئے جبین قابَ قوسین
جانِ دلِ مرسلین محمدؐ روحِ روح الامین محمدؐ

پیدا ہوئے خاتم النبیینؐ ق مُہرِ فرمانِ عز و تمکین
بامیم احد احد بلا میم شایستۂ صد صلوٰۃ و تسلیم
گنجینۂ اصطفا محمدؐ آئینۂ حق نما محمدؐ

محوِ رضوانِ حق روانش آل و اصحاب و پیروانش
کیفیتِ وجد میں ہو اب ذوق کہتا ہے خطیبِ خامۂ شوق
ہے ذکرِ ولادتِ پیمبرؐ ۲ہ اَعْلیٰ اَوْلیٰ اَہَمْ وَ اَکْبَر

لہ ملاحظہ ہو چراغِ کعبہ میں مقامِ اعلیٰ کے بیان میں آیا سوے بزم لی مع اللہ کا فٹ نوٹ

۲ہ جمعہ کے دوسرے خطبہ میں آخری فقرہ اعلےٰ اولےٰ اہم و اکبر ہوتا ہے۔

فغانِ محسن

سنہ ۱۲۸۹ھ

یہ مثنوی سچی ہمدردی اور پرانی محبت کا فوٹو ہے حضرت محسن کے ایک دوست پر سرکاری معاملہ مین گرفت ہوئی جسمین اندیشہ تھا کہ انکی عزت و آبرو مین فرق آئے. حضرت محسن اپنے دوست کی پریشانی و اضطراب کا صدمہ نہ اُٹھا سکے. بیمار ہوگئے، جب خدا کے فضل سے وہ معاملہ رفت و گزشت ہوگیا حضرتِ محسن کو بھی صحت ہوگئی. بعد صحت یہ مثنوی لکھی تھی جو نظر ثانی سے محروم رہی۔

یہ بیٹھے بٹھائے مجھے کیا ہوا — تڑپنے لگا دل اُچھلنے لگا
زمین تک مرے آنسو آنے لگے — فلک تک مرے نالے جانے لگے
جگر مین تپش لب پہ شیون ہے کیون — مجھے آپ ہی آپ اُلجھن ہے کیون
مری چشم تر کا یہ کیا حال ہے — کہ دامن سے تا آستین لال ہے
مرا رنگ فق ہوتا جاتا ہے کیون — بدن خود بخود سنسناتا ہے کیون
سبب کیا کہ مین سر کو دُھننے لگا — ہوا کیا کہ مین تنکے چننے لگا
ہنسی مین مرے آنسو بہنے لگے — مجھے لوگ سودائی کہنے لگے
نیا راگ لائی مری بیکسی — چھُٹا دیس جنگلے کی دُھن ہوگئی
مرے مُنہ پہ زردی سی کیون چھا گئی — چمن مین مرے کیون خزان آگئی
پسینے بھی دیکھے نکلتے ہوے — ہے گھبراہٹ اتنی مجھے کسلیے
کڑی اپنے ہاتھون اُٹھانے چلا — کھُلے بند مین قید خانے چلا
چمن سے مجھے شوق صحرا ہوا — نئے رنگ کا مجھکو سودا ہوا
خزان آئے تو دل کو کھٹکا نہین — بہار آئے تو مجھکو پروا نہین

طبیب آئین بالین پہ تو دم گھٹین
مری نبض دیکھین تو نبضین چھٹین

کوئی فصد لے یان اثر تک نہو
کوئی تسکین دے یان خبر تک نہو

عجب طرح کا ہے یہ دیوانہ پن
نہ شوقِ خموشی نہ ذوقِ سخن

اگر بے محل گفتگو کی ٹھنی
بلا نطق کو خلعتِ سوسنی

خموشی ہوئی گر بجائے سخن
بلا نالہ کو سرمئی پیرہن

جو سوتے مین شب کو رہی بیکلی
تو خواب پریشان سے نیند اُڑگئی

جو دن کو بھی سوز باطن رہا
تو دن بھر مرا کیا بڑا دن رہا

خوش آتی نہین اب مجھے کوئی شے
نہ دریا نہ گلشن نہ مینا نہ مے

نہین کوئی سامان مجھے سازدار
نہ ساقی نہ مطرب نہ فصلِ بہار

کبھی میری کیفیت ایسی نہ تھی
یہ شورش یہ سوزش یہ گرمی نہ تھی

نہ ایسی کبھی بیقراری ہوئی
نہ مجھپر غشی ایسی طاری ہوئی

نہ آنکھونکے پردے گلابی ہوے
نہ تار آنسوؤنکے شہابی ہوے

گھڑی بھر مین ہو گیا گرد برد
ستم ہے غضب ہے کلیجے کا درد

نہ کیا کیا ہوس زندگانی کی تھی
مگر موت آنی جوانی کی تھی

کوئی دم مین دم ہی نکلتا ہے آج
کلیجا مرا کوئی ملتا ہے آج

چلی آتی ہین ہچکیان دمبدم
مجھے یاد کرتے ہین اہلِ عدم

اندھیرا مری آنکھون مین چھا گیا
جبین پر تو دیکھو عرق آگیا

تڑپنے مجھے دو نہ بولو ذرا
مرے ہاتھ اور پاؤن کھولو ذرا

نہ للہ مجکو سنبھالے کوئی
مرے منہ مین پانی نہ ڈالے کوئی

سبکدوشی یارون کو دکھلاؤنین
کہ بو ہوکے غنچہ سے اُڑ جاؤنین

مین کسواسطے خاطر آزار ہون
کسی کے دل و دوش کا بار ہون

ہو آنکھوں سے آب رواں جزن [1] اسی مین نہاؤن وہی ہو کفن
مرے فاتحہ کو نہ آنے کوئی جنازہ نہ میرا اُٹھائے کوئی

نہ قل ہو نہ پھول اور نہ میلہ رہے مرا مردہ سب سے اکیلا رہے
نہ شمع لحد کا بھی آنسو بہے فقط بیکسی مجکو روتی رہے
خفا کر کے محسن نہ پھیرین مجھے فرشتون سے کہدو نہ گھیرین مجھے
سمجھتا نہین مین حساب و کتاب یہ رکھتا ہون اک مختصر سا جواب
نہ مین نے کیا کچھ نہ جانا کبھی مگر سجدہ آستان نبیؐ

خطا بخش بدیو اگہہ کبریا حبیب خدا اشرف انبیا
زا سمائے او روز امید و بیم شفیعؐ متاعؑ نبیؐ کریم

---

[1] آب روان ایک قسم کپڑے کی ہے۔

نگارستان الفت

۹۳ ۱۲ ھ

معروف

پیاری باتین

یہ مثنوی ایک دوست کے اصرار سے لکھی تھی یہ شب کو اُنکے یہان مشاعرہ تھا سہ پہر کو اُنکے اصرار سے مجبور ہوکر صرف ایک گھنٹہ مین یہ مثنوی لکھی نظرثانی کی نوبت نہین آئی۔ برسبیل تذکرہ ایک مرتبہ ارشاد فرمایا تھا کہ یہ مثنوی ناتمام ہے۔

اِک نظر مہر کی مجھپر ساقی — ماہرو آئینہ پیکر ساقی

مہربان تشنہ لبون پر ہوجا — دل کی لہرون کا سمندر ہوجا

کشتیِ مے نہ چلی میرے بغیر — میرے دریا ترے بیڑے کی خیر

کردے سرشار مجھے جی بھر کے — دے صراحی یہ صراحی بھر کے

گردشِ جامِ شراب اے ساقی — دم آب اے دم آب اے ساقی

غرق کرتا ہے تلاطم مجھکو — آج للّٰہ کوئی تھم مجھکو

یہ بھی اک وقت ہی بیڈھب ساقی — پیار کرتا ہے مخاطب ساقی

چھینٹے دیدے کے رُلاتا ہی مجھے — غیر بن بن کے بناتا ہی مجھے

ہین یہ کیا رنگ تمھارے محسن — سُست کیون ہوگئے پیارے محسن

نہ وہ صورت نہ وہ سیرت تیری — یار کیا ہوگئی حالت تیری

اُڑ گیا رنگ ترا بو ہوکر — بہ گیا خونِ دل آنسو ہوکر

حیف حالت تری دکھ پائی ہوئی — ہاے صورت تری مُرجھائی ہوئی

لب پہ آئے ہوئے نالے بہم ‌ ‌ ڈبڈبائی ہوئی آنکھین ہر دم
چہرہ ڈوبا ہوا حیرانی مین ‌ ‌ عرق آیا ہوا پیشانی مین

زردی چھائی ہوئی رخسارونپر ‌ ‌ سرسون پھولی ہوئی انگارون پر
مردنی چھائی ہے چہرہ دیکھو ‌ ‌ اپنی جاتی ہوئی دنیا دیکھو
چھپ گیا چاند ستارا ہوکر ‌ ‌ اُڑ گیا آئینہ پارا ہوکر
ہر دم اک رنگ بدلتا ہی کیون ‌ ‌ شمع کی طرح سے جلتا ہی کیون
یہ انگرکھے ترے گلکاری کے ‌ ‌ جنکی کلیون مین چبھے ہین کانٹے
کامدانی کا بہیتا چھوڑا ‌ ‌ لُٹ گیا تیرا شہانا جوڑا
رنگ اُڑ اُڑ کے بکھر جانے لگا ‌ ‌ ناتوانی کو بھی غش آنے لگا
بند آنکھین کیے روتے دیکھا ‌ ‌ رات ہمنے تجھے سوتے دیکھا
کس بلا کا تو ہوا ہے مجنون ‌ ‌ لیلی کہتی ہے بلائین لیلون
کوہ پر جاکے اگر سر مارے ‌ ‌ کوہکن بھی تجھے پتھر مارے
باتین کرتے ہو تو رُک جاتے ہو ‌ ‌ آپ ہی چھیڑ کے شرماتے ہو
کبھی ملتے ہو تو بیگانے سے ‌ ‌ کبھی ہنستے ہو تو دیوانے سے
شہر کا سیر و تماشا چھوڑا ‌ ‌ چاندنی چوک کا رستا چھوڑا
رکھدیے موسم گل مین کیونکر ‌ ‌ طاقِ نسیان پہ سُنہرے ساغر
آشنا گل کے نہ سوسن کے رہے ‌ ‌ باغ مین تم تو خزان بنکے رہے
بیٹھے جنگل مین نہ یکسو ہوکر ‌ ‌ کالے کوسون پھرے آہو ہوکر
نجد مین تیرا گلا ہوتا ہے ‌ ‌ قیس لیلے سے خفا ہوتا ہے
کسی بُت نے تجھے حیران کیا ‌ ‌ کسی کافر نے مسلمان کیا
بیٹھے بٹھلائے یہ سودا تجکو ‌ ‌ کیا ہوا میرے کنہیا تجکو

دیکھ بھر آئین تری پھر آنکھین — یاد آئین کوئی کافر آنکھین

خون مین ڈوبی نگاہین کیسی — ہین مریجان یہ آہین کیسی

بگڑے کیون اے مرے بسمل چتون — یاد آئے کوئی قاتل چتون

عشق گیسو نے یہ عقدہ کھولا — سر پہ خنجر جھکر ترے جادو بولا

جال پھیلا لے ہین منتر والے — بال کھولے ہوئے گھونگر والے

جان لیتے ہین نکھرنے والے — تم سلامت رہو مرنے والے

دل لگا ہے تو پشیمانی کیون — جان کی فکر مرے جانی کیون

آبرو کی تجھے پروا کب تک — ننگ و ناموس کا کھٹکا کبتک

ہوش مین آؤ سمجھ والے ہو — تم تو بے مے پیے متوالے ہو

سنو کہین ایک نہ مانی آخر — مٹ گئی تیری جوانی آخر

چاندنی پچھلے پہر کی کب تک — روشنی شمع سحر کی کب تک

دل ناشاد کو رکھ قابو مین — نہ سہی یار نہ ہو پہلو مین

جھوٹی کھاؤ نہ ہزارون قسمین — پھینکدو دل جو نہین ہے بس مین

حال دشمن کا دگرگون ہو جائے — کیون ترا دل مریجان خون ہو جائے

تھام لے دل تجھے دلبر کی قسم — سر اٹھا تجکو مرے سر کی قسم

دوستانہ تجھے سمجھاتے ہین — نہین سنتا ہے تو ہم جاتے ہین

بس مجھے آتے ہین چکر ساقی — لے مرے ہاتھ سے ساغر ساقی -

ہاتھ لینا مجھے غش آتا ہے — دل کہین اور لیے جاتا ہے

تیری محفل کا یہی طور رہے — دور جبتک ہے یہی دور رہے

مدیح خیر المرسلین

سنہ ۱۲۹۳ھ

اس قصیدے کی تشبیب پر جو اعتراض ہو سکتا ہے اُسکا جواب حضرت امیر مینائی مرحوم نے لکھا تھا وہ بجنسہ نقل کیا جاتا ہی۔

"بادی النظر مین شبہہ ہوتا ہے کہ قصیدۂ نعت مین متھرا گوکل و کنہیا کا ذکر بے محل ہے لہذا دفع دخل کیا جاتا ہی کہ نعت مین تشبیب کے معنی ہین ذکر ایام شباب کرنا اور اصطلاح شعرا مین مضامین عشقیہ کا بیان کرنا اساتذہ نے تخصیص مضامین عاشقانہ کی قید بھی نہین رکھی۔ کوئی شکایت زمانہ کی کرتا ہے کوئی متفرق مضامین کی غزل لکھتا ہی کوئی غزل مین کسی طرح کا خاص تلازم ملحوظ رکھتا ہے۔ الغرض متبعان کلام اساتذہ و حقیقت شناسان تشبیب و قصیدہ پر پوشیدہ نہین ہے کہ مضامین تشبیب کے محصور نہین ہین اور نہ کچھ اس مناسبت کی قید ہی کہ حمد و نعت و منقبت مین قصیدہ ہو تو تشبیب مین بھی اسی کی رعایت رہے۔ مرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی نے منقبت مین قصیدہ لکھا ہے جسکا مطلع ہے

صبحے کہ در ہوائے پرستاری وثن ۔۔۔ جنبد کلید بتکدہ در دست برہمن

اور اس قصیدے کی تشبیب مین بھی ایسے ہی مضامین لکھے ہین۔ عمدہ تر سند اُسکے جواز کی یہ ہے کہ حضرت سرور کائنات خواجہ ہر دو عالم صلعم کے حضور مین قصیدہ بانت سعاد جسکی تشبیب بھی شروع نہین ہے پڑھا گیا اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان مبارک سے اسکی تحسین فرمائی"

اس قصیدہ مین تشبیب کے بعد گریز پڑھنے سے کوئی محل اعتراض باقی نہین رہتا ہے

تاہم بعض احباب کے بیحد اصرار سے مجبور ہو کر جناب والد مرحوم نے چند شعر بطور جواب لکھے تھے جو نقل کیے جاتے ہین۔

گو قصیدے سے جدا ابر بہارِ تشبیب | فکر کے تازہ و تر کرنے کو ہے مستعمل
مختلف ہوتے ہین مضمون کہین عشق کہین حسن | کہین نغمہ ہے کہین مے کہین پھول اور کہین پھل
جیسا لکھا ہے امیر الشعرا نے دمِ طبع | اسکی پیشانی یہ دیباچہ ما قل و دل
تاہم اک لطف ہے خاص آئین جو سمجھے دانا | کہ سخن اور سخنگو کو ہے نازش کا محل
پڑھکے تشبیب مسلمان معہ تمہید و گریز | رجعت کفر با یمان کا کرے مسئلہ حل
کفر کا خاتمہ بالخیر ہوا ایمان پر | شب کا خورشید کے اشراق سے قصہ فیصل
چشم انصاف سے دیکھو تو قصیدے کی شبیہ | نیم رخ تھی اسی رنگت سے ہوئی مستقبل
ظلمت اور اسکے مکارہ مین ہوا طول سخن | مگر ایمان کی کہیے تو اسی کا تھا محل
غلبہ و سطوتِ ظلمت کے بیان مین مضمر | شوکت اس نور کی ہے جسنے کیا مستاصل
کفر و ظلمت کو کہا کسنے کہ ہے دین خدا | مے و نغمہ کو لکھا کس نے کہ ہے حسن عمل
مدعا یہ ہے کہ رندون کی سیہ بختی سے | ق ظلمت کفر کا جب دہر مین چھایا بادل
ہوا مبعوث فقط اسکے مٹانیکے لیے | سیفِ مسلول خدا نور نبی مرسل
مہر توحید کی ضو اوج شرف کا یہ نو | شمع ایجاد کی لو بزم رسالت کا کنول

شعرا اسلام نے کفر کو ظلمت سے اور ایمان کو نور سے تشبیہ دی ہے جناب حضرت عباس رضہ عم مکرم حضرت رسالتماب صلعم نے حضور کی شان مین شعر ذیل پڑھا۔

انت لما ولدت اشرقت الارض | وضاءت بنورہ الافق

اور کعب بن زبیر رضہ نے قصیدہ بانت سعاد کا شعر ذیل پڑھا تو حضرت سرور کائنات نے خوش ہو کر چادر مبارک صلہ مین عطا فرمائی۔

انّ الرسول لنور یستضاء بہ | مہند من سیوف اللہ مسلول

اس قصیدہ پر متعدد تضمینین لکھی گئی ہین سب مین عمدہ تضمین منشی عبد المجید سحر مرحوم کی ہی جو فٹ نوٹ مین درج کی جاتی ہی۔ اور جسکا نام تاریخی مدح پیغمبر (۱۳۰۶ھ) ہے۔

سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل (۱) برق کے کاندھے پہ لاتی ہی صبا گنگا جل
گھر مین اشنان کرین سرو قدان گوکل (۲) جا کے جمنا پہ نہانا بھی ہی اک طول امل
خبر اڑتی ہوئی آئی ہے مہابن مین ابھی (۳) کہ چلے آتے ہین تیرتھ کو ہوا پر بادل
کالے کوسون نظر آتی ہین گھٹائین کالی ہند کیا ساری خدائی مین بتون کا ہی عمل

ہر صنمخانہ مین اسوقت خوشی کا ہے محل ہر جگہ برج مین ہر دھوم مچے ہین اسکل
پیشوائی کو ہوئی موج مین جمنا بیکل سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل
برق کے کاندھے پہ لاتی ہے صبا گنگا جل

کیون کرین قالب بے روح مکان گوکل جسم گوکل یہ پریزاد ہین جان گوکل
بہتی گنگا ہے ہر گھر مین سبان گوکل گھر مین اشنان کرین سرو قدان گوکل
جا کے جمنا پہ نہانا بھی ہے اک طول امل

کیا شگوفہ ہی کھلا برج کے گلشن مین ابھی کیسے پھولے ہین کنول چشم برہمن مین ابھی
خوب بے پر کی اڑی کوچہ برزن مین ابھی خبر اڑتی ہوئی آئی ہے مہابن مین ابھی
کہ چلے آتے ہین تیرتھ کو ہوا پر بادل

آج چلتی ہے زمانہ مین ہوا انگالی ہندوی پیر فلک جپتا ہی کالی کالی
اب نہین روے زمین تل کے برابر خالی کالے کوسون نظر آتی ہین گھٹائین کالی
ہند کیا ساری خدائی مین بتون کا ہی عمل

---

(۱) کاشی بنارس کو کہتے ہین۔
(۲) اشنان یعنی غسل۔ گوکل مقام پرستش کا ہے۔
(۳) تیرتھ کو جانا یعنی کسی پرستش گاہ کی زیارت کو جانا۔ مہابن مشہور مقام پرستش۔

جانب قبلہ ہوی ہے یورش ابر سیاہ	کہین پھر کعبہ مین قبضہ نہ کرین لات وہبل
ہر کا ترسا بچہ ہے برق لیے جل مین آگ ۱	ابر چوٹی کا برہمن ہی لیے آگ مین جل
ابر پنجاب تلاطم مین ہے اعلیٰ ناظم ۲	برق بنگالہ ظلمت مین گورنر جنرل
نہ کھلا آٹھ پہر مین کبھی دو چار گھڑی	پندرہ روز ہوسے پانی کو منگل منگل

کیا گھٹا چھا گئی کالی سوے مغرب ناگاہ — وہ اندھیرا ہے کہ ہر آنکھ کی خیرہ ہی نگاہ
ہر زبان پر یہ سخن ہے کہ عیاذاً باللہ — جانب قبلہ ہوئی ہی یورش ابر سیاہ
کہین پھر کعبے مین قبضہ نہ کرین لات وہبل

ان کا ٹھان نہ کاشی ہی نہ متھرا نہ پراگ — ساتھ ساتھ اپنے لیے پھرتے ہین اپنا کھڑاگ
زور نیرنگ کھاتے ہین فلک پر بے لاگ — دھر کا ترسا بچہ ہی برق لیے جل مین آگ
ابر چوٹی کا برہمن ہی لیے آگ مین جل

ایک عالم کے بہانے کو بنا ہے حاکم — دوسرا آگ لگانے کو ہوا ہے عازم
کیا جفاکار ستمگر ہین یہ دونون ظالم — ابر پنجاب تلاطم مین ہے اعلی ناظم
برق بنگالہ ظلمت مین گورنر جنرل

قید باران مسلسل ہے زمانہ پہ کڑی — کبھی بھادون کا برن ہی کبھی ساون کی جھڑی
سب کو حیرت ہی شش و پنج مین خلقت ہی پڑی — نہ کھلا آٹھ پہر مین کبھی دو چار گھڑی
پندرہ روز ہوسے پانی کو منگل منگل

۱ دھر کا یعنی انتہا درجہ کا برق کی آتش پرستی اس غضب کی ہے کہ پانی مین آگ لیے ہی اور ابر ایسا اعلےٰ درجہ کا برہمن ہے کہ آگ مین پانی لیے ہے چوٹی کا یعنے اعلےٰ درجہ کا چوٹی کی رعایت برہمن سے ظاہر ہے۔

۲ تلاطم مین پانچ حروف ہین مناسبت بنگالہ کی ظلمت سے ظاہر ہے۔

دیکھیے ہوگا سری کشن کا کیونکر درشن [1] سینۂ تنگ مین دل گوپیون کا ہی بیکل
راکھیان لیکے سلونون کی برہمن نکلین تار بارش کا تو ٹوٹے کوئی ساعت کوئی پل
ابکی میلا تھا ہنڈولے کا بھی گرداب بلا نہ بچا کوئی محافہ نہ کوئی رتھ نہ بہل
ڈوبنے جاتے ہین گنگا مین بنارس والے [2] نوجوانون کا سنیچر ہی یہ بڑھوا منگل

لوگ شستدر ہین پڑے گھر سے نکلنا ہی کٹھن (مخمس بیضبیر) حسرت و یاس کے جاری ہین بانو پہ سخن
عالم آب ہے برسانے سے تابندرابن [3] دیکھیے ہوگا سری کرشن کا کیونکر درشن
سینۂ تنگ مین دل گوپیون کا ہے بیکل

بت بنے بیٹھین عورت کہ کہین گھر سے ہلین خود پڑے قید مصیبت مین خبر کس کی لین
ہائے منگل آپ ہوے جائین کہان کس سے ملین راکھیان لیکے سلونون کی برہمن نکلین
تار بارش کا تو ٹوٹے کوئی ساعت کوئی پل

جھولنے والون کا ہر دم تہ و بالا دل تھا ہر طرف سے یہ صدا آتی تھی ڈوبا ڈوبا
کوئی پہونچا جو وہان تک تو وہ دلدل مین پھنسا ابکی میلہ تھا ہنڈولے کا بھی گرداب بلا
نہ بچا کوئی محافہ نہ کوئی رتھ نہ بہل

کون یون جان کو گرداب بلا مین ڈالے اپنے ہاتھون سے پڑے دم قضا کے پالے
تنی شستدر نہین پڑجائینگے جی کے لالے ڈوبنے جاتے ہین گنگا مین بنارس والے
نوجوانون کا سنیچر ہی یہ بڑھوا منگل

[1] سری کرشن کنہیا جی کو کہتے ہین۔ گوپیان وہ عورتین جو کنہیا جی کی سہیلیان تھین پہلا مصرع گوپیون کی جانب سے ہے۔
[2] بڑھوا منگل میلہ کا نام ہے جو بنارس مین منگل کو ہوتا ہے۔
[3] برسانہ نام مقام۔

تہ و بالا کیے دیتے ہین ہوا کے جھونکے
بڑے بہادو نکے نکلتے ہین بھرے گنگا جل

کبھی ڈوبی کبھی اُچھلی مہ نو کی کشتی
بحر اخضر سے تلاطم مین پڑی ہے ہلچل

قمریان کہتی ہین طوبے سے مزاج عالی[1]
لالہ باغ سے ہندوے فلک کھیم کسل

شب دیجور اندھیرے مین ہے ظلمت کے نہان
لیلی محمل مین ہے ڈالے ہوے منہ پر آنچل

شاہ کفر ہے نکھرے سے اُٹھانے گھونگٹ
چشم کافر مین لگائے ہوے کافر کاجل

ہوش اُڑجاینگے آندھی کے نہ پوچھو صدمے (موج پیغبر) دشت و کہسار اُڑے جاتے ہین گرتے پڑتے

جوش دریا سے یہ طوفان و تلاطم دیکھے
تہ و بالا کیے دیتے ہین ہوا کے جھونکے

بڑے بہادو نکے نکلتے ہین بھرے گنگا جل

جوش باران نے زمانہ کی یہ صورت بدلی
حوت ماہی ہے تو جوزا بھی ہے مردم ماہی[2]

گو ڈدی مزرعہ افلاک کی بالکل کھیتی
کبھی ڈوبی کبھی اُچھلی مہ نو کی کشتی

بحر اخضر مین تلاطم سے پڑی ہے ہلچل

داغہاے دل عاشق ہین گھٹائین کالی
یا بلاے قد بالا ہے قیامت والی

پرسش حال مین ہین محو پریشان حالی
قمریان کہتی ہین طوبے سے مزاج عالی

لالہ باغ سے ہندوے فلک کھیم کسل

صف بصف لشکر زنگی کیطرح ابر روان
یا سیہ خیمہ مین ہے گرم شبستان جہان

ہے سیہ بختی مجنون کا دو چندان سامان
شب دیجور اندھیرے مین ہے بادل کے نہان

لیلی محمل مین ہے ڈالے ہوے منہ پر آنچل

اِک سیہ مست سیہ کار ہے کافر نٹ کھٹ
دین و دنیا سے زمانہ کو کرے گا چوپٹ

دیکھیے مدعی کو سلائے یہ بلا کس کروٹ
شاہ کفر ہے نکھرے سے اُٹھائے گھونگٹ

چشم کافر مین لگائے ہوے کافر کاجل

[1] کھیم و کسل بمعنی مزاج شریف [2] حوت و جوزا ستارون کے نام ہین۔

جوگیا بھیس کیے چرخ لگائے ہی بھبوت — یا کہ بیراگی ہے پربت پہ بچھائے کمل[1]
شب کو مہتاب نظر آئے نہ دن کو خورشید — ہے یہ اندھیر مچائے ہوئے تاثیر زحل
وہ دھواں دھار گھٹا ہے کہ نظر آئے نہ شمع — گرچہ پروانہ بھی ڈھونڈھے اُسے لیکر مشعل
نور کی پتلی ہوئی پردۂ ظلمت میں نہاں — چشم خورشید جہاں بیں میں ہیں آثار سبل
آتش گل کا دھواں بام فلک تک پہنچا — جمگیا منزلِ خورشید کی چھت میں کاجل

خاک بیزی میں ہی مصروف یہ پیر فرتوت زشت پیکر کچھ عجب شکل بنائی ہی سراپا مبہوت
یہ دھواں دھار گھٹا دیتی ہی دھونی کا ثبوت — جوگیا بھیس کیے چرخ لگائے ہی بھبوت
یا کہ بیراگی ہی پربت پہ بچھائے کمل

کیا یہ اندھیر زمانہ میں رہے گا جاوید — پرتو قہر سے ہے چشم جہاں نا امید
کھو گئی کیا شب یلدا میں مہ نو کی کلید — شب کو مہتاب نظر آئے نہ دن کو خورشید
ہے یہ اندھیر مچائے ہوئے تاثیر زحل

ظلمت بزم جہاں دیکھکے شرمائے نہ شمع — دیکھتے دیکھتے کافور بھی ہو جائے نہ شمع
بزم افروزی پہ نازاں نہو اترائے نہ شمع — وہ دھواں دھار گھٹا ہی کہ نظر آئے نہ شمع
گرچہ پروانہ بھی ڈھونڈے اُسے لیکر مشعل

جلوۂ صبح سے ہوتا تھا منور دوراں — شب ظلمت کا نہ باقی کہیں رہتا تھا نشاں
اب وہ اندھیر ہی آنکھوں میں زمیں ہی نہ زماں — نور کی پتلی ہوئی پردۂ ظلمت میں نہاں
چشم خورشید جہاں بیں میں ہیں آثار سبل[1]

آج ظلمت کا حقیقت میں ستارہ چمکا — سطح گردوں پہ عجب تختۂ سوسن پھولا
رنگ آہِ دلِ بلبل کا اُڑا کر نقشا — آتش گل کا دھواں بام فلک تک پہونچا
جمگیا منزلِ خورشید کی چھت میں کاجل

---

۱ سبل بیماری آنکھ کی ہی کہ آنکھ میں پانی آجاتا ہی اس مرض کو موتیا بند کہتے ہیں۔

ابر بھی چل نہین سکتا وہ اندھیر الگھپ ہی — برق سے رعد یہ کہتا ہے کہ لانا مشعل
جس طرف سے گئی بجلی پھر اُدھر آ نہ سکی — قلعۂ چرخ مین ہے بھول بھلیان بادل
فیض ترطیب ہوا نے یہ دکھائی تاثیر ل — زر محلول ہے اخگر تو کھرل ہے منقل
آب آئینہ تموج سے بہا جاتا ہے — کیسے تصویر سے گرتا نہ کہین دیکھ سنبھل
آج یہ نشو و نما کا ہے ستارہ چمکا — شاخ مین کاہکشان کے نکل آئی کوپل

کیا گھرا جاتا ہی ظلمت مین جہان بے سراج بغیر — یہ بلا عرصۂ عالم مین رہیگی تا کے
راہ ملتی نہین آنکھون سے نہان ہی ہر شے — ابر بھی چل نہین سکتا وہ اندھیر الگھپ ہے

برق سے رعد یہ کہتا ہی کہ لانا مشعل

شورش رعد نکلنے کی جگہ پا نہ سکی — طپش صاعقہ چل پھر کوئی دکھلا نہ سکی
زلف مین دل کی طرح پھنسکے کہین جا نہ سکی — جسطرف سے گئی بجلی پھر اُدھر آ نہ سکی

قلعۂ چرخ مین ہے بھول بھلیان بادل

اس قدر تازگی فصل کی چمکی تقدیر — سنگ موسیٰ مین خزہین نے رگل کی اکسیر
تیر کر آئی ہے پنجاب ہوا سے کشمیر — فیض ترطیب ہوا نے یہ دکھائی تاثیر

زر محلول ہے اخگر تو کھرل ہی منقل

جو مرقع ہی وہ بے آب ہوا جاتا ہے — پھیل کر رنگ نگاہون سے اُڑا جاتا ہے
شکل حیرت ہی کہ سب عیب مٹا جاتا ہے — آب آئینہ تموج سے بہا جاتا ہے

کیسے تصویر سے گرتا نہ کہین دیکھ سنبھل

کیا زمانہ پہ کرم ابر بہاری نے کیا — فیض شادابی موسم سے ہوا چرخ ہرا
خوب سرسبزی افلاک کا طوطی بولا — آج یہ نشو و نما کا ہے ستارا چمکا

شاخ مین کاہکشان کے نکل آئی کوپل

ل منقل انگیٹھی ہوا برسات کی اسطرح چیزونکو تر کر رہی ہی کہ انگیٹھی کی آگ گویا کھرل مین سونا حل کیا ہوا ہی

دیکھتے دیکھتے بڑھجاتی ہی گلشن کی بہار　　دیدۂ نرگس شہلا کو نہ سمجھو احول

خضر فرماتے ہین سنبل سے تری عمر دراز　　پھول سے کہتے ہین پھلتا رہے گلزار امل

عطر افشان ہے شبیہ گل نسرین وسمن　　نخل داودی مومی سے ٹپکتا ہی عسل

لہرین لیتا ہے جو بجلی کے مقابل سبزہ　　چرخ پر بادلا پھیلا ہے زمین پر مخمل

جگنو پھرتے ہین جو گلبن[1] مین توآتی ہی نظر　　مصحف گل کے حواشی پہ طلائی جدول

ہمزبان وصف چمن مین ہوے سب اہل چمن　　طوطیون کی جو ہی تظمین تو بلبل کی غزل

آتش حسن کو بھڑکاتی ہی گلشن کی بہار (روح بیغیر) پرتو رنگ کو چمکاتی ہے گلشن کی بہار

دونی آنکھون مین نظر آتی ہی گلشن کی بہار　　دیکھتے دیکھتے بڑھجاتی ہی گلشن کی بہار

دیدۂ نرگس شہلا کو نہ سمجھو احول

سبز بختی سے ہے جوانان چمن سے دمساز　　پرتو سبزۂ نوخیز ہی گویا اعجاز

ہاتھ پھیلاے ہوے لب پہ دعا دل مین نیاز　　خضر فرماتے ہین سنبل سے تری عمر دراز

پھول سے کہتے ہین پھلتا رہے گلزار امل

ہے مرقع سے عیان آتش گلہاے چمن　　ہوگئی شمع گداز دل بلبل روشن

راحت روح ہے تصویر کا رنگ ورد وغن　　عطر افشان ہی شبیہ گل نسرین وچمن

نخل داودی مومی سے ٹپکتا ہے عسل

باد و باران مین ہی گلگشت گلستان کا مزا　　مل دیا منہ پہ حسینان چمن کے غازا

صحن گلزار سے تا اوج سما جلوہ فزا　　لہرین لیتا ہی جو بجلی کے مقابل سبزا

چرخ پر بادلا پھیلا ہے زمین پر مخمل

اوج اقبال پہ تابان ہی چمن کا اختر　　سورۂ نور کو بلبل نے کیا ہے ازبر

شمع سان شعلے سے چمکاے ہوے بال و پر　　جگنو پھرتے ہین جو گلبن مین تو آتی ہی نظر

مصحف گل کے حواشی پہ طلائی جدول

---

[1] گلبن یعنی درخت گل سرخ

تخت طاوسی گلشن پہ ہی سایہ کیے ابر[۱] — چتر کھولے ہوے فرق شہر گل پر سنبل
جسطرف دیکھیے بیلے کی کہلی ہین کلیان — لوگ کہتے ہین کہ کرتے ہین فرنگی کونسل
شاخ پر پھول ہین جنبش مین زمین پر سنبل — سب ہوا کھاتے ہین گلشن مین سوار او پیدل
پھول ٹوٹے ہوے پھرتے روشون پر ہین نسیم[۲] — یا سڑک پر ہین ٹہلتے ہوے گلگون کوتل
آہ قمری مین مزا او ر مزے مین تاثیر — سرو مین دیکھیے پھول آنے لگے پھول مین پھل

شوق سے سیکھے ہوے طرز زبان سوسن روح پھیرا مشق مین لائے ہوے سرو کا بیساختہ پن
سحر و محسن سے اُڑائے ہوے انداز سخن — ہمزبان وصف چمن مین ہوے سب اہل چمن

طوطیون کی جو ہی تضمین تو بلبل کی غزل

مٹ گئے سبکے نشان کچھ نرہا قصر نہ قبر — کر چکے شاہجہان اور جہانگیر کا صبر
سبزا کرتا ہے لیے تیغ حکومت بالجبر — تختِ طاوسیِ گلشن پہ ہی سایہ کیے ابر

چتر کھولے ہوے فرقِ شہِ گل پر سنبل

ہر چمن سے ہوے گلہاے فرنگ آج عیان — ہر شگوفہ پہ ہوا تازہ ولایت کا گمان
خوب پھبتی ہی گلستان پہ کہ ہی انگلستان — جسطرف دیکھیے بیلے کی کھلی ہین کلیان

لوگ کہتے ہین کہ کرتے ہین فرنگی کونسل

ہل رہا ہے جو نسیم سحری سے ہر گل — جنبش سایہ زمین پر ہی طپش مین بلبل
بوے گل صاحب دل ہی صبا ہی لدل — شاخ پر پھول ہین جنبش ہین زمین پر سنبل

سب ہوا کھاتے ہین گلشن مین سوار او پیدل

عام ہی گلشن عالم مین ترا فیض عمیم — تو ہے مخصوص گلستان کی ہوا خواہ قدیم
کیا ہوا کھا ئیگی تو اے شہ گلشن کی ندیم — پھول ٹوٹے ہوے پھرتے روشون پر ہین نسیم

یا سڑک پر ہین ٹہلتے ہوے گلگون کوتل

---

[۱] تخت طاوسی شاہجہان کا مراد ہے۔ [۲] نسیم کی طرف خطاب ہی۔

شجرِ آہ رسا مین نکل آئی کو پل	ساتھ ساتھ آتے ہین نالونکے جگر کے ٹکڑے
حرمتِ دختر رز مین نظر آتا ہے خلل	شجرے مین پیر مغان کے نکل آئین شاخین
چمنِ حسن سے لال اُڑ گئے بنکر ہریل	سبزۂ خط سے ہوا ہونے لگے سرخی لب
پر لگائے ہوے مژگان صنم سے کاجل	صاف آمادۂ پرواز ہے شامان کی طرح

اسقدر نشو و نما کا ہے اثر عالم گیر (چیغبر) پھول پھل سے یہ گلستان کی بڑھی ہی توقیر

لے اُڑی بادِ صبا باغ سے برجستہ نظیر — آہ قمری مین مزا اور مزے مین تاثیر

سرِ مین دیکھیے پھول آنے لگے پھول مین پھل

ہو گئے زخم دروں سینۂ عاشق کے ہرے — اشک گلرنگ سے چیرہ نے گل پھولے

لالہ زار دل پر داغ سے رنگت بدلے — ساتھ ساتھ آتے ہین نالونکے جگر کے ٹکڑے

شجرِ آہ رسا مین نکل آئی کو پل

ہے عقیق شجری بیچ خوش آئین شاخین — نخل سینا نے نہ یہ پھول نہ پائین شاخین

جوش موسم نے ہر اک شے مین لگائین شاخین — شجرے مین پیر مغان کی نکل آئین شاخین

حرمتِ[1] دختر رز مین نظر آتا ہے خلل

جلوۂ فصل بہاری کا بندھا رنگ غضب — جوش سرسبزی عالم کا یہ موسم ہی سبب

داغ حسرت ہرے ہوں دل عشاق کے اب — سبزۂ خط سے ہوا ہونے لگی سرخی لب

چمنِ حسن سے لال اُڑ گئے بن کر ہریل

ہو گئے مار گیسو سے پیچان کی طرح — شوخیان چشم دکھاتی ہی غزالان کی طرح

جان پائی ہے بعینہ تن بیجان کی طرح — صاف آمادۂ پرواز ہی خامان کی طرح

پر لگائے ہوے مژگان صنم مین کاجل

---

[1] حرمت یعنی تعظیم و نیز ضد حلت۔ شاخین نکلنا قابل اعتراض ہونا۔

خندہ ہائے گل قالین سے ہوا شور نشور — کیا عجب ہی جو پریشان ہی خواب مخمل
طرفہ گردش مین گرفتار عجب پھیر مین ہے — سرمہ ہے نیند مری دیدۂ بیدار کھرل
شاخ شمشاد پہ قمری سی کہو چھیڑے ملا کر — نونہالان گلستان کو سنائے یہ غزل
سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل غزل — تیرتا ہے کبھی گنگا کبھی جمنا بادل
سمت کاشی سے گیا جانب متھرا بادل — برج مین آج سر کیشن ہے کالا بادل
خوب چھایا ہی سر گوکل و متھرا بادل — رنگ مین آج کنہیا کے ہے ڈوبا بادل

آج غوغائے قیامت سے جہان ہی معمور (مچ پھیرا ہو گئین فرش سے تا عرش نہ محشر کا ظہور

گلشن بزم مین ہی بادبہاری دم صور — خندہ ہائے گل قالین سے ہوا شور نشور
کیا عجب ہے جو پریشان ہے خواب مخمل

شور محشر ہے بپا بزم مین ہا نالا سے — تو کیا چیز ہے نے بھول گئی اپنی لے
شب کٹی جاتی ہے آنکھون مین یہ آفت تاکے — طرفہ گردش مین گرفتار عجب پھیر مین ہے
سرمہ ہے نیند مری دیدۂ بیدار کھرل

اب تمنا ہے کہ ہو محفل عشرت کی بہار — نغمۂ تر سے بٹھائے مری خاطر کا غبار
خندۂ گل سے بجے تار رگ گل کا ستار — شاخ شمشاد پہ قمری سے کہو چھیڑے ملار
نونہالان گلستان کو سنائے یہ غزل

رنگ مین ہی دل عاشق کا سویدا بادل — شل دود دل عشاق جو اٹھا بادل
صورت اشک چلا آنکھ سے گرتا بادل — سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل
تیرتا ہے کبھی گنگا کبھی جمنا بادل

جھومتا آتا ہے ہر سمت سے کیا کیا بادل — ہو سیہ مست سے شوق مین گویا بادل
سانولے رنگ سے اندھیر مچاتا بادل — سمت کاشی سے گیا جانب متھرا بادل
برج مین آج سر کیشن ہے کالا بادل

حسن ہر رنگ مین دکھلاتا ہی اپنا بادل — یہ دھنک ہے کہ لگائے ہوئے قشقا بادل

شاہ گل کا لیے ساتھ ہے ڈولا بادل — برق کہتی ہے مبارک تجھے سہرا بادل
سطح افلاک نظر آتی ہے گنگا جمنی — روپ بجلی کا سنہرا ہے روپہلا بادل
چرخ پر بجلی کی چل پھرسے نظر آتا ہے — سبزہ جھمکا سے ہلاتا ہوا ہے چھا بادل
جبتلک برج میں جمنا ہے یہ کہلے کا نہیں — ہے قسم کہا سے اُٹھائے ہوئے گنگا بادل
بجلی دو چار قدم چل کے پلٹ جائے نہ کیوں — وہ اندھیرا ہے کہ پھرتا ہے بھٹکتا بادل

ہو گیا زلف سیہ برج میں کالا بادل — صبح پیغمبر خوب چھایا ہے سر گوکل و متھرا بادل
رنگ میں آج کنہیا کے ہے ڈوبا بادل

آیا شبنم کا سجے جسم پہ جوڑا بادل — حلقۂ قوس سے باندھے ہوئے کنگنا بادل
محفل یاد بہاری میں ہے دولہا بادل — شاہ گل کا لیے ہاتھ میں ڈولا بادل
برق کہتی ہے مبارک تجھے سہرا بادل

ہے زر افشان ورق سیم کی گویا ابری — آب زر سے قلم صنع نے لکھی وصلی
آب و تاب ایسی دکھاتے ہیں سحاب و بجلی — سطح افلاک نظر آتی ہے گنگا جمنی
روپ بجلی کا سنہرا ہے روپہلا بادل

ترکتازی کی ہواؤں پہ یہ اترا تا ہے — آن بان اپنی عجب شان سے دکھلاتا ہے
بانکپن اسکا غضب نوک کی لیجاتا ہے — چرخ پر بجلی کی چل پھر سے نظر آتا ہے
سبزہ جھمکا سے ہلاتا ہوا ہے چھا بادل

گیسوِ ابر سے نکلے گا ذرا بھی زمین — عقدۂ زلف گرگہ بھی کھلتا ہے کہیں
ہر برہمن کا یہ ہے قول یہی ہے یقین — جب تلک برج میں جمنا ہے یہ کھلنے کا نہیں
ہے قسم کہا کے اُٹھائے ہوئے گنگا بادل

ٹھوکریں چلنے میں ہوں نہ کس طرح کھائے نہ کیوں — ہر طرف صبح ہوا ہاتھ کو پھیلائے نہ کیوں

چشمۂ مہر ہی عکس زر گل سے دریا [1] پر تو برق سے سونے کا ہے بجرا بادل
میری آنکھوں مین سماتا نہین یہ جوش و خروش کسی بیدرد کو دکھلائے کرشما بادل
دل بیتاب کی ادنی سی چمک سے ہے بجلی چشم پر آب کا ہے ایک کرشما بادل
طپش دل کا اڑایا ہوا نقشا بجلی چشم پر آب کا دہویا ہوا خاکا بادل

سہم جائے نہ کمان رعد بھی چلائے نہ کیون ہے غیر بجلی وہ چلے قدم چلکے پلٹ جائے نہ کیون
وہ اندھیرا ہے کہ پھرتا ہے بھٹکتا بادل

موجۂ رنگ چمن بحر مین ہے جلوہ فزا ابر پر روپ ہے بجلی کی چمک سے کیا کیا
ہر جگہ ابر بہاری سے نیا ہے جلوا چشمۂ مہر ہے عکس زر گل سے دریا
پر تو برق سے ہے سونے کا بجرا بادل

صورت زلف اگر عشق مین ہے خانہ بدوش پہلے ضبط طپش دل سے کرے لب خاموش
دمبدم کسیکو دکھاتا ہے نیا جوش پہ جوش میری آنکھون مین سماتا نہین یہ جوش خروش
کسی بے درد کو دکھلائے کرشما بادل

برق و باران کی تعلی ہے فقط کم ظرفی آہ و زاری غم الفت کی کہون ہے کیسی
جی بھرا آتا ہے پوچھو نہ محبت کی لگی دل بیتاب کی ادنی سی چمک ہے بجلی
چشم پر آب کا ہے ایک کرشما بادل

ابر دیتا ہے یہ چھینٹا مجھے دھوکا بجلی اشک عاشق ہے نہ بدلی نہ جلایا بجلی
ابر رونا نہ کسی کا نہ تڑپنا بجلی طپش دل کا اڑایا ہوا نقشا بجلی
چشم پر آب کا دھویا ہوا خاکا بادل

نفس سرد کے جھونکو نکی کبھی تاب نہ لائے یہ دماغ اپنا کسی اور کو جا کر دکھلائے

[1] یعنی دریا عکس زر گل سے چشمہ مہر ہے اور بادل برق کے پرتو سے سونے کا بجرا ہے

اپنی کم ظرفیون سے لاکھہ فلک پر چڑھجانے	میری آنکھونکا ہی اُترا ہوا صدقا بادل
کچھہ ہنسی کھیل نہین جوشش گریہ کا ضبط	یہ مرا دل ہے یہ میرا ہے کلیجا بادل
جام عمر فلک پیر ہوا ہے لبریز	لیے آتا ہے جنازہ دیے کاندھا بادل
راجہ اندر ہے پریخانہ می کا پانی لہ	نغمہ نے کا سر کِشن کنہیا بادل
جوش پر رحمت باری ہی چڑھاؤ خم می	چشمک برق سے کرتا ہی اشارا بادل

میری آہون سے بجلی کی بچا جو نہین آئے	خبیر اپنی کم ظرفیون سے لاکھہ فلک پر چڑھجائے
میری آنکھون کا ہی اترا ہوا صدقا بادل

کس سے عشاق کے مانند ہوا ہوگا ضبط	دل پہ کر لیتے ہین یہ رنج و الم کیا کیا ضبط
دور ہو تجھسے تنک ظرف سے کیا ہوتا ضبط	کچھہ ہنسی کھیل نہین جوشش گریہ کا ضبط
یہ مرا دل ہے یہ میرا ہے کلیجا بادل

حالت صاعقہ و ابر ہی عبرت انگیز	شعر تشبیہ کا مضمون ہی کہ شمشیر ہی تیز
یعنی انجام مظالم نے نہ دی راہ گریز	جام عمر فلک پیر ہوا ہے لبریز
لیے آتا ہی جنازہ دیے کاندھا بادل

میرا ساقی مجھے دے جام می ریحانی	آ کے مطرب تو سنائے مجھے خوش الحانی
ابر و باران کا یہی ہی سبب طغیانی	راجہ اندر ہے پریخانہ مے کا پانی
نغمۂ نے کا سر کِشن کنہیا بادل

ہر گل و سبزہ و سنبل کے فنا ہی درپے	جم سکے گلشن عالم مین نہ جمشید نہ کے
عیش کر لو کہ غنیمت ہی یہان جو دم ہی	جوش پہ رحمت باری ہی چڑھاؤ خم مے
چشمک برق سے کرتا ہی اشارا بادل

لہ یعنی پانی پریخانہ مے کیواسطے بمنزلہ راجہ اندر کے اور ابر نغمہ نے کیواسطے بمنزلہ سری کشن کنہیا کے ہے مناسبت اندر با پری ظاہر ۱۲

دیکھتا گر کہین محسن کی فغان وزاری — نہ گرجتا کبھی ایسا نہ برستا بادل
پھر چلا خامہ قصیدے کیطرف بعد غزل — کہ ہے چکر مین سخنگو کا دماغ مختل
باغ مین ابر سیہ مست چڑھا کر آیا [له] — جام خورشید مع میکدۂ برج حمل
چشم میکش مین گلابی ہی کہ پھولا ہی گلاب — پھول کیوڑے کا کھلا ہے کہ کھلی ہی بوتل
جام بے بادہ سے کہتے ہین کہ رندونکو نہ چھیڑ — دست بیجام سے کہتے ہین کلیجون کو نہ مل

سحر آئے گی تمہاری بھی کسیدن بدی — ہے پیغمبر دلیہ احباب کے کیا حال ہی دیکھو طاری
اک قیامت کی بلا عشق کی ہی بیماری — دیکھتا گر کہین محسن کی فغان وزاری

نہ گرجتا کبھی ایسا نہ برستا بادل

شوخی آمد مضمون وہ پری ہی جسپہ چل — پھر اسی ناز سے کرتی ہی مراد دل کل
پھر اسی جنس کا سودا اُسی دلکے کا خلل — پھر چلا خامہ قصیدے کیطرف بعد غزل

کہ ہی چکر مین سخنگو کا دماغ مختل

واہ کیا فصل بہاری نے کرم فرمایا — مے پرستی کا زمانہ کو مزا دکھلایا
جوش گویا خم صہبائے فلک نے کھایا — باغ مین ابر سیہ مست چڑھا کر آیا

جام خورشید مع میکدۂ برج حمل

کشتی بادۂ گلرنگ کا گلشن ہی جواب — آتش رنگ چمن سے دل بلبل ہی کباب
پھول سب ساغر و مینا ہین مہکتی ہی شراب — چشم میکش مین گلابی ہی کہ پھولا ہی گلاب

پھول کیوڑے کا کھلا ہے کہ کھلی ہی بوتل

چشم پوشی تری ساقی ہی قیامت کی گھٹیر — کھولدے چشم مروت در میخانہ نہ بھیڑ
غنچونکو خلش یاس ہی کانٹونکی ابھیڑ — جام بے بادہ سے کہتے ہین کہ رندونکو نہ چھیڑ

دست بے جام سے کہتے ہین کلیجونکو نہ مل

له یہ اس نعرہ شور سے گھر کے آیا کہ خورشید مع حمل غائب ہو گیا ابر سیہ مست جام بلکہ میکدہ چڑھا کر آیا۔

گوہر دل کو بڑی سنگدلی سے پیا | کشتیِ مے کو بنایا مرے ساقی نے کھرل
کیسی افسردگی کیا بات ہے مرجھا نکلی | غنچہ کہتا ہے لجالو سے کہ گلشن سے نکل
سیر میں دشت کی مصروف ہے جو پاؤں ہے لنگ | شغل میں چاک گریبان کی ہے جو ہاتھ ہے شل
مصر والوں کو یہ ڈر ہے کہ زلیخا کے لیے | سر بازار نہ بکنے لگے سودے کا خلل
مے گلرنگ ہے کیا شمع شب فکر کا پھول [1] | چلتے چلتے جو قلم ہاتھ سے جاتا ہے نکل

جام جم سے جو میں بزم میں خاموش ہوا | آج بیغم تھا یکشمائے گلگون کا لگے کا کانٹا
یہ مزا مجکو چکھایا ہوس ہیجان کا | گوہر دل کو بڑی سنگدلی سے پیا
کشتی مے کو بنایا مرے ساقی نے کھرل

عام گلشن میں ہے تفریح بہار آنے کی | چاٹ لالہ کو ہے کیوں داغ جگر کھانے کی
واقعی ہے یہ روش شرم سے کمھلانے کی | کیسی افسردگی کیا بات ہے مرجھانے کی
غنچہ کہتا ہے لجالو سے کہ گلشن سے نکل

وحشت انگیز ہواے چمن دہر کا رنگ | عرصۂ صبر و تحمل دلِ عشاق میں تنگ
آج ہر پیر و جوان میں ہے جوانی کی امنگ | سیر میں دشت کی مصروف ہے جو پاؤں ہے لنگ
شغل میں چاک گریبان کے ہے جو ہاتھ ہے شل

ہے جنون خیز ہوا عاشق شیدا کے لیے | جنس نادانی ہے ارزان دل دانا کے لیے
روز بازار ہے سودائی رسوا کے لیے | مصر والوں کو یہ ڈر ہے کہ زلیخا کے لیے
سر بازار نہ بکنے لگے سودے کا خلل

خوب موئے سخن میں ہے سخندان مشغول | حرف جو منہ سے نکلتا ہے وہ ہے اول جلول
جوش کیفیتِ مستی پہ گمان ہے معقول | مے گلرنگ ہے کیا شمع شبِ فکر کا پھول
چلتے چلتے جو قلم ہاتھ سے جاتا ہے نکل

---

[1] بیان سے گریز کی ابتدا ہے پھول شراب کو بھی کہتے ہیں (مطلب) شب فکر میں شمع کا پھول کیا مے گلرنگ کی خاصیت رکھتا ہے کہ ہاتھ بہکتا ہے اور قلم چھوٹا جاتا ہے ۱۲

کیا جنون خیز ہے لکھنے مین صریر نے کلک
کہ سیاہی سے ہی ہر حرف کو سودے کا خلل

ہے سخنگو کو نہ انشا کی نہ املا کی خبر
ہو گئی نظم کی انشا و خبر سب مہمل

دل مین کچھ اور ہی پر منھ سے نکلتا ہی کچھ اور
لفظ بے معنی ہین اور معنی ہین سب بے اٹکل

کتنا بے قید ہوا کسقدر آوارہ پھرا
کوئی مسند نہ بچا اس سے نہ کوئی استل

کبھی گنگا پہ بھٹکتا ہے کبھی جمنا پر
گھاگرا پر کبھی گزرا کبھی سوے چمبل

چھینٹے دینے سے نہ محفوظ رہی قلزم و نیل
نہ بچا خاک اڑانے سے کوئی دشت و جبل

شورشِ جوشِ جوانی مین ہی پیر نے کلک
مع بغیر کودکِ مکتب لیلی ہی دبیر نے کلک

الفِ آہِ دلِ قیس ہی تیر نے کلک
کیا جنون خیز ہی لکھنے مین صریر نے کلک

کہ سیاہی سے ہے ہر حرف کو سودے کا خلل

ظرف پر حرف ہی ایسا یہ ہوا زیر و زبر
صورت معنی بیگانہ ہے از خود باہر

مبتدا ہے کسی جملہ مین تو غائب ہی خبر
ہے سخنگو کو نہ انشا کی نہ املا کی خبر

ہو گئی نظم کی انشا و خبر سب مہمل

شکل تصویر تحیر سے ہی کس حال مین غور
ٹکٹکی صورتِ آئینہ لگی ہے بے طور

ایسی ہستی کسی مریمت نہین ہوتی فی الفور
دل مین کچھ اور ہی پر منہ سے نکلتا کچھ اور

لفظ بے معنی ہین اور معنی ہین سب بے اٹکل

سیر کاشی سے کبھی سمت بنارس گزرا
گاہ متھرا سے اٹھا سوے جگناتھ گیا

راہ پر آ نہ سکا آپ سے باہر جو ہوا
کتنا بے قید ہوا کس قدر آوارہ پھرا

کوئی مسند نہ بچا اس سے نہ کوئی استل

نربدے پچھے کہین سیل کے مانند گزر
کبھی بہتا ہوا پنجاب مین نکلا جا کر

کب اٹکتا ہے یہ پھرتا ہی لگاتا چکر
کبھی گنگا پہ بھٹکتا ہی کبھی جمنا پر

گھاگرا پر کبھی گزرا کبھی سوے چمبل

ہان یہ سچ ہے کہ طبیعت نے اُڑایا جو غبار   ہوئی آئینۂ مضمون کی دوچندان صیقل
رُوے معنی ہی بہکنے مین بھی اعلیٰ کی طرف   تاکتا ہے تو ثریا کی سنہری بوتل
اک ذرا دیکھیے کیفیت معراج سخن   ہاتھ مین جام زحل شیشۂ مہ زیر بغل
گرتے پڑتے ہوے مستانہ کہان رکھا پاؤن   کہ تصوّر بھی وہان جا نہ سکے سر کے بل
یعنی اُس نور کے میدان مین پہونچا کہ جہان   خرمن برق تجلی کا لقب ہی بادل
تار باران مسلسل ہی ملائک کا درود   ہے تسبیح خداوند جہان عز و جل

سارے عالم مین ہی پھیلا عمل جر ثقیل   مرغ بیغیر بائمائی سے ہوے گل کیطرح خار ذلیل
بحر و بر کو نہ ملی کوئی بھی بچنے کی سبیل   چھینٹے دینے سے نہ محفوظ رہے قلزم و نیل
نہ بچا خاک اُڑانے سے کوئی دشت و جبل

یہ بجا ہے کہ نہین خاک مین ملنا بیکار   واقعی زیر زمین ملتے ہین زر کے انبار
جلوہ گر ہوگی صفا گرد ذرا گر ہو زنگار   ہان یہ سچ ہے کہ طبیعت نے اُڑایا جو غبار
ہوئی آئینۂ مضمون کی دوچندان صیقل

فکر عالی کو ملا عرش معلیٰ کا شرف   حسن رفتار مین ہی پاے تصور رفرف
ہوشیاری سے یہ مستی ہی سراپا اشرف   رُوے معنی ہے بہکنے مین بھی اعلیٰ کیطرف
تاکتا ہے تو ثریا کی سنہری بوتل

دمبدم اَوج دکھاتا ہی ترقی کے چلن   اختر بخت ہی کیا اوج شرف پر روشن
بے تکلف نہ کہین عرش کا پکڑے دامن   اک ذرا دیکھیے کیفیت معراج سخن
ہاتھ مین جام زحل شیشۂ مہ زیر بغل

کس طلب مین ہی یہ دیوانہ کہان رکھا پاؤن   گلشن قرب مین زندانہ کہان رکھا پاؤن
صورت سبزۂ بیگانہ کہان رکھا پاؤن   گرتے پڑتے ہوے مستانہ کہان رکھا پاؤن
کہ تصوّر بھی وہان جا نہ سکے سر کے بل

کہین طوبیٰ کہین کوثر کہین فردوس بین — کہین بہتی ہوئی نہر لبن و نہر عسل
کہین جبریل حکومت پہ کہین اسرافیل — کہین رضوان کا کہین ساقی کوثر کا عمل
کنز مخفی کے کسی سمت نہان تہ خانے — اک طرف مظہر قدرت کے عیان شیش محل
عاشق جلوہ طلبگار کہین چشم قبول — ۱؎ ناز معشوق کے پردے مین کہین حسن عمل
گل بیرنگی مطلق کے لہکتے گلزار — بے نیازی کے ریاحین کے مہکتے جنگل

یعنی اس گھر مین جو ہی منزل قرب یزدان مع پیغمبر — یعنی اس بحر مین جو ہی یم فیض سبحان
یعنی اس باغ مین تر یہ ہی جسکا باران — یعنی اس نور کے میدان مین پھولا پھلا جہان

خرمن برق تجلی کا لقب ہی بادل

صاعقہ محفل تجید کی شمع بیدود — رعد خلوتگہ توحید مین ذکر معبود
صورت صاف تگرگ آئینۂ فرق سجود — تار باران مسلسل ہی ملائک کا درود

لے تسبیح خداوند جہان عز و جل

ہر طرف گلشن جنت کی بہار رنگین — ہر طرف جلوہ نما قامت حوران حسین
جوش زن چشمۂ رحمت سے کہین ماء معین — کہین طوبیٰ کہین کوثر کہین فردوس بین

کہین بہتی ہوئی نہر لبن و نہر عسل

اکطرف جوش مے عمر ابد کی ہی سبیل — اپنی خدمت سے ہین مشغول جہان عزرائیل
آب حیوان کا لیے ابر کہین میکائیل — کہین جبریل حکومت پہ کہین اسرائیل

کہین رضوان کا کہین ساقی کوثر کا عمل

کہین وہ روپ جو ہر عارف کامل جانے — جنکے دل گنج محبت کے بنے ویرانے
راز انوار کرامت کے سجے کاشانے — کنز مخفی کے کسی سمت نہان تہ خانے

اک طرف مظہر قدرت کے عیان شیش محل

۱؎ چشم قبول فرس عاشق کے طالب دیدار ہے اور حسن عمل ناز معشوق کے پردے مین ہی۔

باغ تنزیہ مین سرسبز نہالِ تشبیہ — انبیا جسکی ہین شاخین عرفا ہین کوپل
گل خوشرنگ رسول مدنی عربی — زیب دامان ابد طرۂ دستار ازل
نہ کوئی اسکا مشابہ ہے نہ ہمسر نہ نظیر — نہ کوئی اسکا مماثل نہ مقابل نہ بدل
اوج رفعت کا قمر نخل دو عالم کا ثمر — بحر وحدت کا گہر چشمۂ کثرت کا کنول
مہر توحید کی ضو اوج شرف کا مہ نو — شمع ایجاد کی لو بزم رسالت کا کنول

کہین گلزار مناجات کے کھلتے ہوے پھول صبح پیغمبر — بلبل شوق کہین نعرہ زنی مین مشغول
کہین دامن مین تمنا کے بھرا نقد حصول — عاشق جلوہ طلبگار کہین چشم قبول
ناز معشوق کے پردے مین کہین حسن عمل

جلوۂ عارض لاہوت بہارِ انظار — کرسی و عرش کے بے پردہ نمایان اسرار
مطلع مہر تقدس کے چمکتے انوار — گلِ بیرنگی مطلق کے لہکتے گلزار
بے نیازی کے ریاحین کے مہکتے جنگل

ہر طرف زیب نظر ہے چمنستان کی شبیہ — صورتِ سبزۂ بیگانہ بہشت و ما فیہ
تختۂ قدس مین گلہاے ریاض تنزیہ — باغ تنزیہ مین سرسبز نہالِ تشبیہ
انبیا جسکی ہین شاخین عرفا ہین کوپل

ہر شگوفے سے عیان نزہت فیض باری — برگ دامان نبوت رگِ ہر برگ ولی
غنچے اعجاز و کرامات کے اسرارِ خفی — گلِ خوشرنگِ رسولِ مدنی عربی
زیبِ دامان ابد طرۂ دستارِ ازل

ایسی عزت کہ کسیکی نہ کسیکی توقیر — سلطنت ایسی کہ کسیکی نہ کسیکا یہ سریر
ایسا طالع نہ کسیکا نہ کسیکی تقدیر — نہ کوئی اسکا مشابہ ہے نہ ہمسر نہ نظیر
نہ کوئی اسکا مماثل نہ مقابل نہ بدل

چشمِ رحمت کی نظر تیغ مصیبت کی سپر — شامِ ظلمت کی سحر فوج ہدایت کی ظفر

مرجع روح امین زیب دہ عرش برین — حامی دین متین ناسخ ادیان و ملل
ہفت اقلیم ولایت مین شہ عالیجاہ — چار اطراف ہدایت مین نبی مرسل
جی مین آتا ہی لکھون مصرع برجستہ اگر — وجد مین آکے قلم ہاتھ سے جلنے نہ اچھل
منتخب نسخۂ وحدت کا یہ تھا روز ازل — کہ نہ احمد کا ہے ثانی نہ احد کا اول

باغِ عرفان کا شجر جلۂ ایمان کی خبر — اوجِ رفعت کا قمر نخل دو عالم کا ثمر
بحر وحدت کا گہر چشمۂ کثرت کا کنول
اسکی الفت مین گرد عرش برین کی تگ و دو — راست گو راست شنو منزلِ حق کا پیرو
کوکبِ نور جلو نیر ایمان پر تو — مہر توحید کی ضو اوجِ شرف کا مہ نو
شمع ایجاد کی لو بزم رسالت کا کنول
راحتِ قلب حزین دافع لہائے غمین — ہادیِ مسلکِ دین رہبر ارباب یقین
مہر کثرت کا نگین منزلِ وحدت کا مکین — مرجعِ روحِ امین زیب دہ عرشِ برین
حامیِ دینِ متین ناسخِ ادیان و ملل
دستگیرِ غربا عاجز و مسکین کی پناہ — لب شفقت کا سخن دیدۂ رحمت کی نگاہ
سکہ زن کشور عالم مین زماہی تاماہ — ہفت اقلیمِ ولایت مین شہِ عالیجاہ
چار اطراف ہدایت مین نبیِ مرسل
جلوہ حسن دگر ہے مجھے منظورِ نظر — جوش اوصاف نبی کا ہی رگ و پے مین اگر
چشم بد دور طبیعت ہی عجب زور ون پر — جی مین آتا ہے لکھون مطلع برجستہ اگر
وجد مین آکے قلم ہاتھ سے جائے اچھل
ہر کہان تیری مثال اور کہان تیرا شکل — کوئی تیرا نہ مشابہ نہ مقابل نہ بدل
بے تکلف ہی یہ جبریل کے کہنے کا محل — منتخب نسخۂ وحدت کا یہ تھا روز ازل
کہ نہ احمد کا ہے ثانی نہ احد کا اول

دور خورشید کی بھی حشر میں ہو جائیگی صبح　　تا ابد دور محمد کا ہے روز اول
شب اسری میں تجلی سے رخ انور کی　　پڑ گئی گردن رفرف میں سنہری ہیکل
سجدۂ شکر میں ہے ناصیۂ عرش بریں　　خاک سے پائے مقدس کی لگا کر صندل
فضیلت پہ تری مشتمل آثار و کتب　　اولویت پہ تری متفق ادیان و ملل
لطف سے تیرے ہوئے شوکت ایمان محکم　　قہر سے سلطنت کفر ہوئی مستاصل

رو برو اسکے تو کیا منھ تجھے دکھلائیگی صبح　　شام گیسوے نبی دیکھ کے شرمائیگی صبح
صبح کیا جسکی گھڑی بھر میں نظر آئیگی صبح　　دور خورشید کی بھی حشر میں ہو جائیگی صبح
تا ابد دور محمد کا ہے روز اول

کیا سجی زیور انوار سے تصویر نبی　　سب رسولوں کو اسی نور نے زینت بخشی
کسکو اس حسن خداداد سے دولت ملی　　شب اسری میں تجلی سے رخ انور کی
پڑ گئی گردن رفرف میں سنہری ہیکل

کوئی اس رتبۂ اعلیٰ کا زمانہ میں نہیں　　ہر اسی ذات سے تصدیق نوید دیرین
ہر فرشتہ انھیں قدموں پہ جھکاتا ہے جبین　　سجدۂ شکر میں ہے ناصیۂ عرش بریں
خاک سے پائے مقدس کی لگا کر صندل

شان و شوکت پہ تری مشتمل آثار و کتب　　جاہ و حشمت پہ تری مشتمل آثار و کتب
حسن خلقت پہ تری مشتمل آثار و کتب　　افضلیت پہ تری مشتمل آثار و کتب
اولویت پہ تری متفق ادیان و ملل

گلشن دین کے لیے ذات تری ابر کرم　　خرمن کفر پہ ہے برق غضب کا عالم
رحمت و قہر جہاں دست و گریباں ہیں بہم　　لطف سے تیرے ہوئی شوکت ایمان محکم
قہر سے سلطنت کفر ہوئی مستاصل

بحث جاہ مین اعلیٰ کے ہین معنی ادنےٰ ۱؎ مصرفِ جود مین اکثر کا مرادف ہی اقل
شانہ حضرت کا ہی تشدید و لام و اللیل ۲؎ صاد ما زاغ بصر سُرمۂ چشم اکحل
جسطرف ہاتھ بڑھین کفر کے ہٹجائین قدم جسجگہ پاؤن رکھے سجدہ کرین لات وہبل
تیری تشبیہ کا ہے آئینہ خانہ تنزیہ شان بیرنگی مطلق ہے تجھے رنگ محل

بارک اللہ ہی کس اوج پہ اقبال رہا عرش کب لے ترے بازو در کا پایا
جو ترقی ہے کسیکی وہ تنزل تیرا ۱؎ بحث جاہ مین اعلیٰ کے ہین معنی ادنےٰ
مصرفِ جود مین اکثر کا مرادف ہی اقل

زلف شبگون ہی کہ رتبہ مین مقام واللیل جلوہ گر صحف عارض مین کلام واللیل
صبح والنجم بنا گوش پہ شام واللیل ۲؎ شانہ حضرت کا ہی تشدید و لام واللیل
صاد ما زاغ بصر سُرمۂ چشم اکحل

کردیا وادی عالم کو گلستانِ ارم یکقلم چھانٹ دیا ہے خبر ظلم و ستم
دست و پا سے ہے ترے کفر سراپا برہم جسطرف ہاتھ بڑھین کفر کے ہٹجائین قدم
جس جگہ پاؤن رکھے سجدہ کرین لات وہبل

بے مثالی کے مرقع کا شرف تیری تشبیہ طاق تنزیہ کی رونق تری شمع تشبیہ
ذات اقدس تری مقصود جہان مافیہ ۳؎ تیری تشبیہ کا ہی آئینہ خانہ تنزیہ
شان بیرنگی مطلق ہے تجھے رنگ محل

۱؎ آنحضرت کی جاہ کے مقابلہ مین اعلیٰ سے اعلےٰ مرتبہ جاہ کا بے حقیقت ہی اور آنحضرت کے جود کا مصرف ایسا تھا کہ زیادہ سے زیادہ جود کمتر ہی جو معلوم ہوتا ہی۔

۲؎ شانہ کو تشدید (ّ) سے اور آنکھ کے سرمہ کو صاد بصر سے تشبیہ دی ہی سرمہ آنکھ مین لگایا جاتا ہی قصد صورت (م) کی ظاہر معنی

۳؎ تشبیہ عالم امکان۔ تنزیہ یعنی مطلقاً منزہ حق تعالیٰ بیرنگی مطلق وجود حق تعالیٰ شان بیرنگی مطلق جو سرور کائنات مین ہے وہی آپ کا رنگ ہے۔

ہے حقیقت کو مجاز آپ کلحیرت کا مقام ؎ | بے نیازی کو نیاز آپ کا نازش کا محل
ہو سکا ہے کہین محبوب خدا غیر خدا | اک ذرا دیکھ سمجھ کر مری چشم احول
رفع ہونے کا نہ تھا وحدت و کثرت کا خلاف | میم احمد نے کیا آکے یہ قصہ فیصل
نظر آئے اگر احمد مین مجھے دال دوئی | روز محشر ہون الٰہی مری آنکھین احول
پھر اُسی طرز کی مشتاق ہی موا جیِ طبع | کہ ہی اس بحر مین اک قافیہ اچھا بادل

کس سے ممکن ہی بیان اسکی حقیقت کا مقام | خامشی مہر دہن ہی نہین حجت کا مقام
کہہ رہا ہے دل آگاہ سے وحدت کا مقام | ہی حقیقت کو مجاز آپ کا حیرت کا مقام

بے نیازی کو نیاز آپ کا نازش کا محل

دیدۂ دل سے جو دیکھے مری چشم بینا | خود سمجھ جاے کہ یہ نور ہے جلوہ کسکا
موج خود بحر مین ہی موج مین خود ہی دریا | ہو سکا ہی کہین محبوب خدا غیر خدا

اک ذرا دیکھ سمجھ کر مری چشم احول

لدے مرآت تحیر نہ کبھی ہوتا صاف | مصحفِ راز معانی کا نہ کھلتا یہ غلاف
کسکو قدرت تھی جو اس بات کا کرتا انصاف | رفع ہونیکا نہ تھا وحدت و کثرت کا خلاف

میم احمدؐ نے کیا آکے یہ قصہ فیصل

یہی ابجد ہی حقیقت مین مرے ایمان کی | کہ ہوئی مظہر نور احدی ذات تری
چشم وحدت کے اشارے سے دعا یہ سوجھی | نظر آئے مجھے احمد مین اگر دال دوئی

روزِ محشر ہون الٰہی مری آنکھین احول

بحر گفتار مین کیا طاق ہی موا جیِ طبع | ابر نیسان کی جو مصداق ہی موا جیِ طبع
در فشانی مین یہ مشاق ہی موا جیِ طبع | پھر اُسی طرز کی مشتاق ہے موا جیِ طبع

کہ ہی اس بحر مین اک قافیہ اچھا بادل

؎ آپ کا مجاز حقیقت کے لیے حیرت کا مقام اور آپ کا نیاز بے نیازی کو نازش کا محل ہی۔

کیا جھکا کعبے کی جانب کو ہی قبلا بادل غزل سجدے کرتا ہی سوے یثرب وبطحا بادل
چھوڑ کر بتکدۂ ہند و صنم خانۂ برج آج کعبے مین بچھاے ہی مصلا بادل
سبزۂ چرخ کو اندھیاری لگا کر لایا [1] شہسوارِ عربی کے لیے کالا بادل
بحر امکان مین رسول عربی دریتیم [2] رحمت خاص خداوند تعالیٰ بادل

دل سے باندھے ہوسے احرام جو بچھا بادل سر کے بھل جاتا ہی تسلیم کو جھکتا بادل
داغ سیاسے تمنا ہے سراپا بادل کیا جھکا کعبے کی جانب کو ہی قبلا بادل
سجدے کرتا ہے سوے یثرب و بطحا بادل

شمعِ ظلمت کو سمجھا تھا یہ پروانۂ برج برج اِک جلوۂ لیلیٰ تھا یہ دیوانہ برج
توڑ کر سلسلۂ رغبت پیمانۂ برج چھوڑ کر بتکدۂ ہند و صنم خانۂ برج
آج کعبے مین بچھاے ہی مصلا بادل

پاؤن رکھا نہ زمین پر کبھی یہ اترایا چال سیدھی نہ چلا تا زمین ایسا آیا
تنگ حیرت سے ہوا دل تو یہ نکتا پایا سبزۂ چرخ کو اندھیاری لگا کر لایا
شہسوارِ عربی کے لیے کالا بادل

جلوۂ بزم دو عالم ہی وہی ذاتِ کریم شمع سان بزم غیب و شہادت مین مقیم
ابر حادث مین چمکتی ہی وہی برقِ قدیم بحرِ امکان مین رسولِ عربی دُرِّ یتیم
رحمت خاص خداوند تعالےٰ بادل

جلوۂ برق تجلی ترا دوسے پُر نور عین عرفان ہین یہ آنکھین تری چشم بددور
تار باران کرامت کا نگاہون سے ظہور قبلۂ اہل نظر کعبۂ ابروے حضور
موے سر قبلے کو گھیرے ہوسے کالا بادل

[1] سبز رنگ گھوڑے کا ہی اسی رعایت سے "اندھیاری" استعمال کیا گیا ہی۔
[2] اِس عالم مین آنحضرت دُرِّ یتیم ہین اور وہ بادل جس سے دُرِّ یتیم پیدا ہوتا ہی رحمت خداوند تعالیٰ کی ہی

قبلۂ اہلِ نظر کعبۂ ابروے حضور — موے سر قبلہ کو گھیرے ہوے کالا بادل
رشک سے شعلۂ رخسار کے روتی ہے برق — برق کے منہ پہ ہے رکھے ہوے پلا بادل
دور پہونچی لبِ جان بخش نبیؐ کی شہرت — سن ذرا کہتے ہین کیا حضرت عیسیٰؑ بادل
چشمِ انصاف سے دیکھ آپکے دندان گہر — دُر یکتا ہے ترا گرچہ یگانا بادل
تھا بندھا تار فرشتون کا درِ اقدس پر — شبِ معراج مین تھا عرشِ معلی بادل
آمد و رفت مین تھا ہمقدم برق براق — مرغزارِ چمنِ عالمِ بالا بادل

تار باران مین دُرِ اشک پروتی ہے برق — ضبط کرتی نہین کیون نام ڈبوتی ہے برق
مضطرب آتشِ حسرت سے جو ہوتی ہے برق — رشک سے شعلۂ رخسار کے روتی ہے برق

برق کے منہ پہ ہے رکھے ہوے پلا بادل

چشمۂ خضر کی کانون نہین پہونچی شہرت — کب مسیحا کو میسر ہوئی ایسی شہرت
عرش تک روے زمین سے ہوئی اونچی شہرت — دور پہونچی لبِ جان بخشِ نبی کی شہرت

سن ذرا کہتے ہین کیا حضرت عیسیٰ بادل

عالم نور کے یہ سلک گہرہاے لطیف — ہے وہ تیری گرہِ آب حقیر اور ضعیف
اپنے کی ہیچ ہے حکم کیلیے اک امر خفیف — چشمِ انصاف سے دیکھ آپکے دندان شریف

دُر یکتا ہے ترا گرچہ یگانا بادل

دیدۂ شوق تھا مانند حباب ہر اختر — دل مشتاق تھا یا برق تجلی مضطر
آب بارانِ مسلسل کی طرح چار پہر — تھا بندھا تار فرشتون کا درِ اقدسؐ

شب معراج مین تھا عرش معلیٰ بادل

چستہ ہر چال مین ہر حسن خداداد مین طاق — طرز رفتار دلاویز مین کیسا مشتاق
جذبۂ شوق تھا وہ منتظر چشمِ مشتاق — آمد و رفت مین تھا ہمقدمِ برق براق

مرغزارِ چمنِ عالمِ بالا بادل

ہفت اقلیم میں اس دین کا بجایا ڈنکا — تھا تری عام رسالت کا گرجتا بادل
دین اسلام تری تیغ دو دم سے چمکا — یا اُٹھا قبلے سے دیتا ہوا کاندھا بادل
آستانے کا ترے دہر میں وہ رتبا ہو — کہ جو نکلا تو جھکائے ہوئے کاندھا بادل
تو وہ فیاض ہے در پہ ترے سائل کیطرح — فلک پیر کو لایا دیے کاندھا بادل
تیغ میدان شجاعت میں چمکتی بجلی — ہاتھ گلزار سخاوت ہیں چمکتا بادل

جس طرف لشکر اسلام کا اڑا اوریا — زلزلہ کفر کی بنیادوں میں ہر سمت پڑا
رعد کا شور کہ تکبیر سے محشر برپا — ہفت اقلیم میں اس دین کا بجایا ڈنکا
تھا تری عام رسالت کا گرجتا بادل

فوج ایمان ہے کہ یہ ابر نے باندھا ہے پرا — تیری شمشیر ہے یا صاعقۂ قہر خدا
خرمن کفر کو اس برق غضب نے پھونکا — دین اسلام تری تیغ دو دم سے چمکا
یا اُٹھا قبلے سے دیتا ہوا کاندھا بادل

تیری سرکار کا وہ مرتبہ اعلا ہے — کہ سر عرش معلی بھی جبین فرسا ہے
قدر ہمت مری مضمون یہ مجھے سوجھا ہے — آستانے کا ترے دہر میں وہ رتبا ہے
کہ جو نکلا تو جھکائے ہوئے کاندھا بادل

کس تنگی میں ہے تری ہمت کامل کی طرح — بحر بخشش ترے آغوش میں ساحل کیطرح
کب میسر دل حاتم کو ترے دل کی طرح — تو وہ فیاض ہے در پہ ترے سائل کیطرح
فلکِ پیر کو لایا دیے کاندھا بادل

باغ ایمان پہ وہ باران کرم کی بدلی — خرمنِ کفر کو ہے صاعقۂ قہر یہی
کوئی تجھسا نہ بہادر نہ کوئی تجھسا سخی — تیغ میدان شجاعت میں چمکتی بجلی
ہاتھ گلزار سخاوت میں گرجتا بادل

محسن اب کیجیے گلزار مناجات کی سیر   کر اجابت کا چلا آتا ہے گھر تا بادل

سب سے اعلیٰ تری سرکار ہے سب سے افضل   مطلع   میرے ایمان مفصل کا یہی ہے مجمل

ہے تمنا کہ رہے نعت سے تیری خالی   نہ مرا شعر نہ قطعہ نہ قصیدہ نہ غزل

دین و دنیا میں کسی کا نہ سہارا ہو مجھے   صرف تیرا ہو بھروسہ تری قوت ترا بل

ہو مرا ریشۂ امید وہ نخل سر سبز   جسکی ہر شاخ میں ہو پھول ہر اک پھول میں پھل

ہو چکی سحر کی بھی بلبل افکار کی طیر   سمت کعبہ کبھی صحرا کبھی دریا کبھی دیر

ختم ہوتا ہے قصیدہ مع تضمین بالخیر   محسن اب کیجیے گلزار مناجات کی سیر

کر اجابت کا چلا آتا ہے گھر تا بادل

تو ہے محبوب خدا تو ہے نبی مرسل   ہر صفت میں ہے تری ذاتِ مقدس اکمل

ہے یہ مطلع ترے اوصاف میں باقل و دل   سب سے اعلیٰ تری سرکار ہے سب سے افضل

میرے ایمان مفصل کا یہی ہے مجمل

دولت آرزوے دل سے ہو مالامالی   یہ ارادہ ہو مری فکر کی خوش اقبالی

تا کہ ہو شانِ سخن عرش بریں سے عالی   ہے تمنا کہ رہے نعت سے تیری خالی

نہ مرا شعر نہ قطعہ نہ قصیدہ نہ غزل

تجھسے حاصل مرے ہر درد کا چارا ہو مجھے   حال دل غیر سے کہنا نہ گوارا ہو مجھے

تیرے دامن کے سوا سب سے کنارا ہو مجھے   دین و دنیا میں کسی کا نہ سہارا ہو مجھے

صرف تیرا ہو بھروسا تری قوت ترا بل۔

جسطرح رہتے ہیں طوطی کے ہمیشہ پر سبز   جیسے رہتی ہے زمین فلک اخضر سبز

عشق پیچان ہو مرے شوق کا سبز اندر سبز   ہو مرا ریشۂ امید وہ نخل سر سبز

جسکی ہر شاخ میں ہوں پھول ہر اک پھل میں پھل

دل میں قائم رہے ایمان ترا تا دم مرگ   دیدۂ دل رہے حیران ترا تا دم مرگ

آرزو ہی کہ رہے دھیان ترا تا دم مرگ — شکل تیری نظر آئے مجھے جب آئے اجل
نام احمدؐ بزبان سرِ بلا میم بصدر — لب پہ ہو صلِ علیٰ دل میں مرے عز و جل
روح سے میری کہیں پیار سے یوں عزرائیل — کہ مریجان مدینے کو جو چلتی ہے تو چل
دم مردن یہ اشارہ ہو شفاعت کا تری — فکر فردا کی نہ کر دیکھ لیا جائے گا کل
یاد آئینہ رخسار سے حیرت ہو نہ مجھے — گوشۂ قبر نظر آئے مجھے شیش محل
منیر بان بنکے نکیرین کہیں گھر ہے ترا — نہ اٹھانا کوئی تکلیف نہ ہونا بیکل

دھیان رکھیں مرے ارمان ترا تا دم مرگ — آرزو ہی کہ رہے دھیان ترا تا دم مرگ
شکل تیری نظر آئے مجھے جب آئے اجل

نظر آئے مجھے یہ عالمِ کثرت بے قدر — ما و من کر نہ سکے کشورِ دل میں مجھ عذر
تو ہی تو لمیں رہے جیسے نہاں ابر میں بدر — نام احمدؐ بزبان سرِ بلا میم بصدر
لب پہ ہو صلِ علیٰ دلمیں مرے عز و جل

ہو دمِ نزع یہ آسانیِ مشکل کی سبیل — دم نکلنا ہو تمنا کے نکلنے کی دلیل
کر نہ کچھ قافلۂ عمر کا جب کوسِ رحیل — روح سے میری کہیں پیار سے یوں عزرائیل
کہ مریجان مدینے کو جو چلتی ہے تو چل

ملک الموت سنائیں یہ مجھے خوشخبری — دیکھ وہ چشم توجہ ہی تجھے دیکھ رہی
کوئی ہیبت نہ رہے دلمیں مرے محشر کی — دم مردن یہ اشارہ ہو شفاعت کا مری
فکر فردا کی نہ کر دیکھ لیا جائے گا کل

کچھ نکیرین کی پرسش سے نہ وحشت ہو مجھے — خلوتِ کنج لحد بزم مسرت ہو مجھے
راحتِ دل ترا جلوہ تری صورت ہو مجھے — یاد آئینۂ رخسار سے حیرت ہو نہ مجھے
گوشۂ قبر نظر آئے مجھے شیش محل

مجھکو آزاد کریں جان کے تیرا بردا — مجھسے پوچھیں نہ کچھ احوال برا اور بھلا

رُخ انور کا ترے دہیان رہے بعد فنا — میرے ہمراہ چلے راہِ عدم مین مشعل
حذف ہون میرے گناہان ثقیل اور خفیف — آئین میزان مین جب افعال صحیح و معتل
میری شامت سے ہو آراستہ گیسوے سیاہ — عارض شاہ محشر ہو اگر حسن عمل
صف محشر مین ترے ساتھ ہو تیرا مداح — ہاتھ مین ہو یہی مستانہ قصیدہ یہ غزل
کہین جبریل اشارہ سے کہ ہان بسم اللہ — سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل

مہربان مجھ پہ ہون مجھین مجھے مہمان اپنا — میزبان بنکے نکیرین کہین گھر ہی ترا
نہ اُٹھانا کوئی تکلیف نہ ہونا بیکل

تو ہی رہبر ہو مرے خضر مرے راہنما — ظلمت راہ عدم کا نہ ہو مجکو کھٹکا
دیدۂ دل سے رہون مین تری صورت تکتا — رخ انور کا ترے دہیان رہے بعد فنا
میرے ہمراہ چلے راہ عدم مین مشعل

جبکہ تو مدرسۂ حشر مین لائے تشریف — صرف ہر نحو شفاعت ہو ترا وقت شریف
اسطرح ہو مرے اعمال نَبون کی تعریف — حذف ہون میرے گناہان ثقیل و خفیف
آئین میزان مین جب افعال صحیح و معتل

مثل دنیا کے نہ عقبیٰ مین رہے حال تباہ — مجکو ملجائے ترے سایۂ رحمت مین پناہ
عیب میرے ہون قیامت مین نہ ظاہر باللہ — میری شامت سے ہو آراستہ گیسوے سیاہ
عارض شاہ محشر ہو اگر حسن عمل

دم بجز صورت ارواح جہان ہو اشباح — بیم و امید مین ہون اہل شر و اہل صلاح
دل سے پکڑے ترا دامن یہ نیاز و الحاح — صف محشر مین ترے ساتھ ہو تیرا مداح
ہاتھ مین ہو یہی مستانہ قصیدہ یہ غزل

نذر اس تحفۂ تضمین کی جو پائین دلخواہ — اور سمجھین کہ ہے مقبول شہ عرش پناہ
دیکھکر میری طرف تیری توجہ کی نگاہ — کہین جبریل اشارے سے کہ ہان بسم اللہ
سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل

چراغِ کعبہ

۱۳۱۰ھ

ہے نام خدا سوادِ تحریر
واللیل اذا سجے کی تفسیر

دریاے رواں ہی دُرِ نظم آج
بہ بحرِ خفیف بحرِ مواج

جاتا ہے کلیم آسمان تک
معراجِ سخن ہی لامکان تک

خلوتکدۂ دل ارم سرشتہ
پروازِ طبیعت اک فرشتہ

ہر گوہرِ قلزمِ تکلم
سیارۂ آسمانِ ہفتم

ہر حرف سفینۂ زبانِ سوسن
گنجینۂ رازِ ہشت گلشن

ہر لمعۂ فکرِ طبع والا
شمعِ سرِ طاق عرشِ اعلےٰ

ہر گل مین ہے رنگ گلستان کا
ہر قطرے مین موجزن ہے دریا

ہر لفظ عروسِ پردۂ گوش
ہر معنی جانِ پیکرِ ہوش

مضمون نئے روپ کی دُلھن ہی
اِک راستی لاکھ بانکپن ہی

خطرہ نہین بحر مین سخن کے
کھٹکا نہین قفل مین دہن کے

بندش کی ادا ہی دستۂ گل
طرزِ نمکین ہے شورِ بلبل

نیرنگ دماغ زنگِ تقریر [1]
بیداری قلب خوابِ تحریر

تحریر کی وضع مین تامل
تقریر کے دور مین تسلسل

مضمون کو ازدیاد کا شوق
مصرع کو ہے مستزاد کا شوق

منظورِ ادائے خوش بیانی
تشریح کتابِ آسمانی

[1] تحریر کی افتادگی کو خواب سے تشبیہ دی ہے ۔ منہ رحم

سرسبزی طبع نکتہ پرور ۱ — کشافِ رموزِ خلد و کوثر
کاغذ مین سطور کا تسلسل — ہی کھیت مین چاندنی کے سنبل
شبدیزِ قلم کی شان اعلیٰ — جنگل مین براق کے غزالا
تحریک انامل سخنگو — جبریل امین کا زور بازو
از رفعتِ طبع من چہ پرسی — ہر حرف کی عرش پر ہے کرسی
اک رات کی روشنی ہی دلمین — چھٹکی ہوئی چاندنی ہی دلمین
شب کیا کہ جہان کا بخت فیروز — عالم کا خلاصہ شب و روز
ایام کے گیسوے مسلسل — آنکھون مین نہ آسمان کے کاجل
ساعت ہی کمال بدر شب کی ۲ — شب ہی شرفِ مہر عرب کی
اندھیاری کے دیکھ لین اجالے — آئین سرِ طور جانے والے

آغازِ روایت

بھیگی ہوئی رات ابرو سے ۳ — داخل ہوئی کعبے مین وضو سے
اوڑھے ہوے لیلیِ گل اندام ۴ — شبنم کی ردا بقصد احرام
گویا کہ نہا کے آئی فی الحال ۵ — جھک جھک کے نچوڑتی ہوئی بال

---

۱ تفسیر کشاف زمخشری کی مشہور ہے کشاف بمعنی ظاہر کرنے والی۔

۲ شب کو بدر قرار دیا ہے۔

۳ بعد نصف شب کے رات بھیگ جاتی ہی چونکہ رات کعبہ مین داخل ہوتی ہی اسواسطے تلازم ارکان حج کا کیا گیا۔

۴ الفاظ ردا احرام سعی صفا محرم سعی جمار ہدی برعایت ارکان حج ہین۔ احرام باندھنے کے لیے ردا یعنی چادر پیٹھ پر ڈالنا ہوتی ہے۔

۵ احرام باندھنے کے وقت غسل کرنا ضروری ہے۔

کیا سعی صفا سے رنگ فق ہی ؂۱ سر سے پا تک عرق عرق ہے
نامحرمون سے چھپائے چہرا ؂۲ پردین کو بنائے منہ کا سہرا
آنا کھلتا ہوا نہ جانا انداز خرام صوفیانہ
سناٹے کا دم انیس وہمدم انفاس ہوا رفیق و محرم
خوشبو وہ کہ ہار یاسمن کے لپٹے ہوے بالونین دلھن کے
یا تازہ بسی ہوئی ختن کی کلیان یوسف کے پیرہن کی
ناخن کی جگہ ہلال کی مد ؂۳ دفتر سے طلوع کے نداردد
گرتے ہوے ٹوٹ کر ستارے ؂۴ ہین رمی جمار کے اشارے
قربان رہِ ضرورت ہدی ؂۵ ثور و حمل سپہر تا جدی
قطبین کے سایۂ ضیا مین ؂۶ مشغول دوگانے کے ادا مین

؂۱ سات مرتبہ صفا سے مروہ تک آنا جانا ہوتا ہے اسی جانب کو اشارہ ہی صفا و مروہ دو پہاڑیان مسجد حرام کے متصل ہین

؂۲ چونکہ شب کو لیلی قرار دیا ہی لہذا خیال نامحرم کا ضروری ہی۔

؂۳ حج کے احرام باندھنے پر ناخن کٹوانا مستحب ہی مطلب شعر کا یہ ہی کہ اس رات کو ہلال نہین تھا۔

؂۴ جمار چھوٹے چھوٹے پتھرون کے ٹکڑون کو کہتے ہین جمار جمع جمرہ کی ہے حاجی جب منا مین پہونچتے ہین تو کنکریان پھینکتے ہین اور اسی کو رمی جمار کہتے ہین۔

؂۵ ہدی وہ جانور ہوتا ہی جو مکہ معظمہ مین پہونچکر ذبح کیا جاتا ہی۔ ہدی اونٹ۔ گائے۔ بھیڑ۔ بکری کی ہوتی ہے ؂ ثور گاؤ و نیز نام برج دوم فلک و آن بصورت گاؤ زست۔ حمل برہ و نام برجے از بروج آسمان کہ صورت برہ گوسپند دارد جدی بزغالہ و نام برجیست از بروج آسمان و ستارہ ایست نزدیک قطب شمالی کہ بعرف آن ستارہ را قطب گویند۔

؂۶ قطب جنوبی و قطب شمالی مراد ہین۔

خلوت کی جمائے انجمن کو ؎۱ پردے مین چھپائے ما و من کو
صورت مین غلاف محترم کے در پردہ طواف مین حرم کے

گریز

تھا دیکھ کے اس ادا کو مفتون ؎۲ دشتِ عرفات شکل مجنون
چشم در کعبۂ معلے آئینۂ حیرت تماشا
سکتے مین کہ کیا یہ گل کھلا ہے اس رات کا رنگ روپ کیا ہی
آنکھون مین ہوا سمٹ کے یکجا ؎۳ بیدار دلون کا کیسا سویدا
میدان نظر مین خلوت آرا کس چشم سیاہ کا ہے پردا
دامانِ نگاہ بنکے پھیلی کس دیدۂ منتظر کی پتلی
گلدار ہوے ہین سبز فانوس ؎۴ پنجرے مین ہی طوطیونکے طاؤس
والّلیل کی زینت حواشی ؎۵ تفسیر کبیر کہکشان کی
انجم کا یہ آسمان مین نقشہ سوسن کی زمین مین بنفشہ
جگنو کا ہوا مین یہ اشارا ظلمت کا چمک رہا ہی نارا
تاریکی مین نور یا الٰہی آنکھون مین سما گئی سیاہی

؎۱ یعنی انجمن خلوت را آراستہ ۱۲ منہ رح

؎۲ عرفات صحرائیست فراخ حاجیان درانجا استادہ شوند و لبیک و ادعیہ خوانند و بعد نماز ظہر و عصر بمکہ باز گردند لفظ مجنون برعایت لیلی شب ۱۲

؎۳ تشبیہات اس قسم کی ہین کہ سیاہی مین روشنی نکلی۔ سویدا سیاہ نقطہ جو دل پر ہوتا ہی

؎۴ فلک و انجم سے گلدار فانوس تیار ہوے۔ فانوس منقش کو گلدار کہتے ہین۔

؎۵ والّلیل بمعنی شب و نام سورۂ کلام مجید۔ تفسیر کبیر مشہور تفسیر ہے۔

ہر شے مین ہی وضع خوش ادائی   ہر رنگ مین شان دلربائی
ہر باغِ نثارِ روے شبو   ہر دشت شکارِ چشم آہو
ظلمت مین ہے نور کی تجلی سہ ۱ بکھری ہوئی طور کی ہے چوٹی
ہر در ہے ظہورِ نورِ مطلق سہ ۲ ہر دار مین شورشِ انا الحق
ہر قطرہ وضو کی فکر مین گم   ہر ذرہ کیے ہوے تیمم
ہر سرد کو بندگی پہ ہی میل   ہر اک کے تگی کی لو ہے قایم اللیل
ہر بزم طرب مین اقتیا جمع   قعدے مین لگن قیام مین شمع
کہتا ہے جھکا ہوا اندھیرا سہ ۳ ہو جائے قبول سجدہ میرا
سجادۂ چرخ نیلگون پر   تسبیح ہزار دانہ اختر
تاریکی ہے یان سے منزلون دور   پیدا ہے سوادِ کشورِ نور
ابر رحمت گھرے ہوے ہین   کچھ رات کے دن پھرے ہوے ہین
نفرت ہی ستم کو آسمان سے سہ ۴ ہے تیر کھنچا ہوا کمان سے
چلّے مین ہی پیر قوس روپوش سہ ۵ عقرب کے ہی نیش مین بھرا نوش
گردون کو اسد کیے ہوے زیر سہ ۶ چھوٹا ہوا نیل گاو پر شیر

سہ ۱ پہاڑ کی چوٹی اور بالون کے جوڑہ کو بھی چوٹی کہتے ہین۔
سہ ۲ دار عربی بمعنی خانہ اور فارسی مین پھانسی کے معنی ہین۔
سہ ۳ صرف جھکنے سے تشبیہ سجدہ کی ہی۔
سہ ۴ تیر کو ستم اور کمان کو آسمان قرار دیا ہے۔
سہ ۵ قوس کو باعتبار خمیدگی کے پیر سے تشبیہ دی ہی اور پیر کی مناسبت سے چلہ نشینی ہی۔ قوس نام برج از بروج آسمان عقرب نام برج ہشتم از بروج آسمان وآن بصورت کژدم افتادست
سہ ۶ اسد نام برجیست کہ صورت شیر دارد گردون کو نیل گاو قرار دیا ہے۔

رفعت کا ہوا ہے سکہ جاری ۱ میزان کے ہین دونون پلّے بھاری
نوشاہ بنا ہوا ہے جوزا ۲ ہے زیب کمر زری کا پٹکا
مریخ شہ بلند اختر ۳ گردون کا لڑا ہوا معتمد
کیوان کو درم سکندری ہے ۴ چمکی زہرہ کی مشتری ہے
ہر پستی ہے اوج سے ملاتی ہر شاہ نزول کو ترقی
اعلیٰ کیطرف ہے میل انوار ۵ پروانہ چراغ سے خبردار
شبنم کے ہے پر لگائے گلشن بلبل سے کہو کہ پکڑے دامن
ذرّون کی طرح نہ دشت اُڑجائین دیوانون سے کہئیے ہوش مین آئین
شمشاد نہین کسی کے بس مین قمری نہ پڑی رہے قفس مین
ساحل ہونا ہے خشک ذرّے نکلا جاتا ہے بحر و بر سے
کنعان کے اُڑ رہا ہے جوہر ۶ دلو آج بنا کے ڈول جنتر
یونسؑ سر حوت تک پہونچکر ۷ سکہ نہ بٹھائین ہر درم پر
مرغابیِ برق ابر سکن ۸ چگ جائے نہ سنبلے کا خرمن

۱ میزان نام برجے از بروج آسمان۔

۲ جوزا نام برج کا ہے۔

۳ مریخ نام ستارہ ایست کہ در پنجم آسمان ست و بپارسی بہرام گویند۔

۴ کیوان نام ستارہ زحل کہ بر فلک ہفتم است۔

۵ چراغ کے اُڑجانے کا اندیشہ ہے لہذا پروانہ سے کہتے ہین کہ چراغ سے خبردار۔

۶ دلو نام برج کا ہے جو بصورت ڈول کے ہے۔

۷ یونس علیہ السلام کو مچھلی نگل گئی تھی۔ حوت نام برج دوازدہم از فلک کہ بصورت ماہی است۔

۸ سنبلہ بالضم خوشہ و نام برجے از بروج آسمان کہ او بصورت خوشۂ گندم ست۔

اڑجائے نہ سطحِ ارضِ الٰہی ؎۱ سرطان پہ کرے نہ چوٹ ماہی
پامال زمین نہ آسمان ہو پٹری نہ سڑک کی کہکشان ہو
ظاہر ہوے کس لیے یہ سامان کیون اتنے عروج پر ہے دوران
کیون خاک کی اتنی ارجمندی کیون پستی کی اِس قدر بلندی
کیون خشب کا یہ حسن روز افزون کیون ہے یہ ملیح اتنی موزون
محمول کا کس طرف ہی موضوع مسند کو کیا ہے کس نے مرفوع
یہ کس کی خبر کا مبتدا ہے موصول کہان کہان صلا ہے
ہین کس سے مضاف یہ عجائب راجع ہے کدھر ضمیرِ غائب
ناگاہ خطابِ وحی تنزیل ؎۲ عالی لقب حضورِ جبریل

مدحِ جبرئیل

عمانِ کرم کے درِ منثور ؎۳ قرآن شرف کے سورۂ نور
مانندِ دوا زمین پہ نازل مانندِ دعا سپہر منزل
منشورِ اوامر و نواہی عنوانِ صحیفۂ الٰہی
فہرستِ اخبارِ اصفیا کی تاریخ فرشتہ انبیا کی
دُرجِ گہرِ کلامِ باری ؎۴ بیعنا بر و پیامِ باری
وارد ہوے ابرسان زمین پر ساتھ اُنکے براقِ برق پیکر

؎۱ سرطان نام برج۔ ماہیِ زیر زمین سرطان پر حملہ نہ کرے۔
؎۲ خطابِ خداوند وحی تنزیل جبریل کی صفت ہے۔ حضورِ خداوند مین صاحب لقب عالی یہ بھی جبریل کی صفت ہے نہ ۱۲
؎۳ عمان یعنی دریاے اعظم۔
؎۴ درج بالضم وہ صندوقچہ جسمین جواہرات یا موتی رکھتے ہین۔

تمہید وصف براق

پہونچا ہے براق تک جو نامہ — دو ہاتھ اُچھل پڑا ہے خامہ
شوخی یہ ہے کلک تیز رفتار [۱] — جل جائے سپند سبع سیاّر
قطبین ہین سن سیانِ انجم — دکڑی ہوئی ہی چوکڑی گم
چکر مین ہے چار موج دریا — نشہ سا ہرن ہے چوکڑی کا
مضمون کی جست مین ہے گرمی [۲] — یا جست کے تار مین ہے بجلی
ہان اے مرے خامۂ سبک گام — آہستہ خرام بلکہ مخرام
دو دو چار قدم وہ چل سنبھلکر — حرف اُڑ کے نہ جا سکین فلک پر
گو ہو نہ سکے گا کچھ مگر خیر — لکھ وصفِ براقِ آسمان سیر

صفت براق

چھوٹا سا فرس فرشتہ ہیکل [۳] — کھیت اُسکا بہشت خلد جنگل
مہ پارہ فلک سے آنے والا — اطلس کو کتان بنانے والا
یون چرخ سے نکلے وہ سبک رو [۴] — فانوس سے جس طرح کہ پرتو
شیشے سے پری چمن سے شبنم — سیپی سے گہر حباب سے دم

---

۱ دو معنی ہین ایک یہ کہ بلا سے سپند سبع سیار جل مرین دوسرے یہ کہ سپند جلے تاکہ نظر نہو جاسے سنہ دم سپند کو نظر بد کے دفعیہ کے واسطے جلاتے ہین۔ سبع سیار قمر عطارد زہرہ شمس مریخ مشتری زحل ہین۔

۲ جست مین قوت مقناطیسی زیادہ ہوتی ہے۔

۳ حدیث مین ہے کہ براق چھوٹے فرس کے برابر تھا سنہ دم

۴ ان تین اشعار مین صرف سبکروی کی تشبیہ ہی۔

گلشن سے بہار جسم سے جان | آنکھون سے نیند دل سے ارمان
صحرائے شہود [1] مین رم غیب | چلتی ہوئی راہ عالم غیب
محو روش فراغ بالی | مشتاق خرام لاابالی
آدم سے ملک تک ایک دم مین | امکان سے قدم تک اک قدم مین
شوخی مین سلوک شوق کا حال | رفتار مین جذب عشق کی چال
نیرنگ طلسم حیرت آئین | یا گنج روان [2] دولت دین
اقبال کا یا کہ بال دیگر [3] | یا روح امین کا تیسرا پر
مادہ منتظر مین نقشا | اڑتی ہوئی وصل کی خبر کا

درود جبرئیل و براق بر آستانۂ شریف

بالجملہ وہ دونون محرم قرب | پروانہ و شمع عالم قرب
یون آئے ہو جیسے حاجل | پروانہ چراغ کے مقابل
یا جیسے کہ عاشقان مضطر | اپنا خط شوق آپ لیکر
حاضر ہوئے اسکی آستان پر | جسکا کہ مکان ہی لامکان پر

---

[1] شہود در اصطلاح سالکان رویت حق ست کہ از مراتب کثرات و موہومات صوری عبور نمودہ بمقام توحید رسیدہ در صور جمیع موجودات مشاہدہ حق نماید و غیبیت دور شدہ ہر چہ بیند حق بیند۔ رم بمعنی رمیدگی۔

[2] گنج روان کنایہ از گنج قارون کہ پیوستہ در زیر زمین حرکت میکند یہان مناسبت لفظ روان سے ہے اور گنج روان سے مراد خزانہ ہے۔

[3] لفظ اقبال مین ایک بال ہے۔ بال بمعنی بازو۔

محبوب خدائے انس و جان کا　　مقصود رموز کن فکان کا
منظور اشارۂ فکبر [۱]　　قائم بمقام قم فانذر
نور القمرین والکواکب　　خورشید مشارق و مغارب
ہاشم کی کلاہ مین گل تر　　دامن مین قریش کے گوہر
امکان کے گھر کا ابر نیسان [۲]　　دریائے قدم کا شاخ مرجان
صانع کے قلم کا رنگ ایجاد　　بندون کے چمن کا سرو آزاد
ایمان کی سند کا نقش خاتم　　عرفان کے نگین کا اسم اعظم
آغاز ازل کی ابتدا کا　　انجام ابد کی انتہا کا
تشبیہ کے آئینہ مین تمثال　　تنزیہ کی سلطنت کا اقبال
رونق دہ ایمن تجلی [۳]　　شمع تہ دامن تجلی
لاہوت مقام و عرش مسند　　شاہنشہ انبیا محمد
تا دور زمانہ بہر نازش　　تسلیم خدا و احترامش
اسوقت وہ دفتر معانی　　تھا داخل بیت ام ہانی
رکھتا ہی نہ تھا قدم زمین پر　　نازان تھا مکان اس مکین پر
تھی خاک وہان کی گل بدامن　　اس حجرے کا تھا چراغ روشن
راحت کشی نیاز مسند سرکار　　تھا خواب کا بخت خفتہ بیدار

---

[۱] اشارہ ہے آیت یا ایہا المدثر قم فانذر و ربک فکبر کا۔

[۲] نیسان نام ماہ ہفتم از ماہہائے رومیان و آن مدت ماندن آفتاب در برج حمل است و قطرات باران این ماہ در صدف مروارید پیدا شود و باران این ماہ را مجازاً نیسان گویند [۳] ایمن ایک وادی کا نام ہے۔

رحمت کی ردائے مہر گستر — گلگون ولطیف وصاف بستر
رنگینیِ فیضِ عام قالین — خاطر کا گداز شمعِ بالین
ہم غافلون کا خیال ہر پل — آرایش پردہ ہائے مخمل
تھی چاندنی کی بساط ہی کیا — ہوتی جو وہ فرشِ بزم والا
کیا بالِ ہما کے بالش[1] پر — تکیہ سرِ پاک کا خدا پر
خضرِ رہِ حق مقیمِ منزل[2] — سوتی ہوئی آنکھ جاگتا دل
دریاے روان برنگِ گوہر — غنچے کے لباس مین گلِ تر
آداب سے آپ کو اٹھایا[3] — یا اپنے نصیب کو جگایا
بیدار ہوئی جو چشمِ حق بین — آ ہو ہوئی تو خفکل خوابِ شیرین
دیکھا کہ عجیب ماجرا ہے — گھر برجِ قمر بنا ہوا ہے
انشاے رموزِ غیب مخبر[4] — ہونے کا نہین یہ دن کبھی پھر
سونا کبھی ہو نہ یہ جگانا — لیتا رہے کروٹین زمانا
طالع مین نہین یہ شب کسیکے — اختر سو بار سوکے جاگے
ہوگی نہ یہ پھر زمین کی توقیر — مٹی ہو ہزار بار اکسیر
انوار کا ہے ورودِ پیہم — تارون کی برس رہی ہے شبنم
نازل سوے عالمِ مجازی — امواجِ محیطِ بے نیازی
جبریل ہین اور براق بھی ہے — قاصد بھی ہے اشتیاق بھی ہے
تحریکِ نسیم وصبحِ صادق — کشتی سُبک و ہوا موافق

---

[1] بالش تکیہ کہ زیرِ سر نہند و بمعنی بالیدگی وافزائش۔
[2] یعنی خضرِ راہِ حق کا منزل پر ٹھہرا ہوا تھا جاگتا دل بلحاظ خضر کے اور سوتی ہوئی آنکھ بمناسبت مقیم ہونیکے ہے۔
[3] حضرت جبرئیل نے خواب سے بیدار کیا۔
[4] انشا برعایت خبر کے ہے مطلب یہ ہے کہ انشاے رموزِ غیب خبر دیتے تھے یہ مضمون شاعرانہ مناسبِ حال ہے۔

کوسون سے رسولِ رُح پرور [۱] آیا ہے ہوائے شوق لیکر

آنا ہے طلب کا استعارہ [۲] بردن کا ہے آمدن اشارہ

یعنی اُٹھیے کہ بحر پر جوش … گوہر کے لیے ہی کھولے آغوش

اُٹھیے کہ چمن ہرا بھرا ہے … طوطی بلبل کا بولتا ہے

اُٹھیے کہ ہی بابِ فیض مفتوح … ہی طالبِ جسم عالمِ روح

اُٹھیے کہ نگاہِ چشمِ تنزیہ … ہے منتظرِ جمالِ تشبیہ

اے محملِ شوق منزلِ ذوق … اے شاہدِ ذوقِ محملِ شوق

اے ہمتِ طالب آن مطلوب [۳] اے جانِ حبیب و شانِ محبوب

تھی دل سے تجھے طلب خدا کی … ہر لحظہ تھی یاد کبریا کی

اب اسکی طلب کا ہی تقاضا … ہی یاد مین تیری حق تعالیٰ

دیکھ اُٹھکے بہارِ منزلِ صدر … اے امشب و ہی شبت شبِ قدر

کر سیر مقامِ قدس کی آج … اے امشب و ہی شب تو معراج

عرش آپ کا منتظر ہی چلیے … خاطر کو سنبھالیے سنبھلیے

پاکر یہ اشارۂ کرامت … کی شوق نے شورشِ قیامت

سینے سے جگر چلا نکل کر … شادی سے ہزار ہاتھ اُچھل کر

فرحت سے ہوا یہ قلبِ بیتاب [۴] آئینہ دکھا رہا تھا سیاب

ہو نچا دلِ بیقرار سرور … سو بار زمین سے آسمان پر

---

[۱] رسول یعنی پیغامبر یہان مراد حضرت جبرئیل ہین۔

[۲] چونکہ حدیث شریف مین صراحتاً مذکور نہین ہے کہ حضرت جبرئیل نے حاضر ہو کر عرض کی اسواسطے طریقۂ طلب اسطرح بیان کیا گیا ہی

[۳] مراد عام طالب و مطلوب ہی یعنی آنحضرت ہمت طالب کی اور آن مطلوب کی ہین۔

[۴] سیاب کی بیتابی مشہور ہی مطلب یہ ہی کہ سیاب آئینہ دکھاتا تھا۔

تشریف آوری بیت اللہ

اُٹھ کر وہ خدا کا آرزومند　　لب تشنۂ غربتِ شکر خند

آیا پئے آبروئے کعبہ　　مانندِ خلیلؑ سوئے کعبہ

محبوب خدائے بحر و بر کا　　مہمان ہوا خدا کے گھر کا

اُس گھر میں یہ تھا خوشی کا عالم　ق موجب　ڈر تھا کہ اُبل نہ جائے زمزم

کعبہ نہ کرے طواف اپنا　　ہو قبلہ نما کہیں نہ قبلا

پاؤں پہ بُتان سرکشیدہ　　گر پڑ کے نہوں خدا رسیدہ

اہلاً سہلاً کہا حرم نے　　لبیک حریم محترم نے

محراب جھکی سر ادب سے　　منبر نے قدم لیے نبیؐ کے

آیا جو کرم پہ عشقِ بیباک　ؔ۱　سینہ کیا شق جگر کیا چاک

بھڑکا دیے اور شعلے دل کے　　آبِ زمزم کے دیکے چھینٹے

کی شق جفا سرِ وفا سے　　زخمی بھی کیا تو اک ادا سے

لبریز طرب کیا الم سے　ؔ۲　نشرح کو ملا دیا الم سے

گوہر کو بنا دیا سمندر　　آئینے کو کر دیا سکندر

بھر دی دلِ پاک میں تجلی　　یا کعبۂ دل میں کی سپیدی

خالی اُسے کر کے ماسوا سے　　لبریز کیا فقط خدا سے

حق سے رگ و پے کو کر کے معمور　　جسمِ بشری کو کر دیا نور

بندے سے کہا نظر بچا کر　ؔ۳　کیا غیر ہے تو خدا خدا کر

ؔ۱ اشارہ شق صدر مبارک کا ہے۔
ؔ۲ اشارہ ہے آیت الم نشرح لک صدرک کا۔
ؔ۳ عشق بیباک نے کہا گو کہ شق صدر کو اُسی کی طرف منسوب کیا ہے۔

وحدت کو کھچا دوئی کا نیرنگ — بیرنگی کی سمت کو چلا رنگ
بسمل ہوئی قلب کی تپش بھی — کوشش کرنے لگی کشش بھی
اعلیٰ کی طرف ہوا ارادا — کعبے نے کہا خدا کو سونپا
باعزت و شان و جاہ و تمکین — آیا بالائے خانۂ زین
حضرت کے رکاب مین قدم تھے — یا طاق مین دکھے گل کے دستے
اللہ وہ راہوارِ چالاک — ق — اور پشت پہ شہسوارِ لولاک
یہ شان کبھی سُنی نہ دیکھی — افلاک کی ہفت پشت نے بھی
لی باگ تو اشہبِ سبک گام — ١ — تھا صبحِ بہارِ کشورِ شام

مسجدِ اقصیٰ

پیشِ نظرِ جنابِ عالی — بیت المقدس کا بابِ عالی
وہ سرورِ انبیائے پیشین — وہ باعثِ فخرِ شرع و آئین
مسجد کے قریب آکے اُترا — آداب سے سر جھکا کے اترا
اِک ہاتفِ غیب دان خبردہ — اسریٰ سبحانہٗ بعبدہٖ
ہر شے تھی وہانکی حیرت افزا — اللہ کے گھر مین تھی کمی کیا
گوشے گوشے مین روح واصل — پہلو پہلو مین قلب شاغل
ظلمت کے غبار سے نمایان — ٢ — گردِ رہِ لشکرِ سلیمان
شانِ لب بام سے ہویدا — جان بخشی حضرتِ مسیحا

١ شام سے مراد ملکِ شام ہے۔

٢ بیت المقدس مین آنحضرت صلعم نے دوگانۂ شکر ادا کیا اور ارواحِ انبیا نے اقتدا کی ان اشعار مین اشارہ ارواحِ انبیا کے موجود ہونے کا ہے۔

دیوار مین خامشی کا عالم — آثارِ قبولِ صومِ مریم
داؤد کے نغمہ ہاے دلبند — کھائے دمِ عیسوی کی سوگند
سلطانِ عرب کے مژدہ گویان ۱ — انجیل و زبور اُٹھالے قرآن
مرفوع پمیرون کے رایات ۲ — یا سورۂ انبیا کے آیات
ہر تختے مین تھے ہزار بھالے ۳ — اِک شجرۂ طور کی قلم کے
دو مرجع کائنات باہم ۴ — وہ قبلہ یہ کعبۂ دو عالم
قبلے نے درود کی ندا دی — کعبے نے نمازِ شکر ادا کی
مینار اُٹھے برائے تعظیم — محراب جھکی بقصدِ تسلیم
منبر نے پڑھا ادب سے گویا — شاہنشہِ انبیا کا خطبا
آنکھون کو بچھائے تھا مصلا — سایہ کیے گنبدِ معلا
از راہ کمال مہربانی — اس گھر سے ہوئی یہ میہمانی
رکھے گئے دو شیر کو مقابل ۵ — اُس صاحبِ ذوق کا لیا دل
ایک رنگ مین لالہ ایک نسرین — اِک ذوق مین تلخ ایک شیرین
گلگون مے ناب مہر پیکر — کہسلِ طرب کی لعلِ احمر
اکسیر طراوت نفس کی — یا روح کھچی ہوئی ہوس کی

---

۱ انجیل و زبور قرآن اُٹھا کر سلطانِ عرب کے مژدہ گو تھے۔
۲ رایات لشکر کے علم اور نشان۔
۳ ایک شجرہ کی قلم سے ہزارون بھالے تیار ہوے تھے۔
۴ قبلہ سے مراد بیت المقدس اور کعبہ ہر دو عالم سے آنحضرت صلعم ہین۔
۵ دل لینا یعنی آزمایش کرنا۔ آنحضرت صلعم کے سامنے دو پیالے لائے گئے ایک مین شیر دوسرے مین شراب۔ حضرت صلعم نے شیر کے پیالے کو لے لیا اور شراب سے انکار کر دیا مطلب اشعار کا یہ ہے کہ ہوس اور عشق پیش کیے گئے آنحضرت نے عشق کو اختیار فرمایا۔

وہ شیر لطیف ماہ تابان — شیرینی درد کاہشِ جان
جان بخشی دور عالم عشق — بالائی اک آبِ غم عشق
کی رغبت قلب نے جو تا غیر — مقبول بشیر ہو گیا شیر
عکسِ لب جانفزا لبن مین [1] — ہمرنگ عقیق تھا یمن مین
جبر کا سر مے پہ تیغ نے کا [2] — انگور کے زخم پر نمک تھا
پی کر وہ شیر صبح پیکر — خورشید، وان ہوا فلک پر
تنہائی کا قافلہ وان تھا — تجرید کا ساتھ کاروان تھا
گلگون بہار تھا وہ شبدیز [3] — مانند دمِ نسیم گلریز
پہونچی جو ہوائے دامن پاک — کھلنے لگے غنچہ ہائے افلاک

سیر فلک اوّل

پتلی نے سمند باد پا کی [4] — جا کر چشمِ قمر مین جا کی
وہ خطبۂ منبر خلافت — آئینۂ جوہر شرافت
جسکا کہ ارم ہی تخت طاؤس — افلاک و نجوم شمع و فانوس
خلقت ہوئی جسکے جان و دل سے — جس طرح بشر کی آب و گل سے
ہمرتبہ صفی باصفا کا — مصداق خطاب مصطفیٰ کا
وہ روز ازل کا سعد اکبر [5] — وہ اول ما خلق کا مظہر

---

[1] لبن بمعنی شیر۔
[2] تیغ سے مراد دشنۂ انکار ہی یعنی مے کو جبر کا انکار کر دیا تو انگور یعنی مادہ شراب کے زخم پر نمک چھڑکا منہ زم
[3] شبدیز۔ خسرو پرویز کے گھوڑے کا نام تھا۔ عموماً ہر گھوڑے کو کہتے ہین یہان مراد براق ہی۔
[4] مناسبت پتلی کی آنکھ کے ساتھ خاص لطف رکھتی ہے۔ قمر فلک اول پر ہے۔
[5] اشارہ ہی حدیث شریف اول ما خلق اللہ نوری کا یعنی سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا۔

وہ سطرِ اخیرِ صفحۂ راز ۔۔۔ وہ مطلعِ اولین آغاز
وہ آخرِ انبیاے مرسل ۔۔۔ جس کا ثانی نہین وہ اول
تنزیہہ کا لطف پانے والا ۔۔۔ شانِ وحدت دکھانے والا
ہونچا کیے طے زمین کا دفتر ۔۔۔ مثلِ الفِ اول آسمان پر
آیا جو نظر وہ فخرِ عالم ۔۔۔ آدم نے کہا کہ خیر مقدم
فرخندہ پسر بلند پدر سے ۔۔۔ خیرُ البشر اولُ البشر سے
پہلے پہل آسمان کو دیکھا ۔۔۔ ارواحِ فرشتگان کو دیکھا
پہونچے قدمِ سعیدِ سرور [1] ۔۔۔ مہتابیِ منزلِ فلک پر
پامال طبیعت روان کی [2] ۔۔۔ گویا تھی زمین آسمان کی

فلک دوم

پھر وہ سببِ ظہورِ ایمان [3] ۔۔۔ ظلماتِ جہان مین آبِ حیوان
جسکے شہد اکا لپسین دم ۔۔۔ مسیحِ انفاسِ ابنِ مریم
جسکا کرم آیتِ شفا ہے ۔۔۔ بیمار کے درد کی دوا ہے
ہے جسکی اذانِ صبحگاہی ۔۔۔ احیاے شریعتِ الٰہی
وہ گوہرِ آبِ زندگانی ۔۔۔ جسکا اول نہین وہ ثانی
شانِ احدِ احمدِ مکرم ۔۔۔ شاہنشہِ کشورِ دو عالم

---

[1] مہتابی عمارتیکہ بر لبِ حوض برائے سیرِ مہتاب سازند۔

[2] زمین سخن کا پامال ہوا اصطلاح شعرا ہی لا منہ۔

[3] آبِ حیوان یعنی آبِ حیات۔ آبِحیات ایک چشمۂ ظلمات مین ہی جسکا پانی پینے والا ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔

پھیلی ہوئی جسکی چاندنی ہے — دن دونی ہے رات چوگنی ہے
یکتائی کا رنگ لانے والا — نیرنگ دوئی مٹانے والا
پہونچا بہ کمالِ شادمانی — تا دائرۂ سپہر ثانی
رونق ہوئی کشورِ فلک مین — جان آگئی پیکرِ ملک مین
یکجان دو دو تن ہوے نمایان — یحییٰ کو لیے مسیح دوران
تاج سرِ انبیا کے گوہر — آئینۂ حق نما کے جوہر
بجنے لگے نے صداے مرحبا دی — انفاس مسیح نے جلا دی
تھا منشی چرخ لو لگائے [1] — خامہ کی طرح سے سر جھکائے
زمزمہ ہوئین صورتین رقم کی — اور روح پھڑک گئی قلم کی

فلکِ سوم [2]

پھر وہ شرفِ ستارۂ حسن — زیبِ رخِ ماہ پارۂ حسن
ہر جسکی حسین و پاک صورت — اک نسخۂ گلستانِ قدرت
جسپر ہے فدا چمن مین سنبل — گلزار مین گل قفس مین بلبل
ہین جسکے بہارِ رخ کی تمہید — اوراقِ سہ برگ موالید [3]
وہ واسطۂ قدیم و حادث — سعدین [4] فلک نشین کا ثالث
وہ چشم و چراغ آدمؑ و نوحؑ — سرو چمن مثلثِ روح [5]

[1] منشی چرخ یعنی عطارد جو دوسرے آسمان پر ہے۔
[2] فلکِ سوم پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی لہذا رعایت حسن کی کیگئی ہے۔
[3] نباتات جمادات حیوانات کو موالید ثلاثہ کہتے ہین موالید ثلاثہ کو سہ برگ سے تشبیہ دی ہے۔
[4] سعدین یعنی مشتری و زہرہ
[5] ارواحِ ثلاثہ یعنی جان بو اور ہوا [illegible] کا مثلث قرار دیا ہے۔

توحید کا تخم بونے والا — تثلیث کا گھر ڈبونے والا
یون گزرا تیسرے فلک پر — جس طرح نظر مین حسنِ منظر

سراپا

اُس جا ہے سخن کا اور مرجع — [1] مصرع ہے ہر ایک حسن مطلع
کاتب کی چمک رہی ہی تقدیر — آنکھون مین کھچی ہوئی ہی تصویر
نقشے کی ہی وہ لطیف صورت — جس سے کہ ہی اہل دلکو حیرت
صورت کا وہ دلپذیر نقشا — جس سے ہے ہر آئینہ کو سکتا
سورج کی نہ دوپہر پلٹ جائے — اِس دم مرے سامنے سے ہٹ جائے
گر بد رکھین ادھر اُدھر ہو — کہدو مرے شہر سے بدر ہو
حقا کہ وہ جسم سر سے تا پا — ہی شاہدِ غیب کا سراپا
دیکھا ہے خدا نے اپنا عالم — آئینہ بنا کے قد آدم
کھینچی بہ کمال حسنِ تدبیر — نقاش ازل نے اپنی تصویر
رُخ مین صفتِ جمال دی ہی — صورت مین جان ڈالدی ہی
ابرو بہ جبین مہ شمائل — رکھی ہوئی رحل پر حمائل
پیشانی ہے جزوِ مصحفِ رو — اِس پارے کے دو رکوع ابرو
واللیل کا ترجمہ ہے گیسو — تفسیر اذا سجے ہے گیسو
آنکھو نسے لکھون صفت وہ آنکھین — [2] مالا عین رأت وہ آنکھین
بیداری بخت چشم ایجاد — سیپارہ رُخ کے سورۂ صاد

[1] رعایت لفظ حسن کی ہی۔ مطلع کے بعد کے شعر کو حسن مطلع کہتے ہین۔

[2] ترجمہ جسکو کسی آنکھ نے نہین دیکھا اشارہ ہے مالا عین رأت ولا اذن سمعت کیطرف۔

خلوت گہِ کبریا کو دیکھا ؎۱ آنکھوں کی قسم خدا کو دیکھا

بینی سے بلند اخترِ حُسن ۔ معراج پہ ہے پیمبرِ حُسن

اسرار دہن ہیں وحی منزل ۔ اور حامل وحی ریش مرسل

احباب میں لب مسیح تقریر ۔ اعدا میں لیے کلیم شمشیر

کیا ذکر تبسم بنیؐ ہے ۔ گُل کی گلشن میں جو ہنسی ہے

کانوں کی سنی ہے کیا روایت ؎۲ جو سرد ہے قطب کی ولایت

جوہر کا بھرا ہوا اخیر ۔ آئینہ ہے مثال سینہ

اسرار نہ آسمان نظر میں ۔ ڈوبے ہوے ہفت بحر دبر میں

اُس گردنِ صاف کی بلندی ۔ تکبیر فریضۂ سحر کی

رعنائیِ قامتِ مناسب ۔ روزے میں اذان وقت مغرب

دیکھے ہیں فلک میں یا زمین میں ۔ ہاتھ ایسے کسی کے آستین میں

دو انگلیوں میں یہ ماہ کا حال ۔ مقراض میں جس طرح مہِ بال

کھوے ہوے شوق عرشِ عالی ؎۳ علینین براہ پایمالی

چرچے یہی شیخ و شاب میں ہیں ۔ پاؤں ایسے کسی رکاب میں ہیں

دیکھی جو وہ صورت دل آرا ۔ ارولح کو دفعتہ غش آیا

حالت ہوئی بیخودی کی طاری ؎۴ زہرے کہیں بھول اُٹھی ستاری

؎۱ حضرت کی آنکھیں خلوت گہِ کبریا ہیں جسنے انکو دیکھا خدا کو دیکھا۔

؎۲ اصطلاح علم ہیئت قطب شمالی و جنوبی میں بے انتہا سردی ہے ولایت معنی اقلیم مستعمل ہے وقطب ایک خاص مرتبہ اولیاء اللہ کا ہے۔ اس صورت میں لفظ ولایت بھی دو معنی رکھتا ہے۔

؎۳ لفظ عرش عالی میں دو عین ہیں ۱۲ منہ رح

؎۴ زہرہ آسمان سوم پر ہے۔

کتنے تھے ملک سُنی نہ دیکھی — صورت ہی کہ قدرت الٰہی
حاضر تھے مہ منیر کنعان — فرزند جوان پیر کنعان
گل جنکے تھے مصر کے چمن مین — کانٹے کنعان کے پیرہن مین
یعقوب تھے جنکے ناز بردار — تھا جنکا دلون مین گرم بازار
آنکھون مین سمائی وہ تجلی — جو خواب مین تھی کبھی نہ دیکھی
یوسف ہوے جان و دلسے شیدا — منہ دیکھ کے رہ گئی زلیخا

فلک چہارم [۱]

پھر وہ خطِ عفوِ اہل عصیان — فرزانہ شفیع پیش یزدان
جس سے کہ ہوئی شکستِ کفار — صحرائے عرب ہے جس سے گلزار
تشریف غرض کی بے کم و کاست [۲] — جسکے قدِ راست پر ہوئی راست
وہ رونق چار سوے ایجاد — اعجاز کراستِ خدا داد
تھے جسکے چار یار ذیجاہ — منزلگہ لطف و مہر کے ماہ
زیبا بش صدر حلم و تمکین [۳] — آرائش چار بالش دین
بیکس کی مراد دینے والا — ناچار کی داد دینے والا
ٹھہرا چرخ چہارمین پر — یا صفحۂ نسیم پر خطِ زر
اسرار نہ یان کے لکھنے مین آئین — گو دونون زبان خامہ ملجائین

[۱] اس آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ سب سے اول قلم سے حضرت ادریسؑ نے لکھا اسی رعایت سے الفاظ خط شفیع شکست گلزار خط توام خط تجنیس لائے ہین۔

[۲] یہ شعر اس رعایت سے ہے کہ حضرت ادریس نے سب سے پہلے سیئے ہوے کپڑے پہنے تھے۔

[۳] چار بالش یعنی مسند۔

میدان وہ عجیب روپ مین تھا ؎ | خورشید بھی دوڑ دھوپ مین تھا
کی مصحفِ انبیا کی تدریس | تا وَاذکُر فِی الکتاب ادریس
یکجا ہوے دو نبیِ اکرم | مثلِ صفحاتِ خطِ توام
یکرنگی مصطفےٰ و ادریس | قدرت کے قلم کی سطر تجنیس
ہم وضع دو نقشِ کلک ایجاد | دو قطعے نوشتۂ یک اُستاد

فلکِ پنجم

پھر وہ گلِ نو بہارِ معنی | وہ گوہرِ شاہوارِ معنی
ہی جسکی زبان مین فصاحت | ہے جسکے کلام مین بلاغت
ہی جسکی شگفتہ رنگ تقریر | مَا یَنطِقُ عَنِ الہوٰی کی تفسیر
اعجاز اثر بیان شیرین | قرآن کا ورق زبان شیرین
اورنگ نشین عزت و جاہ | زور سر پنجۂ یدُ اللہ
تکبیر کی جس کے پاس دولت ؎ | ہے جسکی نماز پنج نوبت
گبرانِ جہان کا آبرو ریز | برہمزنِ پنج گنج پرویز
دُر ہاے یقین پرونے والا | دل سے شش و پنج کھونیوالا
آیا سرِ برج پنجمین پر | یا افسرِ سلطنت پہ گوہر
ہارون نے کہ افصح البیان تھے | گویا کہ کلیم کی زبان تھے ق
موسیٰ کے وزیر اور برادر | پیغمبر و بازوے پیمبر
کی نعت ادا بجوشِ بیانی | یا وصف چمن مین گلفشانی
تحریر کیے ہزار دفتر | الواح زبرجدِ فلک پر

ؔ؎ خورشید فلک چہارم پر ہی سؔ؎ پنج نوبت جو در شاہی پر پانچ وقت بجتی ہے۔

بہرام تھا مُہر خامشی کی [1] عبری نے یہ کی تمام ترکی

فلک ششم [2]

پھر وہ دُرِ بے بہائے تکوین
وہ لالہ و لعل کو وہ تمکین

جسکی نہین روک لامکان تک
پایاب ہے نیل آسمان تک

ہے وہ دُر مین جسکے سحر باطل
افسون ہے اسیر چاہ بابل

آہوے رسیدہ ساحری ہے
اللہ کی گائے سامری ہے

جس سے ہوئی شان کفر نابود
فرعون کوئی بچا نہ نمرود

جسکی شوکت وہ زیر دشمن پر
شمشیر اُسکی قضا کا شہپر

جسکی بخشش سے ڈر کے قارون
پہلے سے ہوا زمین مین مدفون

وہ روز طلوع صبح منیش
صبح شش روز آفرینش

وہ قبلۂ شش جہات عالم
وہ مرجع کائنات عالم

انداز کرم بتانے والا
شش دانگ جہان لٹانیوالا

گردون ششم پہ چشم بد دور
چمکا مانند شعلۂ طور

جلوے وہ جمال نے دکھائے
موسی وہی آگ لینے آئے

تھا داغ فراق لن ترانی [3] مسرور وصال من رآنی

---

[1] بہرام یعنی مریخ جو فلک پنجم پر ہے۔ بہرام نام ایک پہلوان کا بھی ہے عبری سے مراد حضرت ہارون جنکی زبان جبرانی تھی مطلب یہ ہے کہ بہرام ترک فلک سے تقریر اُنکے سامنے نہو سکی۔

[2] اس فلک پر حضرت موسی علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ہے اسی رعایت سے الفاظ نیل سحر سامری فرعون شعلہ طور لن ترانی وادی ایمن لائے ہین۔

[3] اشارہ حدیث من رانی فقد رای الحق ۱۲ منہ رح

وہ محوِ کلامِ ایزدِ پاک — تھا مُہرِ سکوتِ ماعرفناک
آتی تھی صدائے عقلِ اول — دیکھے کوئی نخلِ طور کا پھل
کیا دادیِ ایمنِ فلک کی — تقدیر سے مشتری ہے چمکی

فلکِ ہفتم

پھر وہ حرمِ سجدہ گاہِ تسلیم — محرابِ حرمِ جاہ و تعظیم
کعبے کا سوادِ صفحۂ عین ؎۱ — سنگرفی نسخۂ ذبیحین
جسکی آمد کا سنتے ہی غل — آتشکدے شمع سان ہوے گل
گردن مین بتانِ بے دہن کی — پھانسی ہوئی چوٹی برہمن کی
کلیون کی طرح سے جنکے چھوڑا ؎۲ — کعبے مین پڑا بتون کا توڑا
طوفانِ بلا ہے جسکا خنجر — بہر آزرِ پرستِ آذر
وہ ناظرہ خوانِ مصحفِ دل — خضرِ سیرِ راہِ ہفت منزل
سلطانِ سریرِ ہفت کشور — شمعِ فانوسِ ہفت اختر
جمعے کو سعید کرنے والا — ہر ہفتے مین عید کرنے والا
اترا سرِ بامِ چرخِ ہفتم — قربان ہوے ہر قدم پہ انجم
تھین منتظرِ جنابِ اطہر — عینینِ خلیلِ ابنِ آذر
کرتا تھا جو صرفِ مہمانی ؎۳ — خوانِ یغلے من عصانی

؎۱ یعنی سوادِ صفحۂ عین کعبہ۔ حدیث شریف مین ہے انا ابن الذبیحین مین بیٹا دو ذبیحون کا ہون ایک ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام دوسرے حضرت عبداللہ۔

؎۲ بیدہانے کی رعایت سے بتون کو غنچہ قرار دیا ہے۔

؎۳ اشارہ ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ومن عصانی فانک غفور رحیم۔

دیوان ازل کا مطلع نور — برجستہ ردیف بیت معمور
اک بزم کے تھے چراغ دونون — ملکر ہوے باغ باغ دونون
ہندوے فلک بتون سے بیزار ۱؎ — رنت سے نجات کا طلبگار

بیت المعمور

اُس بیت مین پھر وہ سرد مودن — آیا مانندِ تازہ مضمون
قبلہ تھا خدا کے سب گھرون کا — یا صدر تمام دفترون کا
جلتے تھے وہان فرشتون کے پر — گرتے تھے ملک بسرِ ملک پر
گنجایش غیر حق سے معذور — مالک سے تمام خانہ معمور
نیرنگ خیال قدسیان کا — یا رنگ محل نہ آسمان کا

بہشت و دوزخ

آگے جو بڑھا وہ صاحبِ دل — حیرت کے تھے آئنے مقابل
ہر شے تصویرِ بزم تنزیہہ — آئینۂ حیرت اُسکی تشبیہہ
سب عالم غیب سے گرے تھے — سرِ ملکوت کے معمے
باغ لاہوت کے کھلے رنگ — قدرت کے عیان طلسم و نیرنگ
خورشید جلال کے ستارے — یا قوتِ جلال کے شرارے
ٹھہری جو اتر کے پل سواری ۲؎ — مالک سے ادب سے بندگی کی
پاکر خبر بہار مقدم ۳؎ — گل ہوگئی آتش جہنم

۱؎ ہندوی فلک یعنی زحل ۲؎ مالک نام داروغہ دوزخ ۳؎ گل ہونا سرد ہونا بہار مقدم برعایت گل ہے۔

تھا خوف کہ ہو نہ جائے برباد — دوزخ مثل بہشت شداد
رحمت کی سحر ہوئی نمودار — ہو کیون نہ سقر سفر پہ تیار
شعلے کی شرارتین تھین فی النار — خاموش تھا صورت گنہگار
پھر وہ گل گلستان تنزیہہ — وہ باعث خلق دہر و ما فیہ
مانند بہار فرحت انگیز — جنت کی طرف ہوا جلوریز
جسکا ہے لقب میان جمہور — نور افشان باغ عالم نور
کیا کیجیے بیان صفت فضا کی — پھلواری جناب کبریا کی
ہر صلِ علائے گل تر ؎۱ — رمز بَلَغَ العُلیٰ صنوبر
مے وہ کہ برنگ چشم مخمور — اپنے نشے مین آپ ہی چور
نے وہ کہ ہی جس کا ترجمہ لا — ہم معنیِ لا اِلٰہ اِلّا
یک سینۂ عندلیب و صد گل ؎۲ — یک سایۂ گل ہزار بلبل
تارِ رگِ گل ہزار دستان — از بر کیے بلبلین گلستان
رخ حسنِ عمل کا حور و غلمان ؎۳ — چشم نگہ قبول رضوان
دریاے کرم سمٹ کی کوثر — رحمت محمدی ہوکے ساغر
خوش ہوکے فضا بہشت پیرا ؎۴ — تقدیر نہال ہوکے طوبا
ہر شاخ رہ خدا کی مشعل — ہر پھول نہال شوق کا پھل

؎۱ برعایت خوشبوے گلاب کے صل علی ہر اور بمناسبت بلندی صنوبر کے بلغ العلیٰ

؎۲ صد گل و ہزار بلبل سے کثرت گل و بلبل مقصود ہی۔

؎۳ رخسار حسن عمل کا حور و غلمان ہین اور نگاہ قبول کی آنکھ رضوان ہے۔

؎۴ نہال ہونا خوش ہونا نہال بمعنی درخت نورستہ مطلب یہ ہی کہ فضا کا اہتزاز بہشت اور تقدیر کا خوش ہونا طوبیٰ ہے۔

ہر چشمۂ ناز کا کرشمہ ¹ یا دیدۂ منتظر کا چشمہ
تھا نوکِ زبان حالِ رضوان ² دیباچۂ منتِ گلستان

اللہ رے یہ مرا مقدر رکھے اپنے قدم مرے جبین پر
امت سے بھی اسقدر ہو ارشاد آ کر کرین میرے گھر کو آباد
ہین سب بد و نیک مجکو محبوب بے قید وہ یوسف اور مین یعقوب
اچھے ہون اگر قصور میرے عاصی کے قصور سے بری ہے
ہو مشک خطا مرے ختن مین ³ یا نافرمان ہو اس چمن مین
کیجیے مجھے قبل حشر برپا ہے مجکو یہ مدتون سے کھٹکا
اُس دن عجب اضطراب ہوگا ہنگامۂ بے حساب ہوگا
مجنون کوئی رہ نجائے بن مین بے خود کوئی وادیِ قرن مین
غافل کوئی حشر مین نہ کھو جائے ⁴ محسن کسی سایے مین نہ سو جائے
اے صدر نشین یوم موعود اے بادشہ مقام محمود
بر لا مری آرزو کرم سے ہے میری بہشت تیرے دم سے

عرش و کرسی

¹ چشمۂ عینک و چشمۂ آب۔

² زبان حال رضوان کو دیباچہ شکر گذاری جنت ازبر تھا کہ اللہ رے یہ میرا مقدر گلستان سے مراد جنت ہے۔ بعد کے اشعار زبان حال رضوان سے ہین۔

³ خطا بمعنی عاصی میرے ختن مین مشک اور میرے چمن مین نافرمان ہونا فرمان یعنی عاصی اور قسم پھول کی۔

⁴ طبع اول مین مصرع ثانی یہ تھا۔ محسن ترے سایہ مین نہ سو جائے اس خیال سے تبدیل کیا گیا کہ جو آپ کے سایہ مین سو جائے اسکو جنت کی کیا پروا ہے۔ تو و طوبیٰ و ما و قامتِ یار۔ فکرِ ہر کس بقدر ہمت اوست۔

القصہ سمجھ کے جزو کل کو | اور دیکھ کے وہ انکے خار وگل کو
اور آگے بڑھا وہ طالب رب | کہتا ہوا آدم بمطلب
طوبےٰ سے رکھا قدم جو آگے | جبرئیل و براق دونون ٹھہرے
رفرف پہ چڑھا وہ صاحب قدر | جس طرح کمال بر سر بدر
کرسی پہ بٹھا کے نقش مقصود | آیا سوئے عرش پاک معبود
سب سرو قدان عرش اعظم ؎۱ | تعظیم کو اٹھے قد آدم

مقام اعلیٰ

زیر قدم جناب والا | اعلےٰ سے جو تھا مقام اعلیٰ
دلکی تگ و دو تھی دم سے آگے | سرچار قدم قدم سے آگے
آئینہ روے ذات عالی | اقلیم صفات بیمثالی
چمکا ہوا امینِ تجلی ؛ | پھیلا ہوا دامنِ تجلی
وحدت کا کھلا ہوا وہ ناکا | جس مین نہین دخل ماسوا کا
وارفتہ خیال جست وجو کے ؎۲ | چھاپے لیے خون آرزو کے
امید کے تہ نشین سفینے | ٹوٹے ہوے حوصلے کے زینے
نکلی ہوئین ہمتون کی جانین | اتری ہوئین چلّے سے کمانین
بھولے ہوے راہ کے مسافر ؎۳ | ارکان رباعی عناصر
افتادۂ خاک بحر و ساحل | درماندۂ راہ خضر و منزل

؎۱ الفاظ سرو قد و تعظیم و قد آدم خاص لطف رکھتے ہین۔

؎۲ شہر کے ناکے پر ہاتھ مین چھاپا لگایا جاتا ہے۔

؎۳ مسافران راہ فراموش شدہ ۱۲ منہ رح

طاؤسِ سپہر بال بستہ [1] عنقائے نجوم پر شکستہ
جھیلے ہوئے دور باشِ ادب کی طوبیٰ و بہشت و عرش و کرسی
جانے کا نہ لے سکین ملک نام روحونکا پہونچ سکے نہ پیغام
تاثیرِ دعا کے در سے محروم [2] کوشش شرفِ اثر سے محروم
انسانکی وہان تھی کب رسائی آنکھون مین کشش بٹھا کی لائی
وہ مردمِ چشمِ دین و ایمان کحل البصرِ وجوب و امکان
ایمان کا رنگ بوئے تصدیق نخل چمنِ مجاز و تحقیق
وہ مرجعِ کار و کارسازی وہ سرِ نیاز و بے نیازی
آنکھون کو تلاشِ جلوۂ رب [3] کانون مین صدائے نحن اقرب
آیا سوئے بزمِ لی مع اللہ [4] آئینے مین جیسے پرتو ماہ
پہونچا وہ وہان جہان نہ پہونچے جبریل کی عقل کے فرشتے
نزدیک خدا حضور پہونچے اللہ اللہ وہ دور پہونچے
لرزے مین تمام دست و پا تھے انداز جلالِ کبریا تھے

---

[1] یعنی اُڑ کر نہین پہونچ سکتا۔

[2] دعا بھی وہان پہونچنے کی بے اثر تھی۔

[3] اشارہ ہے آیت کلام مجید کا نحن اقرب من حبل الورید۔

[4] یہ اشارہ ہے حدیث ذیل کیطرف لی مع اللہ وقت لایسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل۔ اس حدیث کا ذکر مولانا علی القاری محدث فقیہ نے کتاب موضوعات کبیر کے صفحہ ۱۷ مین فرمایا ہے عبارت انکی یہ ہے حدیث لی مع اللہ وقت لایسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل یذکرہ الصوفیہ کثیراً وھو فی رسالۃ القشیری لکن بلفظ لی وقت لایسعنی فیہ غیر ربی قلت ویوجد منہ انہ اراد بالملک المقرب جبریل وبالنبی المرسل نفسہ الجلیل وفیہ ایماء الی مقام الاستغراق باللقاء المعبر عنہ بالسکر والمحو والفناء۔

بے سایہ قدِ رسولؐ باری — تھا سایۂ نخلِ خاکساری
سجدے کے لیے جھکا ہوا تھا — سر عرش پہ اور زمین پہ ماتھا
ہر لحظہ زبان پر مناجات — ہر لمحہ لبون پر التحیات
خالق سے نگاہِ پاک محرم — چھوٹی ہوئی عینک دو عالم
پتلی مین جا جمالِ دلخواہ — جس طرح چنے پہ قل ھو اللہ
خاموشی عشق سرمہ پیکر — آوازۂ حسن شور محشر
مواجِ بحر جا نگدازی — سیرابی باغ دلنوازی
وحدت کے نیچے ہوئے تھے اورنگ — کثرت کے مٹے ہوئے تھے نیرنگ
تھی اوج پہ شانِ مصطفائی — دکھلاتی تھی بندگی خدائی
وحدت کی ہوئی دوئی مین آمد — مانند احد میان احمد
دامن مین چھپانے غیر کو عین [۱] — واحد تھا نقاب روے اثنین
عینیت غیر رب کو رب سے — غیریت عین کو عرب سے
ذات احمدؐ تھی یا خدا تھا — سایہ کیا میم تک جدا تھا
خالق کی صفت ہی ذات والا — وہ شعلۂ طور یہ اُجالا
کیا ہو گئے حد سے بڑھنے والے — سجدے مین درود پڑھنے والے
عرفان کے مقام کی کرین سیر [۳] — دیکھین کہ صفت ہی عین یا غیر
کافی ہے اسیقدر بیان بس — بس اے مری طبع نکتہ دان بس
لازم ہے ادب سے وہ خموشی — جو مہر ہو میرے خاتمے کی

---

۱ سر اثنین الف ہی بقاعدہ علم معما نقاب قرار دیا ہی ۱۲ منہ۔

۲ تعمیہ عین رب اگر عین عرب سے نکالا جاے تو رب ہوتا ہی۔

۳ اشارہ ہے اس مسئلہ کا کہ صفات باری تعالی عین ذات ہین یا غیر ذات۔

خاتمۂ مناجات

اسوقت اُٹھا ہوا ہے پردا | موقع ہے رسائی دُعا کا
کر عرض ادب سے سر جُھکا کر | تا پایۂ عرش ہاتھ اُٹھا کر
اے پرتو مہر لایزالی | بے مثل مثال بیمثالی
شمع حرم خدا نمائی | قندیل حریم کبریائی
جسطرح ملا تو اپنے رب سے | انداز سے شوق سے ادب سے
یون ہی ترے عاصیان مہجور | اکدن ہون تری لقا سے مسرور
صدقے مین ترے یہ آرزو ہے | دم مین رہ آخرت کرین طے
ہو حشر کا دن خوشی کی تمہید | جسطرح سے صبح صادق عید
یون سر پہ ہو سہرا آتشین خو | ٹوپی مین کسی کے جیسے جگنو
دشمن پہ کڑی ہو پہلی منزل | مین سوؤن لحد مین ہو کے غافل
گزرے مری نعت کے سخن مین | رکھی ہو یہ مثنوی کفن مین
پردہ رہے نامۂ عمل کا | کھلجائے نہ قبر مین لفافا
اُسدم کھلے چشم آرزومند | جب دفتر حشر ہو چلے بند
جلدی کرے شوق قلب مضطر | لہ کھلجائین مرے بُراق کے پر
اس تیزی سے آئے وہ سُبک بال | پیچھے رہین کاتبان اعمال
ہوپہنچے مرا بادپا ادم تک | ہوپنچاوے مجھے ترے قدم تک
رہ جائین نہ میرے دلکے ارمان | مشکل سے نہ مشکلین ہون آسان
شامت سے نہ پائمال ہو جائے | سبزہ جو اُگے نہال ہو جائے

لہ شوق کو براق قرار دیا ہے۔

پھولے پھلے گلشن تمنا — عقبیٰ مری پھل ہو پھول دُنیا
یاں شوق و خلوص و التجا ہو — واں میں ہوں آپ ہوں خدا ہو

شفاعت و نجات

سنہ ١٣١١ھ

اسرارِ معانی درد عشق

سنہ ١٣١١ھ

ذرا عشق ادہر دیکھے بھالے ہوے ۱؎ — قدم اے ستمگر سنبھالے ہوے
نہ چلنا کہین وہ قیامت کی چال — کہ لاشے شہیدون کے ہون پائمال
جفا تیری چتون مین اے بیوفا — سر دہی کے قبضے مین دستِ قضا
ہوے گرچہ لاکھون تہ تیغ جور — ادا کہتی ہے میری خاطر سے اور
جو تو رہنما ہے تو رہزن ہے کون — تجھے دوست سمجھین تو دشمن ہی کون
تری بیوفائی کرم کا ستم — تری کج ادائی ستم کا کرم
صفین صاف برباد لشکر ہوے — کبھی تیرے میلے نہ تیور ہوے
نظر بند تیرے ستائے رہین — مگر آنکھین چتون چرائے رہین
ترے داغ سے دل مین گلکاریان — ترے دم سے آنکھون مین چنگاریان
کہین تو ہے آتش کہین رود نیل — بچین یا الٰہی کلیم و خلیل
کیا تیرے زندان نے یوسف کو بند — ہوے تیرے مقتل کو عیسےٰ پسند
نمک تیرا زخمون مین ایوبؑ کے — کھٹک تیری دیدون مین یعقوبؑ کے
ہوا قرب یونسؑ کو بعد دہور ۲؎ — کہا ہی حقیقت پہ تیری عبور
ترا نجد اچھے بنون کا بگاڑ — ترا بیستون بگڑے دل کو پہاڑ

۱؎ خطاب عشق کیطرف ہی اور اسی کا سراپا بیان کیا گیا ہی ۲؎ دہور جمع دہر بمعنی زمانہ

نہ شیخ و برہمن سے کے ٹھہرے قدم ۔ کشاکش مین ہین تجھسے دیر و حرم
جہاں انگیز ہے نکہت دلربا ۔ ہے کس فتنہ مین عطر ڈوبا ہوا
جوانان گلشن کو ہر دم فشار ۔ نہ مانگے کہین خون بہا لالہ زار
چمن کو ہوا تیری ایسی لگی ۔ رگ گل سے بلبل کو پھانسی لگی
ترا دیر ہے قبلۂ کائنات ۔ ترا کعبہ ہی مرجع سومنات
ترا طور کیف انا الحق سے ست ۔ ترا وادی ایمن آتش پرست
برہمن کو بت بنکے دھوکا دیا ۔ بتون کو خدا بنکے بندا کیا
پڑا سایہ جس پر فنا ہو گیا ۔ پری بنکے تو اک بلا ہو گیا
تپش مہر محشر کی بڑھتی ہوئی ۔ ترے حسن کی دھوپ چڑھتی ہوئی
نہ گیسو کا مثل اور نہ رخ کا بدل ۔ وہ شام ابد ہے یہ صبح ازل
ترے موے مشکین بلا در بلا ۔ ہر اک طرہ ہنگامۂ کربلا
کہان بل کہان پیچ تقدیر کے ۔ یہ لٹکے ہین زلف گرہ گیر کے
وہ چمکے شہیدان ابرو کے داغ ۔ کہ گل ہو گئے مسجدون کے چراغ
کوئی چشم کافر ہے اس آن کی ۔ قسم کفر کھائے تو ایمان کی
ستم تیر مژگان کا اٹھتا نہین ۔ کسی دل کا اتنا کلیجا نہین
جو سیدھی بھی ہو تیری ترچھی نظر ۔ تو ہو اک زمانہ ادھر سے ادھر
خموشی کے پردے مین معجز بیان ۔ دہن گو مگو کی ہے اک چیستان
کمر تیری ہوتی تو کہتے بشر ۔ کہ ڈوبا ہے تو خون مین تا کمر
دو عالم ہے کاہ اور تو کہربا ۔ کشش ہے ترا قامت دلربا
کھنچی تیرے قامت کی تصویر ہے ۔ کشش کیا قیامت کی تصویر ہے
چہ خوش گفت روشندلے اہل حال ق ۔ کہ حسنست سودائے شوق وصال

جہان تا جہان از ابد تا ازل ‏— کشش مظہر شاہد لم یزل
قیامت اسی جذب کا ہی خطاب ‏— فنا و بقا شبنم و آفتاب
بھرا ہے شوق کبتک بہ لیل و نہار ‏— بلاے فراق و غم انتظار
خدا کے لیے اک نئی چال چل ‏— دکھا آج ہی جو کہ دیکھین گے کل
نظر آئے مستقبل دہر حال ‏— ہو امروز آئینۂ فردا مثال
نہ ہو خیرہ خیرت سے چشم یقین ‏— دکھا کوئی نزدیک ہین دور بین
سخن کو ہے محشر کا جامہ پسند ‏— کہ ہے مصرع طرح قد بلند

شرح حال روز قیامت

اب اے ساقی غم وہ دور ستم ‏— کہ برہم ہو میخانۂ کے و جم [۱۳]
دل و درد دو ہاتھ اچھلنے لگے ‏— سر عیش پاؤن سے چلنے لگے
فنا پر ہو نو دارون کا مدار ‏— کشش کائنات مرکز کی ہو آشکار
نہ ہے ہونے اور کے ہے سے نے ‏— [۱۳] کہ کے سے طرب کرد کاوس کے
سُن اک رند بیباک کی گفتگو ‏— ق جو کہتا تھا ساقی سے اے ماہرو
وہ ہے دے جو اسوقت موجود ہو ‏— کہین باب توبہ نہ مسدود ہو
بدو را خیر ایک لبریز جام ‏— کہ ہے مرگ انبوہ کا جشن عام
اُجالے مین پیدا اندھیرا ہوا ‏— شب آرزو کا سویرا ہوا
سموم پر آتش ہوئی نسیم سحر ‏— سحر کی یہ نوبت کہ ہے دوپہر
ہوا پُرزے پرزے گریبانِ صبح ‏— کھلا بخیۂ چاک دامانِ صبح
اذانِ سحر صور نے ایسی دی [تحت صور ادا ۵۲] ‏— کہ اللہ اکبر چھری چل گئی

[۱۳] پہلا کے استفہامیہ دوسرا یعنی کیخسرو تیسرا استفہامیہ ہے۔

ہوا غُل دہلنے لگی جو زمین ۔۔۔ فنا کی سلامی کی توپین چلین

یہ سمجھے جو حسرت ہوئی سینہ کوب (۱) ۔۔۔ پڑی کوس رحلت کی ڈنگے پہ چوب

زمانے کی قوت زمین کی سکت (۲) ۔۔۔ ہوئی پائمال اذا زلزلت

لرزے قلعے شاہون کے بایکد گر ۔۔۔ بجانے لگے شیشے خانے گجر

بلاخیز جھونکے فنا کے چلے ۔۔۔ پر و بال عنقا کے پنکھے ہلے

ملے خاک مین آسمان و زمین ۔۔۔ نہ باقی ہین شاہ ب نہ مہر و نگین

زمین ہو گئی قطعہ لاخراج ۔۔۔ ہما کیا اڑا اڑ گئے تخت و تاج

نظر آئے سب سیم و زر نقش آب ۔۔۔ ہوئی بھُن کے سکے کی مچھلی کباب

غضب جب حضرت عشق ڈھانے لگے ۔۔۔ کر اپنے مٹون کو مٹانے لگے

فنا گل کی مسکی تو سنبل کی بیل ۔۔۔ بگاڑا جو اب تک بنا یا تھا کھیل

چمن کے خیابان مین اُڑنی ہی دھول ۔۔۔ اُٹھے بلبلون مین گلستان کے پھول

ہر اک لالہ داغِ دلِ نا امید ۔۔۔ ہر اک نرگس شوخ چشم شہید

لگا ئی فنا نے کہان داغ بیل ۔۔۔ عدم کو چلی آب و آتش کی ریل

ہر اک بزم مین ماتم رنگ و بو ۔۔۔ ہر اک سینہ اک تربتِ آرزو

ہوئی محو خلوت ہر اک انجمن (۳) ۔۔۔ ہر اک شے کو ہے غربت اندر وطن

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ گذشتہ) ۵ قال اللہ تعالیٰ ونفخ فی الصور فصعق من فی السمٰوٰت ومن فی الارض الا من شاء اللہ۔ (ترجمہ) جب صور پھونکا گیا تو جو آسمان و زمین مین ہی مرجائیگا مگر جسکو خدا چاہے (الا ماشاء اللہ) مین حضرت جبرئیل ومیکائیل وعزرائیل واسرافیل وحاملان عرش ہین ۔

۱ کوس بمعنی صدمہ منیر مرحوم نے بھی اس لفظ کو اسی طرح استعمال کیا ہے۔ نہین سُنتا ہے منیر کوئی ، ڈنکے بجتے ہین کوس رحلت کے ۔

۲ اشارہ ہے آیت قرآن شریف اذا زلزلت الارض کی طرف ۔

۳ خلوت در انجمن عبارت از انست کہ در انجمن کہ محل تفرقہ است غفلت بدل راہ نیابد بظاہر با خلق و بباطن با حق باشد، سفر در وطن عبارت از برآمدن صفات بشری و در آمدن در صفات ملکوتی کہ معنی تخلقوا باخلاق اللہ ست۔

حسین سٹ گئے نکہتِ گل کی طرح — اسیر اُڑتے پھرتے ہین بلبل کیطرح

منادی کی یہ شہرتِ عام ہے — کہ مصر اور کنعان کا نیلام ہے

ہر اک غم کے ماتم مین نالان ہنسی — ہر اک رُخ پہ چھائی ہوئی بیکسی

اُڑاتے ہوے سر پہ مرقد کی دھول — مَرے ایسے جنکا نہ تیجا نہ پھول

[illegible]

کرین یاد کیا عیشِ موہوم کو — خدا بخشے یارانِ مرحوم کو

کہو خدمتِ حضرتِ مولوی [1] — کہ اب نَے کے ہجران کی بیڑی کٹی

وطن کو غریبان بیجان چلے — نَے و نالہ سوے نیستان چلے

سوے بحر قطرہ روانہ ہوا — جدائی کا ختم آب ودانہ ہوا

نہ باقی رہا غیرِ حق بہر نام [2] — ہوا قصرِ ایجاد رہو کا مقام

ندا عالمِ قدس کی بار بار ق — کہ کیا ہو گئے شاہ گردون وقار

جو تھے اپنی ثروت کی نخوت مین گم — جو کہتے تھے ہر دم انا ربکم

کہان پہلوانانِ لشکر شکن — کہان شہسوارانِ شمشیر زن

کہان ماہرویانِ چین و چگل — کہان جان نثارانِ آشفتہ دل

کدھر جا چھپائے ہین اب وہ صنم — نکلتا تھا جنپر جدائی کا دم

کدھر چھپ گیا چرخ مینا نگار — کہان لُٹ گیا کاروانِ غبار

---

[1] اشارہ ہے مثنوی مولانا روم کے ابتدائے اشعار کیجانب ”بشنو از نے چون حکایت میکند + وز جدائیہا شکایت میکند + از نیستان تا مرا ببریدہ اند + وز نفیرم مرد وزن نالیدہ اند“ [2] عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبض اللہ الارض یوم القیامۃ ویطوی السماء بیمینہ ثم یقول انا الملک این ملوک الارض۔ روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مٹھی مین لے لیگا اللہ تعالیٰ زمین کو روز قیامت کے اور لپیٹے گا آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ مین پھر فرمائے گا کہ مین ہون بادشاہ (یعنی نہین ہے بادشاہت مگر میرے لیے اور مین ہی شاہنشاہ ہون) کہان ہین بادشاہان روے زمین۔

حشر وحشت افزا [۱۲]

پلا میرے یوسف لقا ایک جام — نہین اب تو قیدِ حلال و حرام
وہ مے جسکی تیزی کو شیشے سے لاگ — اُڑا لے پھرے جسکی بوتل کو کاگ
وہ مے جو کہ بھرتی ہو عیسیٰ کا دم — کرے ازسرِ نو روان جامِ جم
وہ مے جس سے پھر اپنے گھر آئے روح — وہ مے جسکا ہر قطرہ بن جائے روح
ہر اک مست خوابیدہ بیدار ہو — وہی گرم ہو حق کا بازار ہو
ہوا پھر تقاضاے شانِ شہود — کہ ملکِ عدم سے پھر آئے وجود
مکرر ہوئی نغمہ سنج ظہور — نفخۂ ثانیہ[۱] نیستانِ قدرت کی نَے یعنی صور
فضاے عدم مین وہ مے چھا گئی — کہ قالب مین مُردون کے جان آگئی
اُڑا پہلے رنگ اب ہر اُڑنا محال — بچھا ایک اچھا رگِ گل کا جال
ہوے رونقِ دہر خانہ خراب — وہی جوشِ مینا وہی آفتاب
یہ مرقد کا سانچہ اُبلنے لگا — کہ ہر جسم گل گل کے ڈھلنے لگا
نہ سوجھا زمانے کا کیا ہے چلن [۲] — ہوا چشمِ مردم مین جالا کفن
نکل آے عریان نئے روپ مین [۳] — چلے اُٹھ کے تہ خانے سے دھوپ مین
بیابانِ وحشت مین ہر اک روان — کفن کی اُڑاے ہوے دھجیان

---

۱ ثم نفخ فیہ اُخریٰ فاذا ہُم قیامٌ ینظرون۔ پھر دوسرا صور پھونکا گیا تو وہ کھڑے ہو گئے دیکھتے ہوے۔

۲ کفن آنکھون مین جالا ہو گیا آنکھ مین جالا آجانے سے آدمی اندھا ہو جاتا ہے یہ وجہ قبر سے باہر نکلنے کی ہے۔

۳ عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اِنکم محشورون حفاۃً عُراۃً غُرلاً یعنی تم جمع کیے جاؤگے اور اُٹھائے جاؤگے ننگے پاؤن ننگے بدن بے ختنہ کیے ہوے۔

وہ دشتِ پُر آشوب وہ زمین | وہ ریگِ رواں قلزمِ آتشیں
ہر اِک موج جلتی ہوئی تیغِ تیز | ہر اِک قطرہ برحال خود اشک ریز
گھر اُسکے ڈوبے ہوے قافلے | حباب اُسکے ٹوٹے ہوے آبلے
چھپائے ہے بجلی کو مٹی مین ریت | پکاتی ہے دھوپ اپنے کشتونکے کھیت
زبان مین وہ کانٹے پڑے پیاس سے | لبِ تشنہ مضطرب مثلِ ماہی ہوے
ہوا کیسا بھبوکا رُخِ دلربا | کہ ہر خال کا دانہ بھُننے لگا
سرون پر ہمارے ہمارے گناہ | لگے کھیلنے مثلِ مارِ سیاہ
یہ کہیے کہ آنکھین چھپائے ہوے | اِسی دن پہ تھے زہر کھائے ہوے
ہین اُن یارونکے چھالے چھوٹے ہوے | جو تھے داؤن پر داؤن لوٹے ہوے
ملا دخترِ زر کو سورج کا روپ | یہ ہے وہ پری جسکا سایہ ہے دھوپ
نَے بے نوا نے وہ لی دون کی | کہ زہرہ سے اونچی ہر اِک لَے گئی
سحر پر ہوا دوپہر کا یقین | یہ ڈوبی ہے سارنگ مین بھیرویں
صفت اور موصوف غم مین پھنسے | خطا اور خطاوار مشکین کسے
کھنچے اک شکنجے مین فقر و غنا | بندھے ایک رسّی سے شاہ و گدا
نہ بیٹے کو مطلق خبر باپ کی [1] | یہ پیدا ہوئی فکر آپ آپ کی
ہر اک باپ بیٹے کے منہ سے خجل | ہر اک آنکھ سے گر گیا لختِ دل
نہین اب کسیکو برادر عزیز | کبھی تھا جو یوسف سے بڑھکر عزیز

[1] فاذا جاءت الصاخۃ یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ لکل امرءٍ منھم یومئذ شان یغنیہ یعنی پس جب شور (قیامت) ہو جس سے کان بہرے ہو جائین (اور) جس دن بھاگے مرد اپنے بھائی اپنی مان اپنے باپ اپنی جورو اور اپنے بیٹون سے ہر ایک کو اُن رشتہ دارون مین سے اسدن فکر ہوگی جو اُسکے لیے کافی ہے (یعنی نفسی نفسی کا معاملہ ہوگا)

محبت ہوئی قیس سے ناامید ۔۔۔ لہو ہو گیا کوہکن کا سفید
ہے سبزہ کو گلشن سے بیگانگی ۔۔۔ پریشان ہے جنگل مین دیوانگی
ہوے الفتی ہے خدا کی پناہ ۔۔۔ کہ کعبہ بھی قبلے کی بھولا ہی راہ
ہر اک زندے پر مردنی چھا گئی ۔۔۔ ہر اک پتی گرمی سے مرجھا گئی
یہ سوچے کہ کچھ فکر جمتی نہین[۱] ۔۔۔ زمین پاؤن کے نیچے تھمتی نہین
نہ پہونچی نہ پہونچے گی بے بال و پر[۲] ۔۔۔ زبان تک دعا اور دعا تک اثر
چلین سوے شاہان عالیجناب ۔۔۔ پر و بال ذرون کا ہے آفتاب
سفارش کے ان سے طلبگار ہون ۔۔۔ جو وہ کشتی کھینچین تو ہم پار ہون

طلبِ دعای خیر نفوسِ قدسیہ

کدھر ہے تو اے ساقیِ آبِ سرد ۔۔۔ ترا دور اور آگ کا گھر ہے درد
لگا دے کوئی برف کی آج کل ۔۔۔ کہ گرمی بہت پڑتی ہے آج کل
ملا درد شیرین و اشک روان ۔۔۔ یہ شربت بنا کر جما قفلیان
گھڑے بھر کے آب عرق کے چھڑک ۔۔۔ کہ یہ دشت ہو جاے ٹھنڈی سڑک
چلین پیشواؤن سے اپنے ملین ۔۔۔ گھڑی بھر مین سب طے کرین منزلین
ہوے دل فگاران روز قیام[۳] ۔۔۔ قدمبوس آدم علیہ السلام

---

[۱] قال صلی اللہ علیہ وسلم یحبس المؤمنون یوم القیامۃ حتی یھموا بذلک فیقولون لو استشفعنا الی ربنا فیریحنا من مکاننا۔ یعنی روکے جائین گے مسلمان روز قیامت کے (یعنی ٹھہرے ہونگے سکتہ کی حالت مین) یہانتک کہ فکر مین ڈالے جائین گے (بوجہ رکنے کے) پس کہین گے مسلمان کاش ہم خدا ے تعالیٰ کے حضور مین اپنا شفیع کسیکو بناتے جو ہمکو راحت دیتا اور اس غم و محنت سے نجات دلاتا۔

[۲] جب ایک جملے مین دو مبتدا یا ایک فعل کے دو فاعل ہوتے ہین اور انمین ایک کو...

ابو الانبیا و ابو المرسلین | نئے باغ کے میوۂ اولین
چمن پرور رنگ و بوے کلم[له] | بہ الہام انبئہم باسمائہم
ملک کی نظرین بڑی دُور تھے | نہ کیون سجدہ کرتے کہ مجبور تھے
سر آسمان خلد و طوبےٰ ملا | زمین پر خلافت کا تمغا ملا
کہین کچھ زبان سے یہ طاقت کہان | اشارون سے ظاہر یہ طرز بیان
کرتن پر نہ کپڑا نہ منھ پر نقاب | سوا نیزے پر آ گیا آفتاب
چلے آتے ہین دمبدم غش پہ غش | زبان پر ہے الجوع یا العطش

بقیہ فٹ نوٹ۔ دوسرا مونث تو شعرا تذکیر و تانیث فعل مین لحاظ لفظ اول کا رکھتے ہین
مومن۔ دیکھانہ ہے یہ رنج و حسد وہ بلا کہ آج | سنبل کو تیری زلف کا سا پیچ و تاب تھا

[سه] نیا تون آدم فیقولون انت آدم ابو الناس خلقک اللہ بیدہ و اسکنک جنتہ و اسجد لک ملائکتہ و علمک اسما کل شئی اشفع لنا عند ربک حتے یریحنا من مکاننا ہذا۔ پس آئین گے مسلمان حضرت آدم کے پاس اور کہین گے کہ آپ آدم ہین باپ سب آدمیون کے خدا نے آپ کو اپنے ہاتھ سے (بلا واسطہ یا اپنی قدرت کاملہ سے) پیدا کیا اور آپ کو اپنی بہشت میں رکھا اور اپنے فرشتون سے سجدہ (تحیۃ) کرایا اور (نام ہر چیز کے سکھائے آپ ہماری شفاعت بارگاہ خداوندی مین کیجیے تاکہ ہمکو (اس دشوار) مقام سے نجات ملے۔

[له] وعلم آدم الاسماء کلہا ثم عرضہم علی الملائکۃ فقال انبئونی باسماء ہولاء ان کنتم صادقین قالو اسبحنک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم قال یا آدم انبئہم باسمائہم۔ آدم کو سب چیزون کے نام بتا دیے پھر اُن چیزون کو فرشتون کے روبرو پیش کرکے فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو ہمکو ان چیزون کے نام بتاؤ بولے تو پاک ذات ہے جو تو نے ہم کو بتا دیا ہے اسکے سوا ہم کو کچھ معلوم نہین ہے تحقیق تو ہی جاننے والا مصلحت کا پہچاننے والا ہی تب خدا نے آدم کو حکم دیا کہ اے آدم تم فرشتون کے نام بتا دو۔

تپی جپائین ہمکو کھاتا ہے دن — کہ ڈھل ڈھل کے پھر گھمکے آتا ہے دن
یہ بگڑی ہے گردون کی جیسی گھڑی — کہ ایک ایک پل مین ہین سو سو گھڑی
تپنچے ہین موجِ ہوا مین نہان — برستی ہین سیماب کی گولیان
سراپا عرق ہے پسینے سے دل — [1] نکلتا ہے گھبرا کے سینہ سے دل
ہین ہیرے کے ریزے ہر اک پھانس مین — کلیجے کے ٹکڑے ہر اک سانس مین
چلین دو قدم اب وہ ہم ہی نہین — کہین آئین جائین وہ دم ہی نہین
اٹھے جاتے ہین پاؤن کیا کیجیے — بلند آپ دستِ دُعا کیجیے
سوا اسکے اپنی نہین کوئی عرض — کہ ہے اپنے بیٹون کی امداد فرض
یہ فرزند یا میری بہلا کیا مجال — [2] خدا اکا غضب ہے خدا کا جلال
مجھے یاد آتی ہے اپنی خطا — [3] کہ بھولا تہا مین نہی لاتقربا
بترغیب ابلیس بیہودہ کوش — دغا باز گندم نما جو فروش
مجھے سخت ہے اضطرار و ہراس — [4] مگر تم کرو نوح سے التماس

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعرق الناس یوم القیامۃ حتی یذہب عرقہم فی الارض سبعین ذراعاً ویلجمہم حتے یبلغ آذانہم۔ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ پسینا گرائین گے لوگ دن قیامت کے یہانتک کہ جائے گا پسینہ اُن کا زمین مین ستّر گز اور پہونچے گا اُن کے منہ پر مانند لگام کے یعنی باز رکھے گا ان کو کلام سے) یہان تک کہ پہونچے گا انکے کانون تک [2] فیقول لست ہناکم ویذکر خطیئۃ التی اصحاب اکل من الشجرۃ وقد نہی عنہا پس فرمائین گے آدم کہ مین اسکا مرتبہ نہین رکھتا ہون اور یاد کرین گے اپنی تقصیر یعنی شجر ممنوعہ کا کھانا [3] لاتقربا ہذا الشجرۃ فتکونا من الظالمین اس درخت کے پاس تم دونون (آدم وحوا) نہ جانا (ورنہ) تم (آپ اپنا) نقصان کروگے [4] ولکن ائتوا نوحاً اول نبی بعثہ اللہ الی اہل الارض فیاتون نوحاً لیکن جاؤ تم نوح کے پاس کہ وہ اول نبی (مرسل) ہین بھیجا اُن کو خدا نے کفار روے زمین پر پس آئین گے نوح کے پاس۔

رہا مدتون جسکو اُمت کا خار — ہدایت کے گلشن مین تھا وہ ہزار
پڑا جبکہ چکر مین دین کا جہاز ق — ہوا نا خدا بنکے وہ چارہ ساز

ہوے جبکہ طوفان مین غرقِ آب — ہوا مین بھرے تھے جو مثلِ حباب
ہر اک موج تلوار کی باڑھ تھی — مگر گھاٹ پر اُسکے کشتی لگی

وہان سے ملا صاف سیدھا جواب ۱؎ — کہ شرمندگی سے ہون مین آب آب
جو کی مین نے وقتِ نزولِ قضا — پسر کی شفاعت خلافِ رضا

تمھین چاہیے جا کے پیشِ خلیل ۲؎ — کرو خواہشِ رحمِ ربِّ جلیل
وہ تھا جس نے بیٹے کی گردن پہ تیغ — رکھی پا کے حکمِ خدا بے دریغ

وہ تھا جسکو کہتے تھے اہلِ زمن — کہ فرزندِ آذر ہوا بت شکن
ہوئی جسپہ آتش سلام اور برد — کیا اس نے نمرود کو گرد برد

بنایا خدا کا وہ پُر نور گھر — کہ جسپر پڑی لامکان کی نظر
گئے قبلہ و کعبہ کے روبرو — وہی ہر قدم پر جسم آرزو
وہ بولے کہ پیشِ جہان آفرین — نہین مجھکو کہنے کی طاقت نہین

۱؎ فیقول لست ہناکم ویذکر خطیئته التی اصاب سواله ربه بغیر علم پس وہ فرمائین گے کہ مین مقام شفاعت مین نہین ہون اور یاد کرینگے اپنا قصور کہ خدا سے نادانستہ (اپنے پسر کی نجات کا) سوال کیا تھا۔

۲؎ ولکن ائتوا ابراہیم قال فیاتون ابراہیم فیقول انی لست ہناکم ویذکر ثلاث کذبات کذبہن۔ لیکن تم ابراہیم کے پاس جاؤ پس جائین گے وہ ابراہیم کے پاس تو وہ بھی فرمائین گے کہ مین اس مرتبہ کا نہین ہون اور یاد کرین گے تین جھوٹ جو انھون نے دنیا مین بولے تھے (حقیقت مین وہ باتین جھوٹ نہین تھین مگر چونکہ مرتبہ انبیا کا عالی ہے ان کو ایسے امور پر بھی مواخذہ کا خوف ہوگا حسنات الابرار سیئات المقربین)۔

کئی باتین مانند انی سقیم ف۱ غلط کہکے بیرا ہوا دل دو نیم
اسی سے ہی ہر دم مرا حال غیر ف۲ ملو جاکے موسیٰ سے یا دش بخیر
اُسی کو ملا تھا یہ گوش و دہن کہ ہر دم خدا سے رہا ہم سخن
نگین جہانتاب نام آوری چراغ سر طور پیغمبری
عصا بیر اعجاز کا دستگیر اسیر کف دست مہر منیر
وہان جاکے گھبرائے خونین جگر ق کہ بولے جناب کلیم الحذر
خیال ایک خون کا بڑا ہی مجھے ف۳ لیے مشعلین ڈھونڈھتا ہے مجھے
مری طبع کو ہے بڑا انتشار مرا قلب ہی لالہ سان داغدار
مگر تم اُٹھاؤ نہ حرمان کا غم ف۴ تمھارے لیے بس ہی عیسیٰ کا دم

ف۱ اول جب قوم ابراہیم کی کسی میلے کے تماشے کو باہر جانے لگی ابراہیم نے ساتھ جانا نہین چاہا اور عذر علالت کا کیا حالانکہ ظاہر مین بیمار نہین تھے لیکن انکی مراد یہ تھی کہ قوم کے کفر و عناد کا روگ دلکو رنجیدہ کیے تھا دوم ابراہیم نے چھوٹے بتون کو توڑ ڈالا تو قوم نے سوال کیا کس نے توڑا ہی ابراہیم نے فرمایا بڑے بُت نے منشا انکا اس جواب سے یہ تھا کہ کفار قائل ہو جائین یا یہ منشا تھا کہ بڑے بت کی تعظیم سبب اس فعل کا ہوے سوم سارہ کو اپنی بہن فرمایا وہ فی الحقیقت انکی چچازاد بہن تھین۔

ف۲ ولکن ائتوا موسیٰ عبداً آتاہ التوراة وکلمہ وقربہ نجیا۔ لیکن جاؤ تم موسیٰ کے پاس کہ یہ وہ بندہ ہی جسپر خدا نے توریت نازل فرمائی اور کلام کیا بے واسطہ اور ان کو اپنا راز دار بنایا۔

ف۳ قال فیأتون موسیٰ فیقول انی لست ہناکم ویذکر خطیئتہ التی اصاب قتلہ النفس پس وہ آئینگے موسیٰ کے پاس اور وہ بھی فرمائینگے کہ مین اس مرتبہ کا نہین ہون اور یاد کرین گے قتل کرنا قبطی کا۔

ف۴ ولکن ائتوا عیسیٰ عبد اللہ ورسولہ وروح اللہ وکلمتہ لیکن تم لوگ جاؤ عیسے کے پاس کہ وہ خدا کے خاص بندے اور اسکے رسول و روح (یعنی بے مادہ جسمانی کے قدرت خدا سے پیدا ہوے) اور اسکا کلمہ (یعنی اسکے کلمہ سے پیدا ہوے) ہین۔

دم واپسین تک رہی اسکی بات / کہ دیتا تھا مردون کو آب حیات
نہ تھی جسم خاکی مین اور ایسی روح / وہ تھا عطر گل یا کہ مٹی کی روح
ہوے آکے حاضر بشوق تمام [1] / بسر کار ذیجاہ گردون مقام
لٹاتے ہوے سعدن چشم تر / پئے نذر تار نظر مین گہر
سمجھ کر کہ مشکل ہے یہ ماجرا / مسیحا ہوے اسطرح رہنما
کہ لو دامن شاہ اقلیم دین / مخاطب بہ یا شافع المذنبین
کلید در درگہ کبریا / حبیب خدا اشرف انبیا
محمد کہ شان خدا شان او / جحیم وجنان زیر فرمان او

نعت منبع الطاف احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۱ / ۱۳

سنبھل کر ذرا خامۂ تیز دم / ادب سے ٹھہرتا ہوا ہر قدم
سر شکر سے سیکڑون کر سجود / ہر اک سجدے مین پڑھ ہزارون درود
مقابل مین رکھ لوح محفوظ کو / تو اور بھی مصحف سے گر ہو تو ہو
پھر ہو معنی تازہ مین رنگ و بو / کہ جو حرف نکلے وہ ہو با وضو
ہر اک صفحے پر نہ ورق ہون نثار / وہ لکھ نعت محبوب آمرزگار
وہ لکھ جسکو فرمائین روح الامین / کہ پڑھ کے چلے پیش سخن آفرین
حسینے کہ روے خدا سوی اوست / حبیبے کہ سوے خدا روے او
وہ حسن عارض کی منزل مین ہے / غم عشق کا خون رگ دل مین ہے

[1] قال فیاتون عیسی فیقول لست ہناکم ولکن ائتوا محمداً عبداً غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر
پس آئینگے وہ عیسی کے پاس اور وہ فرمائین گے کہ مین اس مرتبہ کا نہین ہون لیکن تم جاؤ محمد صلعم کے پاس کہ وہ ایسے بندے ہین جنکے اگلے پچھلے گناہ خدانے بخش دیے ہین۔

وہ خود شمعِ روشن ہو خود ہی گداز | نیاز اُسکا پروانہ مانند ناز
وہ سرکارِ ہاشم مین سردارِ جیش | چراغِ رہِ دودمانِ قریش
وہ دیباچہ گلستانِ وجود | کہ جسپر ہے بلبل کا طغرا درود
لکھے دیکھکر صورتِ بیمثال | ہر آئینہ حیرت سے یا ذوالجلال
وہ عالم کہ دانائے سرِّ قدم | وہ اُمّی کہ ہمرازِ لوح و قلم
وہ کامل کہ جسپر فدا اشان بدر | نثار اُسپہ روحِ شہیدانِ بدر
صفی جسکی اِلّا پہ ہر دم نگاہ | سخی جو کہے لا نہ جز لا الہ
قدم عزت افزائے عرشِ برین | غبارِ قدم سرمۂ چشمِ دین
سلامش پیامِ خدائے حمید | درودش بہارِ کلامِ مجید
بجائے قدم کارِ دُرِّ شاہوار | گلستانِ قدرت کی صبحِ بہار
چہ کثرت کہ یک سقف عرش بلند | ق | زصد جلوہ اوست آئینہ بند
چہ وحدت کہ آئینۂ پیکرش | نماید کہ عکسے فتد از برش
لیے ہاتھ وسعت کا فیضِ عمیم | کیے عہد رافت کا خلقِ عظیم
رضا اُسکی عینِ رضائے خدا | شفاعت ہی شرط اور غفران جزا
دُعا کو اثر کی ضرورت نہین | طلب کو تقاضے کی حاجت نہین
کرامات جنت کرم کا خطاب | عذاب الیم اصطلاحِ عتاب
سخاوت کا منصب شجاعت کے ساتھ | عبادت کا میدان ریاضت کے ساتھ
لبِ خشک بیمانگی روزہ دار | ورم ہر قدم کا تہجد گزار

وہ عارف کہ تھی جسکی خلوتسرا | مقامِ الیٰ ربک المنتہیٰ
وہ عابد کہ جسکی سرافگندگی | تھی معراجِ پیغمبر بندگی
ملی اُسکے ہاتھون سے یہ آبرو | کہ کعبے وضو کرنے آیا وضو

کیا سجدۂ شکر با صد نیاز — مصلے پر اُسکے جو ہوتی نماز
وہان مبارک سے روزے کی عید — جہاد اُسکی چین جبین کا شہید
دو عالم کا تھا قبلۂ محترم — سر منبر کعبہ اُسکا قدم
بتون سے کیا اُسنے کعبے کو صاف — کہو حج کرے اُسکے گھر کا طواف
وہ توحید کی اک دوہائی پھری — کہ دورِ بتان سے خدائی پھری
دیا قول اُسکے جو دو بول نے — تو کلمے کا طوطی لگا بولنے
حکومت ہر اک جا ہدایت کی تھی — ولایت خدا کی ولایت کی تھی
عرب اور عجم سبکی زینت ہین آپ — ولایت کا تاج کرامت ہین آپ
مہ برج رفعت سپہر شرف — گلِ ہفت گلشن دُرِ نہ صدف
شہنشہ کہ تاجِ سرِ سروری — پیمبر کہ اعجاز پیغمبری
عناصر کی یا رب یہ توقیر ہو[۱] — کہ اس چوکھٹے مین یہ تصویر ہو
کریم و کرم گستر و کارساز — خدا در حقیقت بقولِ مجاز

شفاعت شفیع

خبر لے ذرا ساقی[۱۱] مست ناز — کہ بے کیف[۱۳] بیخود ہین اہل نیاز
نہ بیکے کہ از مادرو دشش برد — پیام و سلامے بزو دشش برد
نہ رنگے کہ زیب بہارش کنم — نہ جانیکہ نذرِ نثارش کنم
تجسس مین کس گل کے ہی بیقرار — ذرا سنیئے تو نالہاے ہزار
ہوا ہے نمک پاش زخمِ جگر — یہ ہے شور کوکو ہے قمری کدھر
پپیہے نے لین دل مین سو چٹکیان — کہان بولتا ہے سکھی پی کہان

---

[۱] اربع عناصر کی رعایت سے چوکھٹا ہے۔

وہ مے دے جو ہو دلکش و دل کشا
وہ مے جسکا نشہ ہو مشکل کشا

وہ مے جو ہے سر جوش دیگ قبول
وہ مے جو ہے دستار رحمت کا پھول

کھنچی بیخودی خانۂ نور کی
نچوڑی ہے بنیے کی انگور کی

چلا اللہ اللہ کیسے دیکھنے
کوئی مجکو دیکھے مری آنکھ سے

اسی واسطے تھا یہ شورِ نشور
ظہورِ فنا و فناے ظہور

کہ سب اگلے پچھلے بڑے اور بھلے
جنھون نے نہ دیکھا ہو دیکھین اُسے

ہر اک بسمل مشہدِ اضطرار
پہونچکر حضورِ شہِ ذی وقار

ہوا ہمقدم نالہاے بلند
زبان یون ہوئی ترجمانِ سپند

کہ اے خستہ جانون کے حاجت روا
ہر انسان کے درد دل کی دوا

بہارِ گلستانِ صبحِ وجود
چراغِ شبستانِ شامِ شہود

حبیب خداوند بالا و پست
فدا تجھپہ ہستی دہر انچہ ہست

ترے گرد پھرنے کو ہین نُہ سپہر
ہین تیرے قدم کے نشان ماہ و مہر

شرافت کو آدم کی تجھسے شرف
خلافت کو تو ہی گرامی خلف

بلا کی نبرد او رغضب کے فتوح
نہان تیرے خنجر مین طوفان نوح

نہ رہتے کہین کفر کے بحر و بر ۱؎
جو آتا زبان پر تری لاتذر

ہوا جبکہ تڑکا ترے نور کا
چراغ کفِ دست موسیٰ بجھا

خدا کا جدا تجھسے طرز سخن ۲؎
نہو حذف کیون لن ترانی سے لن

سقیمان مہمانسراے خلیل
ترے خوان نعمت پہ ابن السبیل

۱؎ اشارہ بدعاے حضرت نوحؑ رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا۔

۲؎ لن ترانی یعنی تم مجکو ہرگز نہ دیکھ سکوگے یہ خطاب حضرت موسیٰ کی طرف تھا حضرت شفیع المذنبین کے واسطے وہ لن نفی کا حذف ہوکر ترانی رہجائیگا۔

مریضانِ دارالشفاے مسیح | ہوے لوٹ کر تیرے در پر صحیح
نفس سے ہر اک شخص بسمل ہے آج | نفس گرد آئینۂ دل ہے آج
بسا خوب خانہ خرابی کا گھر | بنا آسمان اُجڑے گھر لوٹ کر
بیان کیا کرین حالتِ آب و گِل | کہ پس لیں گیا گوہر جان و دل
خموشی مین ہر اک نفس نالہ خیز | ہر اک زخم پر زخم الماس ریز
نہین باقی اب دوست دشمن مین بیر | ہر اک شر کی زبان پر بھی یہ ذکر خیر
ترے دوست بھی کہہ نہین سکتے حال سے ۱ | مبادا کہ ہو دشمنون کو ملال
کوئی بیقراری کوئی آہ سرد | نہ پیدا کرے آپکے دل مین درد
غبار اپنا حضرت کے دل پر نہو | مزاجِ مبارک مکدر نہ ہو
بلا مین پھنسے ہین غریب و امیر | ہین سب ایک تکیے کے گویا فقیر
تمام اہل دل اک مصیبت مین ہین | تری جان سے دور آفت مین ہین
اکھڑتا ہے میدان سے ہر اک قدم | نکلتا ہے ہر سانس کے ساتھ دم
نہین آب و دانہ جیین یا مرین | یہین آنسو کھاتے رہین ٹھوکرین
ذرا جان تک پیرہن مین نہین | کوئی دم کا دھاگا کفن مین نہین
ہر اک دیدۂ تر ہوا تار گھر | اسی تار مین ہے ہماری خبر
جھڑی وہ لگائے ہی چشمِ پُر آب | کہ ہے اُسکے ڈھیلون کی مٹی خراب
بھڑک اُٹھی اور آتش تیز تر | بجھانے کو دوڑا جو دامان تر
یہ سب تیرے پاس آئے ہین اسلیے | کہ بندون کو رکھے خدا کے لیے
رُخِ خور مین زردی نمودار ہو | زمین حشر کی زعفران زار ہو
وہ سردی کہ ہو موسمِ برد گرد | وہ یخ جس سے یہ آگ ہوجائے سرد

۱ے منشا یہ ہے کہ حضور کو ملال نہ ہو۔

بلا سے فلک گر جلن مین رہے
یہ سورج کوئی دم گہن مین رہے

بغرمود آن سیّد انبیا ؎۱
کہ کارِ شفاعت این دانی لہا

کہ یعنی ہون مین ہر بشر کا کفیل
جمیع انبیا کی طرف سے وکیل

اسی دن مرا جشن موعود ہے
مقام محمدؐ ہے محمود ہے

قلمرو مین محشر کے نام خدا
چلے گا تو سکہ اسی نام کا

مجھے ہر بشر کا تھا خود انتظار
مین تھا نا امیدون کا امیدوار

رکھے گا مرا رب مری آبرو ؎۲
فمن رحمۃ اللہ لا تقنطوا

کرم اسکا ہی فتح باب فتوح ؎۳
کرمن دقَّ بابِ الکریم انفتح

گزر پھر تہِ عرش اعظم کیا
سر بند کی اسقدر خم کیا

کر سیپارۂ دل کا ہر اک رکوع
گرا سجدے مین باکمال خشوع

زمین پر گری جب جبین مبین
مٹی سب کی قسمت کی چین جبین

دعا ایسی کی بعد حمد و ثنا
کہ الحمد آمین سے کہنے لگا

کہا عرش نے بار بار آفرین
ہزار آفرین صد ہزار آفرین

؎۱ قال فیاتونی فاستاذن علیٰ ربی فیوذن لی علیہ فاذا رایتہ وقعت ساجداً فیدعنی ماشاء اللہ ان یدعنی۔ فرمایا آنحضرت صلعم نے پس آئینگے لوگ میرے پاس مین اجازت گھر مین آنیکی (گھر سے محدثین مقام محمود مراد لیتے ہین) چاہون گا اور مجکو اجازت ملے گی جب مین اللہ تعالیٰ کو دیکھون گا سجدہ مین گر دن گا اور جبتک خدا چاہے گا سجدہ مین رہون گا۔

؎۲ قل یٰعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ہو الغفور الرحیم۔ اے محمدؐ کہدو کہ اے میرے بندو جنھون نے اپنی جان پر زیادتی کی ہو اللہ کی رحمت سے مایوس نہو تحقیق کہ اللہ سب گناہ بخشتا ہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

؎۳ کریم وہ ہے جسکا دروازہ تھوڑی سی توجہ سے کھل جاتا ہے۔

تمنا درونِ دلِ دردمند　　پری قاف قدرت کی شیشہ مین بند
یہ فرمان ہوا سر اُٹھا تو سہی [1]　　جو ہے تجکو منظور ہوگا وہی
اُٹھایا سر پاک المختصر　　گرا یا دُعا کے قدم پر اثر
تمنائے محبوب روشن ضمیر　　یہ بھی ملتجی پیش رب قدیر
کہ اے خالق چرخ و شمس و قمر　　ترے باغ کے خشک و تر بحر و بر
خداوند کرسی و عرش مجید　　ز قوت بفعل آور ما یرید
نُرخ مہر انور ہے آتش فگن　　جوان پھر ہوا ہے سپہر کہن
حرارت سے ہر شخص بیتاب ہے　　بدن کا عرق مثل تیزاب ہے
بلا کا غضب کا مصیبت کا دن　　قیامت کی گرمی قیامت کا دن
چھٹے سب سے مرقد کے بیت الحزن　　ہین بے یار و یاور غریب الوطن
توہی بندہ پرور توہی کارساز　　مجھے ناز ہے تجھ پہ اے بے نیاز
نہ تیرا سہیم اور نہ تیرا شریک　　تری ذات ہے وحدہ لاشریک
گرے دن کو زمین سے اُٹھائیگا کون　　بگاڑے کو تیرے بنائیگا کون
ترے ہاتھ ہے اپنی بگڑی بنی　　ہین محتاج سب تو کریم و غنی
کہان جز ترے مجرمون کی پناہ　　ترحم صفائی کا سچا گواہ

[1] فیقول ارفع محمد و قل تسمع و اشفع تشفع و سل تعطہ قال فارفع راسی فاثنی علی ربی ثناء و تحمید یعلمنیہ ثم اشفع فیحد لی حداً فاخرج فاخرجہم من النار و ادخلہم الجنۃ۔ پس فرمائے گا خدائے تعالی اے محمد سر اُٹھاؤ جو تم کہو گے سُنا جائے گا شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی جو مانگو گے دیا جائے گا فرمایا آنحضرت نے مین اپنا سر اُٹھاؤنگا اور وہ ثنا و حمد اپنے رب کی کرونگا جو مجکو سکھائی جائیگی پھر مین شفاعت کرونگا پس مقرر کیجائیگی واسطے میرے حد معین (یعنی جماعت مخصوص گنہگارونکی جیسے بے نمازی شراب خوار وغیرہ پس مین نکالونگا (درگاہ رب سے) اور اس جماعت کو دوزخ سے نکالکر بہشت مین داخل کراونگا۔

کسی کے گناہون کی پروا نکر | تو ستّار ہے آج رسوا نہ کر
ہر اک چشم تر با دلِ بیقرار | سحاب کرم کی ہے امیدوار
مٹا دے یہ گرمی کہ نام و نشان | کہ بلبل کہے آتش گل کہان
یہ سایہ ترا دعوت گھیرے | کہ خورشید جگنو کے پر مین چھپے
ہوا دل سے ممنوع خلق رسول | دعا کو گلے سے لگا کر قبول
الا اے غم عشق و تاثیر تو [1] | دو عالم بفتراکِ تسخیر تو
وفا سے بھی بہتر تھی تیری جفا | جزاک اللہ اے دوست خیر الجزا
ترے درد کا شیوہ جان پروری | ترے جذب کا نام پیغمبری
تجلی ہوئی مہر تنزیہہ کی | یہ نعت بر اللہ تشبیہہ کی
سر اوجِ وحدت ہر کثرت مقام | نہین اپنا بے وحدتون سے کلام
ہوا جلوہ فرما بعزّ و جلال | مثال آفرین قادرِ بے مثال
خدائے جہان عزّ سلطانہٗ | علا شانہٗ جلّ برہانہٗ
زمین پر ہجوم ملائک کا نور | چمکتی ہوئی شمعِ شانِ غفور
اب اسے روز بد آنکھ پھیرے ہوئے | خدا ہے خدائی کو گھیرے ہوئے
نہ لایا خدا کی تجلی کی تاب | ہوا اسکے مین مطلعِ آفتاب
زمین پر ہوئی آتشین دھوپ چھاؤن | بنا اطلسِ آسمان دھوپ چھاؤن
زرِ مہر کا رنگ پھیکا ہوا | بہت پیچ کھا کھا کے کشتا ہوا
ہوا خلد کی لائے روح الامین | کہ دامانِ محشر کی کلیان کھلین
چمن ہو گیا تختۂ روزگار | ہوا دشت پر خار اک سبزہ زار
چھپی اُسکے سایہ مین دھوپ آج کی | نہ تھا جسکی قامت مین سایہ کبھی

[1] فتراک دوالے کہ بر یمین و یسار زینِ اسپ آویزند بجہت بستن شکار وغیرہ۔

خزانۂ رحمت

۱۴

ہوا ٹھنڈی چلتی ہے میدان مین [۱] — یہ کہتے ہیں سورج ہے میزان مین
پلا بے حساب اب تو ساقی مجھے — دکھا اپنی واصل نہ باقی مجھے
کہون کیون نہین میرے ذمہ حساب — تو سچا ہے سچی ہے تیری کتاب
مرے سامنے آئے میرا لکھا — اگر مین کہون سب ہے تیرا لکھا
مرے ہاتھ ہی کا نوشتا سہی — ترا میر منشی فرشتا سہی
غنی ہے تو محروم رہنے نہ دے — مین مفلس ہون ہر دم اُسے لینے نہ دے
نیا لیکھ لکھ دے ز راہِ کرم — کوئی چاہیئے بندۂ بے درم
ردی جب ہوا پرچۂ آفتاب — کھلا دفترِ امتحانِ حساب
اِدھر رازداران ذی فہم و ہوش [۲] — ہمارے رفیقان خانہ بدوش
جنازون مین حسرت کا کاندھا دیے — ہر اک مردے کا روزنامہ لیے
اُدھر ہوشگافانِ موزون رقم [۳] — نہ ہو جنکی میزان مین کچھ بیش و کم
ترازو کو ہاتھون مین تولے ہوے — رعایت سے پلون کو کھولے ہوے
نہیں اُنکو کچھ آسمان لے دل حساب — ہے محشر کی اک سخت مشکل حساب
مقابل کمانِ دارِ تقدیر ہے — ترازو کے پلون مین اک تیر ہے

---

[۱] جب آفتاب برج میزان مین آتا ہے سردی شروع ہوتی ہے [۲] وان علیکم لحافظین کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون بٹھائے نگہبان کراما کاتبین ہین جو کچھ تم کرتے ہو (اسکو) جانتے ہین [۳] ونضع الموازین القسط لیوم القیامۃ فلا تظلم نفس شیئاً وان کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا وکفی بنا حاسبین ۔ اور ہم قیامت کے دن اعمال تولنے کے لیے سچی ڈنڈیان لگا دینگے تو کسی شخص پر ذرا بھی ظلم نہوگا اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کسی کا عمل) ہوگا تو ہمکو اسکو بھی (تولنے کے لیے) حاضر کرینگے اور حساب لینے کو ہم ہین۔

اُدہر کلک قدرت کا رد و قبول — اِدہر بندگان ظلوم و جہول
ہر اک مدعا ہر امل مدخود گواہ — دو رویہ ہین فردین کی فردین سیاہ
محاسب نہ کیونکر کہے نا درست — ہمارا نہ رو کرنا کہاتا درست
گھٹائین بڑھائین تو ہو فرد گرد — کہ میزان کی جانچ ڈالا ہے فرد
کہری ہوئی گرم جب جانچ کی ۱؎ — ہر اک بال کی کھال کھنچنے لگی
صدائے زعمال نار و بہشت ۲؎ — چہ آخر درو کرد اول چہ کشت
نوید اِنَّ ابرار ہم فی نعیم — وعید اِنَّ فجار ہم فی جحیم
بنی نوع انسان جو بعد حساب — ہوئے مستحقِ عذاب و ثواب
بہشت اور دوزخ کی جانب چلے ۳؎ — دکھائے مقدر نے جو راستے

۱؎ واشرقت الارض بنور ربہا ووضع الکتاب وجیئ بالنبیین والشہداء وقضی بینہم بالحق وہم لایظلمون۔ اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے جمک اُٹھے گی اور (نامۂ اعمال کی) کتاب (اسامنے رکھدیجائیگی اور پیمبر و گواہ حاضر کردیے جائینگے اور (لوگون مین (انصاف کے ساتھ اُنکے جھگڑون کا) فیصلہ کردیا جائیگا اور اُنپر ظلم نہوگا۔

۲؎ ووفیت کل نفس ما عملت وہو اعلم بما یفعلون۔ اور جسنے جیسے عمل کیے ہین سب کو پورے پورے بھردیے جائینگے اور (لوگ) جو کچھ کررہے ہین خدا اُنسے خوب واقف ہے۔

۳؎ وسیق الذین کفروا الی جہنم زمراً حتے اذا جاؤہا فتحت ابوابہا وقال لہم خزنتہا الم یاتکم رسل منکم یتلون علیکم آیات ربکم وینذرونکم لقاء یومکم ہذا قالوا بلی ولکن حقت کلمۃ العذاب علی الکافرین قیل ادخلوا ابواب جہنم خالدین فیہا فبئس مثوی المتکبرین وسیق الذین اتقوا ربہم الی الجنۃ زمراً حتے اذا جاؤہا وفتحت ابوابہا وقال لہم خزنتہا سلام علیکم طبتم فادخلوہا خالدین وقالوا الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوأ من الجنۃ حیث نشاء فنعم اجر العاملین اور جو لوگ کفر کرتے رہے ہین ٹولیان بنا بنا کر جہنم کی طرف ہانکے جائینگے یہانتک کہ جب اُسکے (جہنم کے)

اٹک یہ کہ دریاے رعب جلیل — لیے قطرہ قطرہ مین دریاے نیل
اُترنے کا پُل اک بلاے عظیم — جسے کہیے سرطان پشت جحیم
پے شہسوارِ قضا و قدر ق — ہے تیغ کمر یا کہ خود وہ کمر
کہ گر بال سی دھار تلوار کی لہ — مقابل ہو اس سے تو ہو کرکری
چڑھی ہے کمان برق کے تیر کی — بھڑکتی ہوئی آنچ شمشیر کی
کھلا جادۂ راہِ تیغ ہلاک — بجھائے ہوے لاکھ بجلی کی ڈاگ
دم و پیچ کا اجارا لیے — گزرنے کا دروازہ تیغا کیے
نہ تھا فرق ابرار و فجار مین — چلین کشتیان ایسے منجدھار مین
اسیکا کنارے پہ بجرا لگا — جو گمراہی و کجروی سے بچا
پیمبر چلے جیسے حق کا پیام — ولی جیسے روح نبی پر سلام
غذا کے طلبگار اہل کمال — بڑھے جیسے مشتاق روز وصال

(بقیہ فٹ نوٹ) پاس پہونچین گے تو اُنکے لیے) اسکے دروازے کھولے جائینگے اور دوزخ کے موکل اُنسے کہین گے کہ کیا تم مین کے رسول تمھارے پاس نہین آئے کہ وہ تمھارے پروردگار کی آیتین تمکو پڑھکر سُناتے اور تمکو اس روز بد کے پیش آنیسے ڈراتے یہ جواب دینگے کہ ہان رسول تو آئے اور اُنھون نے ہمکو ڈرایا بھی مگر ہمنے اُنکا کہنا نہ مانا اور عذاب کا وعدہ (ہم) کافرونکے حق مین پورا ہوا (پھر اُنسے) کہا جائے گا کہ جہنم کے دروازون مین داخل ہو اور ہمیشہ جہنم مین رہو اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے اُنکو ٹولیان بناکر بہشت کیطرف لیجائینگے یہانتک کہ جب لوگ بہشت کے پاس پہونچین گے اور اسکے دروازے کھلے ہونگے بہشت کے موکل اُن سے سلام علیک کرکے کہین گے کہ تم مزے مین رہے تو بہشت مین ہمیشہ کیلیے داخل ہو اور (یہ لوگ) کہین گے خدا کا شکر ہے جسنے اپنا وعدہ ہمکو سچ کر دکھایا اور ہمکو (بہشت کی) زمین کا مالک بنایا کہ ہم بہشت مین جہان چاہین رہین تو نیک عمل کرنیوالونکا (کیا) اچھا اجر ہے۔

لہ حدیث شریف مین صراط کے متعلق ادق من الشعر واحد من السیف واظلم من اللیل ہے یعنے بال سے زیادہ باریک تلوار سے زیادہ تیز اور رات سے زیادہ تاریک ہے۔

ہوا جب ادھر ان حق کا گزر ... چلے تار برقی پہ جیسے خبر
چلا کوئی جیسے کہ قالب سے جان ... کوئی جسطرح گلستان سے خزان
جنھین راہ حق کی ہدایت ہوئی ... اور اپنے نبی کی حمایت ہوئی
وہ گزرے مثال نسیم بہار ۱؎ ... کہان اُنکا دامن کہان خارزار
ذرا جنکے صدق و یقین مین تھا فرق ... ہوئے لا نان آب آتش مین غرق
غرض خیر و شر آن کی آن مین ... ہوے خیمہ زن اپنے میدان مین
کوئی داخل گلستان نعم ... کوئی دار ذلت مین نا محترم
کہین عیش نے عیشۃٍ راضیہ ۲؎ ... کہین آفت اُمُّہٗ ہاویہ
پھنسے غم مین تھوڑے مسلمان بھی ... گیا کفر کے ساتھ ایمان بھی
خدا نا شناسون کا جسم غفیر ... ہوا تازہ مہمان بئس المصیر
شکم سیر درد عذاب الیم ... بلا نوش زہراب ماء حمیم
پگھلنے لگی نفس سرکش کی روح ... معاذ اللہ آتش کہ آتش کی روح
جہنم کے چہرے پہ غیظ شدید ۳؎ ... ہر اک داخلے پر ہے ہل من مزید

۱؎ حدیث شریف مین ہے فیمر المومنون کطرف العین وکالبرق وکالریح یعنی مسلمان مثل نگاہ اور بجلی اور ہوا کے گزرینگے۔

۲؎ اما من ثقلت موازینہ فھو فی عیشۃٍ راضیہ واما من خفت موازینہ فامہ ہاویۃ ما ادراک ما ہیہ نار حامیہ۔ تو جسکے اعمال (نیک) تول مین زیادہ ٹھہرینگے تو وہ خاطر خواہ عیش مین ہوگا اور جسکے اعمال تول مین کم ٹھہرینگے تو اسکا ٹھکانا ہاویہ ہوگا اور (اے پیغمبر) تم کیا سمجھے کہ ہاویہ کیا چیز ہے (وہ دوزخ کی) دہکتی ہوئی آگ ہے۔

۳؎ یوم نقول لجہنم ہل امتلئتِ وتقول ہل من مزید اس دن ہم دوزخ سے پوچھینگے تو بھر گئی (دیکھے دوزخیون سے بھر چکی یا نہین) وہ جواب دیگی کچھ اور بھی ہے۔

قضا کا یہ قہر ہنانی ہوا　　کہ دوزخ کا پتہ بھی پانی ہوا

شفاعت مکرر

چھپا تھا کدھر عالم پاک مین　　مین تھا کب سے ساقی تری تاک مین

ترے مست پھر لڑکھڑانے لگے　　وہی جھونکے غفلت کے آنے لگے

وہ مے دے جو ہو روح بخش انام　　جو خود ہو حلال اور توبہ حرام

وہ مے جسکا میخانہ خلد برین　　وہ مے جو کہین اور ملتی نہین

وہ مے جس سے دو کان رضوان بچے　　جسے بیچین رضوان بنے مغبچے

جسے لاتے گاتی ہوئی حور عین له　　یطاف علیہم بکاس معین

وہ مے جو بحکم پیمبر چلے　　وہ مے جو لب حوض کوثر چلے

جو زندان مین اپنے اسیرونکا حال　　یہ دیکھا کہ تو یعقوب یوسف جمال

غم اندوز کنعان گم گشتگان　　عزیز و شہ مصر کون و مکان

شفیق جہان احمد مجتبے　　شفیع الورے خاتم الانبیا

له اشارہ ہے آیت قران شریف کا یطوف علیہم ولدان مخلدون باکواب اباریق وکاس من معین لایصدعون عنہا ولا ینزفون وفاکہۃ مما یتخیرون ولحم طیر مما یشتہون وحور عین کامثال اللؤلؤ المکنون۔ یعنے غلمان جو ہمیشہ (لڑکے بنے) رہین گے انکے پاس آبخورے اور لٹیا اور شراب صاف کے جام لائے اور لیجاتے ہونگے جس (کے پینے) سے نہ تو انکو خمار ہوگا اور نہ بک سکے اور جس قسم کا میوہ پسند کرین اور جس قسم کے پرندون کے گوشت کو انکا جی چاہے اور تہون مین رکھے ہوے موتیون کیطرح کی بڑی آنکھون والی حورین ہونگی۔

گرا سجدے مین باکمال ادب[۱] سپاس و ثنائے خدا زیر لب
کیا شوق دل سے وہ پیارا سجود کہ تھا ورد سبحان ربی درود
ثنا اس صفت کی کہ بےمثل و طاق نہ ثانی ہے جسکا روا اشتقاق
ہوئی ایسی خوبی سے الحمد ادا[۲] کہ تعریف الف لام کرنے لگا
مناجات وہ کی کہ روحی فدا وہ توصیف بیحد کہ صل علےٰ
ہوا بحر مواج رحمت کا جوش[۳] سخنگو پہ انداز موج خموش
تامل نہ کر عرض مطلب مین تو کہ ہے مصطفےٰ مجتبےٰ سب مین تو
نظر مین ہے مالک کے تیرا وقار ہر اک قطرہ تیرا ذرشاہوار

[۱] ثم اعود الثانیۃ فاستاذن علی ربی فی دارہ فیوذن لی علیہ فاذا رأیتہ وقعت ساجدا فیدعنی ما شاء اللہ ان یدعنی ثم یقول ارفع محمد وقل تسمع واشفع تشفع وسل تعطہ قال فارفع راسی فاثنی علے ربی بثناء وتحمید یعلمنیہ ثم اشفع فیحد لی حدا فاخرج فاخرجہم من النار وادخلہم الجنۃ۔ پھر آونگا مین دوسری مرتبہ (بارگاہ خداوندی مین واسطے شفاعت اور جماعتون کے) پس اذن چاہونگا مین اپنے پروردگار کے پاس اسکے مکان (مقام شفاعت مین) داخل ہونے کا اور مجکو اذن ملے گا پس جب دیکھونگا اپنے رب کو (منزہ مکان و تمام صفات حدوث سے) سجدہ مین گرونگا اور رہونگا سجدہ مین جبتک خدا چاہیگا پھر فرمائیگا اللہ تعالیٰ اے محمد سر اٹھاؤ کہو سنا جائیگا شفاعت کرو تمھاری شفاعت قبول کی جائیگی اور جو دل مین ہو مانگو تمکو دیجائیگی فرمایا آنحضرت نے پس اٹھاؤنگا مین اپنا سر اور جو ثنا و حمد اسوقت خدا مجکو سکھائیگا کرونگا پھر شفاعت کرونگا پس حد معین کی جائے گی واسطے میرے پس نکلونگا مین (مقام شفاعت سے) اور لونگا انکو دوزخ سے اور داخل کرونگا بہشت مین

[۲] الحمد مین الف لام تعریف کا ہے

[۳] سخنگو بمعنی گوینده سخن یعنے رحمت نے بزبان حال مضمون اشعار مابعد ادا کیا۔

تو اس دن کا پہلے سے مامور ہے — رضا تیری خالق کو منظور ہے

سند بیشش کرسوف یعطیک کی — فرشتے کی ہے مہر جس پر لگی

ہوا تازہ باغ روان نبی ؐ — زبان پر روان اُمتی اُمتی

یہ حاصل کہ ہون جنتی سب کے سب — بغیر عمل بے عوض بے سبب

نہ ساقی نہ بیکش نہ قاتل کو دیکھ — تو اپنے کرم کو مرے دل کو دیکھ

کہان ناتوانون کو گرمی کی تاب [۱] — انھین بخشدے کرکے ڈیوڑھا حساب

نہ دکھلا مجھے میرے رب غفور — مین ہون پاس تیرے وہ ہون مجھسے دور

مرے ساتھ کر محو اُن کے گناہ — ہو جنت غریبون کی آرام گاہ

حساب انکا نیکی ہی کی مد مین ہو [۲] — جو انکی بدی ہے مری بد مین ہو

الٰہی ہون تیرا گنہگار مین — شفاعت سے اپنا طلبگار مین

ہوا مسلم ناطق کراے دردمند — ہے رحمت کو تیری شفاعت پسند

بہ لطف خداوند ارض وسما — کہ اک نوع کے مجرمون کو رہا

یہی عفو تعذیر کی حد رہے — رہائی ہو لیکن اسی قید سے

اُٹھے آپ بخشش کی لیکر برات — دی اک قسم کے عاصیونکو نجات

جھکے پھر کئی بار پیش خدا [۳] — کیے یون ہی پیہم سجود دعا

---

۱ حساب ڈیوڑھا ہونا یعنی حساب کا بیباق ہو جانا۔

۲ بمعنی دسہ یہ اصطلاح ساہوکارون کی ہے۔

۳ ثم اعود الثالثة فاستاذن علی ربی فی داره فیوذن لی علیه فاذا رأیته وقعت ساجدا فیدعنی ما شاء الله ان یدعنی ثم یقول ارفع محمد قل تسمع واشفع تشفع وسل تعطه قال فارفع راسی فاثنی علی ربی بثناء وتحمید یعلمنیه ثم اشفع فیحد لی حدا فاخرج فاخرجهم من النار وادخلهم الجنة حتی ما یبقی فی النار الا من قد حبسه القرآن ای وجب علیه الخلود ثم تلا هذه الآیة عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا

یہانتک کہ پوری تمنا ہوئی [1] نہ باقی رہی جنس بھی نوع کی

بتاکید و تعجیل دیوان پاک خط عفو لائی فرشتونکی ڈاک

یہ ہرکارے جلدی مچانے لگے کہ بے دستخط حکم آنے لگے

نہ باقی رہا ایک بھی مبتلا جو رائی برابر بھی ایمان تھا

بچایا ہر آدم کو ایمان نے مگر جسکو روکا ہے قرآن نے

چلے خوش نصیبان ایمان سرشت جہنم سے اُٹھ اُٹھ کے سوے بہشت

جہنم میں ہونچے تھے جو اُس سرے وہ بجلی کے مانند اُلٹے پھرے

بہت لوگ نادیدہ شکل جحیم چلے خلد کو بر خطِ مستقیم

حضورِ جنابِ رسالت مآب فرشتون کے ہاتھون مین سادی کتاب

ہوئی پھر اُسی مبتدا کی خبر کرم جوشئ انبیاے دگر [2]

سیحا تک آدم سے جو تھے رسول ہوے خضر مقصد براہ وصول

ہمہ رہنمایان خیر السُبل فضیلت مآبان تلک الرسل

(بقیہ فٹ نوٹ) وقال ہذا المقام المحمود اللذی وعدہ نبیکم۔ تیسری مرتبہ کی شفاعت مین آنحضرت نے فرمایا کہ مقام شفاعت سے نکل کر ان کو دوزخ سے نکال کے بہشت مین داخل کرونگا یہانتک کہ دوزخ مین کوئی شخص سوائے اسکے جسکو قرآن نے روکا ہو یعنے وہ شخص جسپر ہمیشہ دوزخ رہنا واجب ہوا ہو (کفار) اور کوئی باقی نہ رہیگا پھر پڑھے آنحضرت ؐ نے یا انس سنے یا قتادہ نے آیت عسیٰ ان یبعثک الخ قریب ہو کہ اٹھائیگا رب تیرا تجکو مقام محمود مین اور فرمایا آنحضرت ؐ نے یا انس نے یا قتادہ نے کہ یہ ہی وہ مقام محمود ہو جسکا وعدہ کیا ہے خداے تعالے نے تمہارے نبی ؐ سے۔

[1] جنس و نوع اصطلاحات منطق۔

[2] یشفع یوم القیامۃ ثلثۃ الانبیا ثم العلماء ثم الشہداء فرمایا آنحضرت ؐ نے شفاعت کرینگے دن قیامت کے انبیا بعد اسکے علما بعد اُنکے شہدا۔

گہر ہائے گنجینۂ کاف و نون — مہین شہسواران والسابقون
پھر اور اَنجم آسمان نبی — غبارِ رہِ آستان نبی
تقدس سقا بانِ اوجِ حضور — بلند اختران کرامت ظہور
ابوبکرؓ لاثانی روزگار ہے — کہ تھا ثانی اثنین یاران غار
عمرؓ نام و ناموس نام آوری — معمای اسرار پیغمبری
سخا جلوہ عثمانؓ عالی مقام — انیس پیمبر علیہ السلام
علیؓ شیر یزدان و عالی وقار — یداللہ اور قبضہ مین ذوالفقار
ملک رتبہ خاتون جنت بتول — مہ اوج تنزیہہ بنت رسول
حسنؑ خاتم خاتم المرسلین — سیادت کا الماس زیر نگین
شہادت کا تخت جگر نور عین — نیام شجاعت کا خنجر حسینؑ
تمام آل و اصحاب خیر الانام — اِس امت کا ہر پیشوا و امام
ہر اک غازی مرد میدان بدر — ہمہ بسملان و شہیدان بدر
شکن پرور طالع نارسا — اویس قرن عاشق مصطفیٰ
بہار آفرینان صبح امید — جنید و حسن ادہم و بایزید
ابا عن جد جو ولی در ولی ہے — قدم جنکا بر گردن ہر ولی
ہو الحق نوایان ثابت قدم — انا الحق سرایان منصور دم
سب اپنے نبی کے قدم پر چلے — جو باقی تھے وہ طے کیے مرحلے
ہزارون نے ایک پتی سے باغ — جلے ایک بتی سے لاکھون چراغ
شفاعت کے پورے ہوے حوصلے — کہ عاصی کو خلعت پہ خلعت ملے
تعالی اللہ استاد کا انتخاب — کہ خلعے خطا پر ہے صاد ثواب
گنہ ہے تلاشِ گنہگار مین — وہ بھرتی ہے احمدؐ کی سرکار مین

ہوا خاک جلکر جہنم کا باغ
کیا برق رحمت نے ٹھنڈا چراغ

ہوا سوختہ آتش کا سب سوز و ساز
سمندر میں ڈوبا دخانی جہاز

وہ ریلا ہوا باغ فردوس میں
کہ سیلا ہوا باغ فردوس میں

بڑھا ہر طرف جوے رحمت کا آب
کٹورا سجانے لگا ہر حباب

بھرے خوانچے ایسے پھرنے لگے
کہ خود میوے دامن میں گرنے لگے

قرابون میں کوثر نے رکھی سبیل
تخنل فوار کہ سلسبیل

جوانون کے خاطر بساز و یراق
ٹہلتے ہوے راستون پر براق

مچانے پر پوشش برائے زنان [۱]
گلابی کہارون کی سب وردیان

ہوا کیا کہ لڑکے مچاتے ہیں شور
لگا ڈھونڈنے کی طوبےسے ڈور

کھلے نخل ایجاد کے پھول پھل
ابد پر جما رنگ صبح ازل

لگے ٹوٹنے صبر و تمکین کے پل
بہار آئی لادے ہوے بار گل

شگفتہ ہر اک تختہ کا خشک و تر
رسیدہ ہر اک نخل کا ہر ثمر

ہر اک برگ میں ساز و برگ بہار
ہر اک لالہ صد معدن کوہسار

ہر اک جا پہ موجود ہر ایک شئے
کوئی ہمدم نے کوئی محو نے

گمان جسپہ جائے وہ تحقیق ہو
تصور میں آئے جو تصدیق ہو

سحر وہ کہ جس پر فدا ہر نفس
ہوا وہ کہ ہر دل کو جسکی ہوس

ہر اک بیل بوٹہ نگار آفرین
ہر اک خار و گل صد بہار آفرین

کلی بے صبا کے شگفتہ ہوئی
خزان بے بہار آئے پتا ہوئی

پری سایۂ نخل کی پابوس
گلستان عروس آب عطر عروس

جو لالہ ہے لاکھا جمائے ہوے
تو نرگس ہے کاجل لگائے ہوے

[۱] ورد بمعنی گلاب -

یہ مانا کہ دل سے نہ کیجئے سنبھل — نظر تو سنبھالو نہ جائے پھسل
کہین پھیل کر بیل بوٹا ہوئی — کہین نکہت اُڑ کر فرشتا ہوئی
اگر شاہد گل ہے بلبل بدست — تو پھولونکے جنگلے مین بلبل ہے مست
چمن اور ایسا دکھائے کوئی — قسم مصحف گل کی کھائے کوئی
کہانی تھین دنیا کی پھلواریان — یہ سچ مچ بہشت اور وہ گلکاریان
وہ گویا نیاز اور یہ بے نیاز — یہ شان حقیقت وہ شان مجاز
وہ ہر لحظہ نعمت پہ نعمت ملی [۱] — کہ اِک شکر کی بھی نہ فرصت ملی
ہر اک چہرے مین ایک نور دگر — ہر اِک حور ہے رشک حور دگر
ملین نعمتین سب کو بے انتہا — اور آخر کو اِن نعمتون کے سوا
وہ نعمت جو ہے سر عین الیقین [۲] — جو ہے دین وایمان ایمانِ دین

[۱] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالی اعددت لعبادی الصالحین مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علے قلب بشر الحدیث۔ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ فرمایا اللہ تعالے نے کہ تیار کی مین نے اپنے نیک بندون کے لیے وہ چیز کہ نہ کسی آنکھ نے (اسکی ذات کو) دیکھا اور نہ کسی کان نے (اسکے صفات کو) سنا اور نہ (اسکی ماہیت) کسی دلمین آئی۔

[۲] عن النبی صلعم قال اذا دخل اہل الجنۃ الجنۃ یقول اللہ تعالیٰ تریدون شیئاً ازیدکم فیقولون الم تبیض وجوہنا الم تدخلنا الجنۃ وتنجنا من النار قال فیرفع الحجاب فینظرون الی وجہ اللہ فما اعطوا شئیاً احب الیہم من النظر الے ربہم ثم تلا للذین احسنوا الحسنی وزیادہ۔ فرمایا رسول خدا صلعم نے جسوقت داخل ہونگے بہشتی جنت مین پوچھے گا اللہ تعالی کچھ تم اور زیادہ چاہتے ہو۔ بہشتی جواب دینگے کیا تو نے ہمارا منہ روشن نہین کیا۔ کیا تو نے ہمکو بہشت مین نہین داخل کیا کیا تو نے ہمکو دوزخ سے نجات نہین دی (یعنی اس سے زیادہ کیا ہوگا) فرمایا آنحضرت صلعم نے پس اٹھا دیا جائے گا پردہ (دیکھنے والونکی آنکھون سے) پس دیکھین گے طرف ذات اقدس اللہ تعالی کے (کہ منزہ ہے صورت وجہت سے) پس نہین دیے گئے بہشتی کوئی چیز کہ زیادہ دوست ہو انکو بمقابلہ دیدار حق کے (یعنی انتہا تمام نعمتون کی دیدار حق ہی) پھر پڑھی آنحضرت نے یہ آیت للذین احسنوا الخ انکے لیے جنھون نے نیکی کی ہی ثواب نیک ہی۔ (یعنی جنت) اور زیادہ اُسپر (یعنی دیدار حق)

وہ نعمت کہ ہی اُسکے دم سے بہشت ۱؎ جو بازارِ جنت کی ہے در بہشت
وہ نعمت جو ہی یک بہ از صد ہزار خدا بخشنے دیدار پروردگار
بڑا ہاتھ دھو کر جو تیجے وضو گیا لے ہی معبود کے روبرو
نماز آئی کہتی بتاکید نام کہ کر چلکے سجدے سے پہلے سلام
سو کہ ہوا صوم افطار کا کہ تیار شربت ہے دیدار کا
یہ کہتا ہے ایمان کہ اے اہل ذوق اُٹھا دیجیے پردۂ چشم شوق
عدم کو چلے ساعت نیک سے ق دو عالم سے چھٹ کر ملے ایک سے
وہ ہے سامنے درگہ محترم قدم بزم امکان سے تھا دو قدم
ہے آغوش مین پرتو لایزال قدِ آدم آئینۂ بے مثال
رہِ منزل کبریائی ملی ہر اک بندے کو اک خدائی ملی
خودی سے جو از خود جدا ہو گئے خدا سے ملے کیا خدا ہو گئے
کھلا دیکھ کر ہم کو حالِ مآل کہ تھا حشر سو لے شوق وصال
یہ تھے انقلابات رد و بدل کشش مظہر شاہد لم یزل

چشمۂ ہشت دعاے مقبول (انشاء اللہ)

اِدھر بھی ذرا ساقی گلعذار ہزاروں ہی تیرے امیدوار
جو ہین تیری چوکھٹ پہ مرزا دبیر یہ ناچیز ہے اسکے در کا فقیر
کوئی موج مجھ تک براہ ثواب تو دریا ہے مین اک شکستہ حباب
چلے کشتی مے نہ میرے بغیر مرے ناخدا تیرے بیڑے کی خیر
وہ مے دے کہ لیتا رہون تیرا نام وہ دے جو دلائے ترا فیض عام

۱؎ در بہشت تسنیم شیرین۔

نہین خام کورے سکورے مین وے | کھنکاے ہوے آبخورے مین وے
زمانے کا عالم ہوا دوسرا | بفضل خدا و حبیب خدا
خوشی مین بھرے مومن و مومنات | احاطے مین رضوان کے اتری برات
جہنم کے گھر مین غمی ہو گئی | مرا غصہ آتش سستی ہو گئی
بجین نوبتین خلد مین بار ہا | کہ اسلام کے سر ہی سہرا رہا
خوشی کیا کہ اک دم ہوا کدم نہو | یہ وہ عیش ہے جو کبھی کم نہ ہو
کہان ان بیدلی جب حزین دل نہین | ہو آسان کیا کوئی مشکل نہین
دعائین جو کی تھین ہوئین اب قبول | مراد ایک ہی اور ہزار دن حصول
تمنا سبھون کے قدم پر پڑی | ہر اک آرزو ہاتھ باندھے کھڑی
دل و دلربا ہمدم حال و قال | نہ ہجران کا کھٹکا نہ فکر وصال
گیا اب جہنم مین وہ روزگار | کہ محشر تھا اک اک دم انتظار
ملا اُس سے تھی جسکی جسکو طلب | بمصداق المرء مع من احب
وہ حاصل ہوا جسکے جو دل مین تھا | ابھی قیس لیلیٰ کے محمل مین تھا
بنا پھر جو بگڑا تھا بن بن کے ساتھ | سنے مجھے خود ملا محسن احسن کے ساتھ
عجب چال مستانہ چلتے ہوے | جنان کی روشن پر ٹہلتے ہوے
بگردش زہر چشم پیمانۂ | زہر سایہ بید ابریحانۂ
دلون مین مسرت تو رخ پر بہار | کلائی مین گجرے تو گردن مین ہار
گر مین کرامت کے ٹیکے کا بل [1] | ملائک ہلاتے ہوے مورچھل
مدینے کے علماے بالاے سر | قبا ہاے استبرقی زیب بر
جلو مین غلامان روشن جبین | صراحی و ساغر لیے حور عین

[1] شاہ کرامت علی قدس سرہ اسم مبارک حضرت پیر و مرشد محسن۔

خدا کی تجلی کا آنکھون مین نور — ہر اک نوک مژگان پہ اک شمع طور

دلون مین محبت کے راز و نیاز — زبان پر یہ آہنگ شوخ حجاز

شفیع مطاع نبی کریم [له] — قسیم جسیم نسیم وسیم

له اس مثنوی کی دو تاریخین طبع کی درج کیجاتی ہین پہلی راقم حروف کی دوسری برادر عزیز مولوی انوار الحسن سلمہ اللہ کی ہے۔ اول :-

ماشاء اللہ نظم دلکش — شایستہ شمر دنش زاد و راد ॥ صد لعل وگہر شدست منظوم — از فیض طبیعت خدا داد

تمہید سخن ز عشق فرمود — شد مطلع مثنوی پریزاد ॥ گویا نتوان شمر دلبرا — گرمے غم عشق کرد فریاد

گفتن سخنے بغیر تمہید — جائز نبود بقول استاد ॥ معشوق زمانہ عشق را خواند — شد دامن صفحہ حیرت آباد

لیلی گردید کاکل قیس — شیرین شدہ است جان فرہاد ॥ از قامت او قیامت آراست — در باغ سخن نشاند شمشاد

تشبیہ دگر بآن کشش کرد — گز شدہ حسن و عشق برباد ॥ عالی کششے ز شاہد غیب — کان ہست کمند مصر ولوشاد

ہنگام گریز دامن حشر — در دست تلاش او افتاد ॥ مستقبل و حال را یکے کرد — این طرز عجیب کرد بنیاد

حقا کہ برائے وصل محبوب — کے شوق فتد بقید میعاد ॥ آمد بقبول طبع دآورد — از دست ش یا نہال بیداد

تا موج حرمت مے ناب — در بزم ادب نکردہ اش یاد ॥ چیزے دگرست ساقی غم — روبش یارب کسے بنیاد

ز دے بیاک اگر طلب کرد — نقلش نبود فجور والحاد ॥ گلگش با دلے حسن تقریر — در صرف ہزار معنی آزاد

لیکن بہ بیان ہر روایت — بے بیش و کم تمام رو داد ॥ بنگر آیات پاک مصحف — با قول انس ز جمع استاد

یا یعنی دعا حصل دو سہ جا — تشریح لطیف شد نو ایجاد ॥ در مدح پیمبران پیشین — نطق پاکش فرشتہ ارشاد

در نعت خاتم رسالت — فیض روح القدس بامداد ॥ عرض مراح آنکہ مولا — با خلعت لطف خود کند شاد

امید و رجا کہ اہل معنی — بر ہر حرفش دہند صد صاد ॥ تاریخ دعا کہ یا الٰہی — توقیع قبول روز بیش باد

١٣ ھ ١١

قطعہ تاریخ دوم

چون ابوالمحسن حسن بنوشت حال انبیا — باکمال خوبی تحریر و تحقیق سخن

در شفاعت آرزو بودش بیانے ناگہان — رفت آن و اصل بحق پیش خدائے ذوالمنن

در ظہور آورد اکنون مقصد او این او — محسن من والد من کعبۂ ملجائے من

بارک اللہ معنی موزون کہ در مصر خیال — جان عشاق سخن یا یوسفے گل پیرہن

بر سر ہر صفحہ حرف از فیض ممدوح کریم — لالۂ اندر چمن یا نور شمعے در لگن

شوخی ہر مصرع رنگین فدائے شان خود — خوبی ہر لفظی گرد دیگرد خویشتن

بر سر میدان محشر آتشے اندر تپش — در بہارستان رحمت سلسلے موجزن

از صفات او چہ گویم خوبتر فرمودہ است — حضرت والا برادر مولوی نور الحسن

دوش چون پرسید از من سال تاریخش سرش — گفتمش نوئے ز انوار کرامات حسن

١٣ ھ ١١

رباعیات

غدر کے زمانے مین آگرہ سے مع عیال و اطفال کاکوری تشریف لیگئے وہ زمانہ بڑی مصیبت کا تھا عزت آبرو جان کے لالے پڑے تھے آگرہ کا مکان اسباب سے بھرا چھوڑکر کاکوری پہونچے اُس زمانے مین یہ رباعیان اور یا حبیب اللہ الاخذ بیدے پر مصرعے لکھے تھے۔

مولا کی نوازشِ نہان کھلتی ہی
عزت مری پیشِ قدسیان کھلتی ہی
کہدو کہ ملک گوشِ برآواز رہین
مداحِ پیمبرؐ کی زبان کھلتی ہی

ایضاً

مختار ہمہ زیر و بالا تو ہے
محبوب جناب حق تعالیٰ تو ہے
گرداب بلا مین ڈوبتا ہی محسن
اِس کشتی کا پار کرنیوالا تو ہے

ایضاً

چھانی ہی جسند سب خدائی مین نے
اور طبع کی فکر آزمائی مین نے
اوجِ تنزیہہ تک پہونچکر لیکن
تشبیہ اچھی تری نہ پائی مین نے

ایضاً

مواجِ طوفانِ بلا ہر سو ہے
اور قلب کو اضطراب ہر پہلو ہے
کردے بطفیل مصطفےٰ بیڑا پار
اِس کشتی کا نا خدا ایا تو ہے

ایضاً

گو شبہہ و شک مری برائی مین نہین
پر نقص تری رہنمائی مین نہین
ہے کون پیمبری مین تجھ سے بہتر
مجھ سے بدتر اگر خدائی مین نہین

ایضاً

مجکو نہین چاہیے کسی کا سایہ انساں کا ملک کا یا پری کا سایہ
سایہ نہ تھا جسکے تن اطہر کے لیے میرے سر پر رہے اسی کا سایہ

ایضاً

بندہ کو نگاہ لطف مولا بس ہے حضرتؐ کا مرے لیے وسیلا بس ہے
مین مشت غبار رہون سہارا مجکو دامانِ رسولِ مصطفےٰ کا بس ہے

ایضاً

گھر بیٹھ رہون وہ کارخانہ ہی نہین باہر نکلون تو وہ زمانہ ہی نہین
کیا دونون جہان مین اے خداوند کریم مداح پیمبر کا ٹھکانا ہی نہین

ایضاً

دنیا مین ہے بس مجھے بھروسا تیرا کافی عقبےٰ مین ہے سہارا تیرا
دارین مین کعبۂ مقاصد ہے مجھے اے قبلۂ عالم آستانا تیرا

ایضاً

حامی دارین مین ہمارا تو ہے اللہ کے سامنے سہارا تو ہے
شمعِ سرِ کوہ طور و قندیلِ حرم خورشید فلک عرش کا تارا تو ہی

ایضاً

کیون تیری طبیعت اتنی گھبراتی ہے منزل مین نہین دیر ہوئی جاتی ہے
جب آئے مدینے مین تو بس آ پہونچے وہ سامنے جنّت ہی نظر آتی ہے

ایضاً

جب مائل نعت طبع عالی ہو جائے ظلمت مین نور کی تجلی ہو جائے
پروانہ ہو گر چراغ دہلی محسن جگنو بھی شہاب سہروردی ہو جائے

ایضاً

کیون حشر مین انتشار بیجد ہوگا
سر پر مرے دامانِ محمدؐ ہوگا
اُٹھون گا لحد سے جب مین انشاء اللہ
دل مین احد اور زبان پہ احمدؐ ہوگا

ایضاً

گو دشمن ہر جوان دپیرم گیرد
ہیہات کہ بیکسی ضمیرم گیرد
ہان پیر فلک عصا ز دست من گیر
دستِ من پیر دستگیرم گیرد

ایضاً

دشمن ہوے غیر دوست مجھسے چھوٹے
جز دامن غوث اپنے پرائے چھوٹے
یک در گیرم محکم گیرم
اچھا ہوا میرے سب وسیلے چھوٹے

ایضاً

محبوب خدا ہے زیر و بالا تو ہے
مقبول حبیب حق تعالیٰ تو ہے
کشتی مری طوفان مین ہے یا حضرت غوثؓ
اِس بیڑے کا پار کرنے والا تو ہے

رباعیات مندرجہ ذیل نور طبع سے آراستہ ہو چکی ہین

مولا مرے عقدہ ہاے مشکل وا کر
ہر غنچے کو باغ قطرے کو دریا کر
بد ہون یا نیک تیری اُمت مین ہون
محشر برپا ہے تو مجھے برپا کر

ایضاً

یارب آہِ رسا مدینے پہونچے
ہر نالۂ دل مرا مدینے پہونچے
چہرے کا جو رنگ ناتوانی سے اُڑے
گرتا پڑتا ہوا مدینے پہونچے

ایضاً

اِک شان خدا ہے سید عالیجاہ
ملک قدم و حدوث کا شاہنشاہ
جس دل پہ کھلی حقیقت اُسکی محسنؔ
بیساختہ بول اُٹھا کہ اللہ اللہ

ایضاً

سرسبز کن لے سیّد ابرار مرا — وہ رونق نخل گل گلزار مرا
چون دانہ ہزار بار برڈے زمین — گر چرخ بیفگند تو بردار مرا

ایضاً

یارب بطفیل حسن آن شاہ زمن — میگردان ہر زبان من سود من
گر میسوزی چو شمع رخسار بسوز — در میشکنی چو زلف شکین بشکن

ایضاً

زان پیش بیا کہ من بخاک آمیزم — جان چون گہر سخن بپایت ریزم
در صفحۂ دیدہ و دلم لے محبوب — بنشین چون نام و چون نگین برخیزم

ایضاً

عقدے مشکل کے میرے سولا وا کر — ثابت قدم منزل استغنا کر
در ماندہ ہون خستہ حال ہون بیکس ہون — سر پر مرے ہاتھ رکھ کے مجھے برپا کر

ایضاً

رنگین تری بزم لے شہ خوشخو ہے — باقی تو اُداسی ہی عیان ہر سو ہے
تشبیہ کا پاتا ہون مرقع سنسان — تنزیہہ کو دیکھا تو مقام ہُو ہے

ایضاً

معراج کو جس وقت چلے خیر بشر — آیا یہ پیام ذو الجلال اکبر
جلد آئے نور دیدۂ عالم قدس — اِک چشم زدن مین ساتون پردے طے کر

ایضاً

ایمان کا غروب ہونے پر ماہ آیا — تب دہر مین وہ سیّد ذیجاہ آیا
جلدی ہوئی ایسی کچھ اس عالم تک — سایہ بھی حضور کے نہ ہمراہ آیا

ایضاً

گر نکتہ نوازی کا تری دھیان آ گئے بخشش کا سما نظر آسان آ گئے
مداح کے یارب حدداحمد ہون جب روز حساب وقت میزان آ ئے

ایضاً

لے حُبِّ نبیؐ کی میرے سینے مین رہے اسکا ہی خیال مرنے جینے مین رہے
جب بند ہو آواز مرا دم ٹوٹے آہنگِ حجاز ہو مدینے مین رہے

ایضاً

رہجاؤگے ہاتھ زندگی سے دھوکر پچھتائین گے اقربا تمہارے روکر
محسن کیا پوچھتے ہو چھوڑو گھربار جنّت کو چلے چلو مدینے ہو کر

تضمین بطور مناجات

من پر زغفلتی و بیخبردی — دشمن نفس در کمین بدی
تو مرا از در و محبت و سندی — تو مرا تاب و قوت و مددی
یا حبیب الاله خذ بیدی — ما لعجزی سواک مستندی
خانه بگذاشتم برسوائی — نه عصا دارم و نه بینائی
شور فتیم بدشت پیمائی — انت یا سیدی و مولائی
یا حبیب الاله خذ بیدی — ما لعجزی سواک مستندی
نه زر و نیا تمتعم نه ز دین — دشمن جانم آسمان و زمین
دوستان خشمناک و چین بجبین — دشمنان بهر کشتنم بکمین
یا حبیب الاله خذ بیدی — ما لعجزی سواک مستندی
خون صد آرزو بگردن من — خویش بیگانه دوست دشمن من
خانه زندان و راه رهزن من — ماندنم مشکل است و رفتن من
یا حبیب الاله خذ بیدی — ما لعجزی سواک مستندی
منم و رهزن و ره مخطور — دل بیمار خاطر رنجور
عالم بیکسی و منزل دور — شب دیجور چشم من بی نور
یا حبیب الاله خذ بیدی — ما لعجزی سواک مستندی
بسکه بودم حریص فسق و فجور — گشته ناخوش ز من خدای غفور
هست اکنون شفاعت تو ضرور — آدم بر در تو از ره دور
یا حبیب الاله خذ بیدی — ما لعجزی سواک مستندی

کار من ابتر است ہر نفسے　　دل پر از درد و سر پر از ہوسے
بیکسم در جہان و نیست کسے　　ہمدمے یا انیس در درسے
یا حبیب الالہ خذ بیدی　　یا لعجزی سواک مستندی

صبح من شام شد ز شامت من　　ہست ہر روز من قیامت من
شو شفیع و مکن ملامت من　　نیست جز بر درت سلامت من
یا حبیب الالہ خذ بیدی　　یا لعجزی سواک مستندی

سوے ملک حجاز م آہنگ است　　نام ہندوستان مرا ننگ است
آستانت ہزار فرسنگ است　　دیدہ ام کور و پاے من لنگ است
یا حبیب الالہ خذ بیدی　　یا لعجزی سواک مستندی

کفر ظلمت سرشت در طغیان　　چار سوے سواد ہندوستان
زور ظلم است و قوت شیطان　　خوف جان است و خطرۂ ایمان
یا حبیب الالہ خذ بیدی　　یا لعجزی سواک مستندی

تشنۂ خون من جفا کارے　　دشمنم ظالم ستمگارے
من و در حال خود گرفتارے　　نہ مرا مونسے نہ غمخوارے
یا حبیب الالہ خذ بیدی　　یا لعجزی سواک مستندی

کشتیم نہ نشین چو دیدۂ تر　　گشتہ ملاح و ناخدا مضطر
بحر پر جوش و جوش پر ز خطر　　سر ز سامان گذشت و آب از سر
یا حبیب الالہ خذ بیدی　　یا لعجزی سواک مستندی

رفت تاب از تن و دل از بر من　　آب چشمم گذشت از سر من
راہ گم کرد خضر رہبر من　　نہ کسے یار من نہ یاور من
یا حبیب الالہ خذ بیدی　　یا لعجزی سواک مستندی

زخم از دل گزشت و دل زقرار | خار از پاے و پایم از رفتار
رفت ہوش از سر و سر از دستار | کار از دست و دست من از کار
یا حبیب الاله خذ بیدی | مالعجزی سواک مستندی

کشتی من شکست و لنگر او | غرق شد ناخداے رہبر او
بحر و ہر لحظہ جوش دیگر او | من بیدست و پاشنا ور او
یا حبیب الاله خذ بیدی | مالعجزی سواک مستندی

کاروان رفت من پریشانم | دیدہ بر نقش پاے یارانم
ذرۂ دشت و گرد سیدانم | راہ گم کردہ در بیابانم
یا حبیب الاله خذ بیدی | مالعجزی سواک مستندی

ظلمت دہر چون صفِ مژگان | زرچون چشم سرگین بسیان
لِمَنِ الملک کفر را بزبان | این مناجات بر لب ایمان
یا حبیب الاله خذ بیدی | مالعجزی سواک مستندی

روح از تن جدا و تن زتوان | سینہ پر یاس و یاس بے پایان
جانِ من بر لب ست و لب بفغان | دل پر از درد و درد بے درمان
یا حبیب الاله خذ بیدی | مالعجزی سواک مستندی

ناکسان بے سبب مرا دشمن [1] | ہمہ خود آشنا خدا دشمن
دوستان سنگدل وفا دشمن | جملہ محسن کش آشنا دشمن
یا حبیب الاله خذ بیدی | مالعجزی سواک مستندی

[1] خدا دشمن ترکیب مقلوب یعنی دشمن خدا۔

غزلیات

ابتدائی غزلین کہین جمع نہین ہوئین مولوی محمد احسن مرحوم کی بیاض مین جو غزلین اور اشعار ملے وہ درج کیے جاتے ہین۔

ہے عیان جلوہ بتون مین بھی خدا کے نور کا — زاہد آنکھون مین لگائے سرمہ سنگ طور کا
سر جھکائے ہم ہین وہ تلوار کو کھینچے ہوے — یہ نیاز عاجز اور وہ ناز ہے مغرور کا
مغبچون کی کتنی خاطر کی خدا نے حشر مین — جرم ٹھہرا ٹوٹ جانا شیشۂ انگور کا
جب اٹھائین اسقدر دور فلک کی سختیان — حوصلہ پتھر ہو محسن دل سے چکنا چور کا

دیگر

نجات ہے جو پیمبر کی آبرو سے ہو — نماز صبح قیامت اسی وضو سے ہو
تلاش کرتے ہو کیون حسن پاک کی تشبیہ — پڑھو نہ سورۂ یوسف اگر وضو سے ہو
زہے حیات کہ ہم معنے فنا فی اللہ ۱؎ — زہے وفات کہ تاریخ لفظ ہو سے ہو
کہو کہ قدسیون کی بزم پاک مین محسن — پڑھے یہ نظم عطارد اگر وضو سے ہو

دیگر

خیال یار رہے دل اگر نہو نہ سہی — نہ جائے زلف کا سودا جو سر نہو نہ سہی
نبی کے صدقہ مین محسن ملے قصور مین حور — ہمارے عیب غضب مین ہنر نہو نہ سہی

دیگر

آنکھ پر پھری نظر مائل ابرو ہو کر ۲؎ — ہم پھرے کعبہ سے اے قبلہ تو ہندو ہو کر

۱؎ سنہ ۱۱ ہجری مین وفات حضرت سرور کائنات صلعم کی ہوئی۔
۲؎ شعرانے چشم کو ہندو اور ابرو کو کعبہ سے تشبیہ دی ہے۔

شب کو یہ جذب محبت کا تماشہ دیکھا | شمع پروانہ کے ساتھ اُڑ گئی جگنو ہوکر
دیکھکر آنکھوں کو بھرتا ہوں میں دم زلفوں کا | کالے کوسوں گئیں آہیں مری آہو ہوکر
رو کے دھو ڈالیے سب نامۂ اعمال اپنا | چشم رحمت میں گزر جیسے آنسو ہوکر
تالیاں سُنکے دم رقص بجائیں محسن | زہرہ چرخ گری فرش پہ جگنو ہوکر

دیگر

مبارک سیکشو کس دھوم سے شورش ہی بادل کی | خدا حافظ ہی توبہ کا صراحی سے جام چھلکی
بھلا محسن ہمارا درد سر ہوتا نہو کیونکر | کہ آج اغیار کے ہاتھوں سے آتی ہی صندلی

دیگر

ہم اب زندگی سے گھاٹ پر تلوار کے اُترے | حباب آسا ہمیں کشتی ملی ہی وہ بھی پانی کی
جو نہ دیکھی ہوئی کہتے تھے سُنکے لگے میرا | جو میں نے اُنکے منہ پر گفتگو کی بیدہانی کی
کہا قاصد سے کہدینا نہ لکھیں خط کبھی ہرگز | بحمد اللہ کہ نکلی اُس سے تعلیم ربانی کی
سنا ہی محتسب بھی تاک میں ہی دختر رز کی | الٰہی رکھ لے تو حرمت شراب ارغوانی کی

دیگر

کھولی گرہ جبین کی نہ ابروے یار نے | مشکل کشائی چھوڑ دی اب ذوالفقار نے
معدوم محض تھا کمر یار کا نشان | موہوم کر دیا مرے اشکوں کے تار نے
جیتے تو ہٹتے پاوں نہ بتخانے سے مگر | دھوکا دیا زمانہ ناپائدار نے

دیگر

روبرو جسکے تو آئے اُسے سکتا ہو جائے | نقش دیوار ترا آئینہ خانا ہو جائے
اے بتو مجھسے نہ بگڑو جو خدا بنتے ہو | کہیں بندا ابھی نہ اللہ کا بندا ہو جائے
کون نظروں میں سمایا کہ مرا مردم چشم | سب حسینوں سے یہ کہتا ہی کہ پردا ہو جائے
خواب میں مجکو ملی دولت بیدار وصال | آج اکسیر اکسی مرا سونا ہو جائے

نہ کہو مجھ سے وہ آتے ہین عیادت کیلیے
دل بیمار نہ اس دھوکے مین اچھا ہو جائے

رات ابھی دوڑتی آئے جو کرو وعدۂ وصل
کہیے تو چار گھڑی دن سے اندھیرا ہو جائے

دیگر

نہ لگے تجکو نظر اے قد رعنا والے
سب طرح گھورتے ہین عالم بالا والے

تجھپہ کرتے ہین فدا دین کو دنیا والے
صدق دل سے کلمہ پڑھتے ہین مولا والے

تجھپہ غش کرتے ہین ہزارون رخ زیبا والے
نئے جنجال مین ہین زلف چلیپا والے

ابھی دیکھے ہی نہین قامت رعنا والے
بہت اونچے نہ چڑھین سدرہ و طوبے والے

دل بیمار کوئی دم مین فنا ہوتا ہے
میرے پہلو سے نہ اُٹھین دم عیسے والے

دام مین یار کے مین دیدہ و دانستہ پھنسا
مجکو نادان نہ سمجھین دل دانا والے

قطرہ قطرہ مین مرے اشک کی موجین ہین
مجھسے کیا آنکھ ملائین لب دریا والے

ہر قدم پر رہ الفت مین اندھیرا گھپ ہے
ہاتھ مین چاہیئے مشعل ید بیضا والے

عشق بے پردہ محبت سے دکھاتا ہے چراغ
راہ بھولین نہ کہین وادی سینا والے

یار کی باغ مین آمد ہے گھٹا چھائی ہے
کہو تیار رہین ساغر و مینا والے

میکدے بستے رہین پیر مغان کی ہو خیر
یارب آباد رہین ساغر و مینا والے

مے سے کیون پیر مغان بوے ریا آتی ہے
معتکف کیا ہوے میخانہ مین تقوی والے

سوچتے سوچتے جب وصف دہن تک پہنچی
چیستان کہنے لگے فکر رسا والے

مال کیا چیز ہے تیری تو خریداری مین
جان دینگے سر بازار زلیخا والے

بے زبان بھیجے جو بھیجے کبھی تم نے قاصد
خط لکھا اسنے تو بلا کر خط طغرا والے

دوستو میکدہ مجھ سے بری ساعت چھوٹا
حشر مین بھی نہ ملے ساغر و مینا والے

آپ کیون حشر مین پھرتے ہین بھٹکتے محسن
چلیے بیٹھے ہین جہان شہ بطحا والے

دیگر

خدا نے تل کیا پیدا لبِ رنگین جاناں پر — تو گویا تیل چھڑکا آتشِ لعلِ بدخشان پر
بہار آئی ہی رنگینی برستی ہی گلستان پر — رکھا کیون غنچۂ دیوانِ حافظ طاقِ نسیان پر
ہم آخر جان دے بیٹھے لبِ جانبخش جانان پر — ہمارا مردہ دیکھو تیرتا ہے آبِ حیوان پر
بروزِ امتحان کیا دیکھیے آفت برستی ہے — غضب کا ابر اٹھا ہی آ گئی شمشیرِ بُران پر
محبت کی دوڑ دھوپ آخر کو فیضِ ناتوانی سے — چڑھا محسن مین سایہ بنکے بامِ قصرِ جانان پر

دیگر

اک آفتِ جان تری ادا ہی — عاشق کو قضا کا سامنا ہے
بادل ہر سو گرج رہا ہے — طوطی ستون کا بولتا ہے
مژگانِ صنم کا دھیان کیا ہی — دل مین کانٹا کھٹک رہا ہے
صاحب غیرون سے جی خفا ہی — اور کیا مجھے آپ سے گلا ہے
فرہاد نہ پوچھ سختیِ ہجر — دن آج پہاڑ سا کٹا ہے
لیلی کو پکارتا ہے بن مین — مجنون تجھے کیا جنون ہوا ہے
ہون محوِ خیالِ قامتِ یار — کیا اپنا بلند حوصلا ہے
دل نے ترے نقطۂ دہن کو — جب سے دیکھا ہی سٹکیا ہے
شکلِ تصویر ہی جو خاموش — کچھ آج بھی وہ کھنچا ہوا ہے
اک آن ہو جسمین وہ حسین ہی — یوسف ہونے کی قید کیا ہے
دامن سے وہ پونچھتا ہی آنسو — رونے کا کچھ آج ہی مزا ہے
محسن کو واعظو نہ چھیڑو — اچھا ہے جو کچھ برا بھلا ہے

دیگر

دشمن و دوست پہ شمشیرِ جفا چلتی ہی — آج کچھ اور ہی مقتل مین ہوا چلتی ہی
گل و بلبل کو لیے ساتھ صبا چلتی ہی — کچھ عجب رنگ کی گلشن مین ہوا چلتی ہی

نوک مژگان کے تصور نے یہ کانٹے بوئے
کہ چھُری آج میان شہدا چلتی ہی

جھلملاتی نظر آتی ہے مجھے شمع حیات
صبح پیری ہی عیان باد فنا چلتی ہی

اے مسیحا ترے بیمار کی یہ حالت ہی
نہ دوا چلتی ہی اسیر نہ دُعا چلتی ہی

حشر مین آئے عبث چھوڑ کے تہ خانۂ قبر
کیا خبر تھی کہ ابھی گرم ہوا چلتی ہی

کیون نکلتے ہو ابھی کنج لحد سے محسن
حشر کا دن ہی بہت گرم ہوا چلتی ہی

دیگر

مرتے دم تک انتظار دلبر رعنا رہا
دیر تک آنکھون مین وقت نزع دم اٹکا رہا

اے فلک ہم نے تجھے تھا ستون آہ پر
پر ہمیشہ سے ترا محسن کشی شیوا رہا

دیگر

کرشمہ خون بہا ٹھہرا شہید ناز ابرو کا
یہ مضمون ہی برات عاشقان بر شاخ آہو کا

تماشا اُسکے چہرے مین ہی چشم و خال ابرو کا
حرم مین ہی مکان صیاد کا کعبہ مین ہندو کا

مسلمان ہون قسم کھاتا ہون تیرے روئے جانان کی
کہ قرآن مین لکھا دیکھا ہی مینے حرف جادو کا

گلے تک سیل اشک آ کر ہمین آخر کو لے ڈوبا
چڑھانا دوش پر لازم نہ تھا اس طفل بدخو کا

شرار آتش دوزخ سے کیا کھٹکا مجھے محسن
ہی نقش مصحف روئے صنم تعویذ بازو کا

دیگر

کسی کو منزل دلبر کا راستا نہ ملا
ہزارون کھو گئے اس راہ مین پتا نہ ملا

عمل ہزارون پڑھے نقش سیکڑون لکھے
کوئی کبھی یار کے ملنے کا ٹوٹکا نہ ملا

نہ دین کے ہوے محسن ہم اور دنیا کے
بتون سے ہم نہ ملے اور ہمین خدا نہ ملا

دیگر

کھُلے تھے لب نہ ابھی نالہ و فغان کیلیے
کہ مانگی خیر فرشتون نے آسمان کیلیے

فلک سے گزری گئی سیر لامکان کیلیے
اب آگے جاتی ہی آہ رسا کہان کیلیے

کھلے نہ تھے لب بلبل ابھی فغان کیلیے — کہ سر جھکانے لگی شاخ گل خزان کیلیے
صنم کدہ سے اٹھون زاہد جنان کیلیے — کہان سے مجکو اٹھاتے ہو تم کہان کیلیے
تڑپ تڑپ کے تو پہونچا ہون کوی دلبر تک — یہان سے لے طپش دل اٹھون کہان کیلیے
سواد نجد نہ صحراے بے ستون چھوڑا — ہمارے شوق نے بھٹکے کہان کہان کیلیے
شب فراق نہ ہو روز انتظار نہ ہو — تو ہم بھی فکر کرین عمر جاودان کیلیے
قفس مین بیٹھے یہ سوجھی کہ آتش دل سے — لیے چلو کوئی چنگاری آشیان کیلیے
قضا نے کس لیے فرہاد و قیس کو چھیڑا — مجھی کو پہلے بلانا تھا امتحان کیلیے
ہے جی مین لکھیے وہ افشان یار کی تعریف — نہ چھیڑیے کوئی مضمون کہکشان کیلیے
بہار آئی یہ نشو و نما کا عالم ہے — کہ بلبلون نے سبق گل سے گلستان کیلیے
غزل سرائی پہ ندانہ ہو چکی یارو — کھلین گے لب مرے اب اور بیان کیلیے
ازل مین جب ہوئین تقسیم نعمتین محسن — کلام نعتیہ رکھا مری زبان کیلیے

غزل نعت

سخن کو رتبہ ملا ہے مری زبان کیلیے — زبان ملی ہے مجھے نعت کے بیان کیلیے
زمین بنائی گئی کسکی آستان کیلیے — کہ لامکان بھی اٹھا سر قد مکان کیلیے
ترے زمانے کے باعث زمین کی رونق — ملا زمین کو رتبہ ترے زمان کیلیے
ازل مین چن لیے خالق نے رنگ نگ و در — بجائے لعل و گہر تیرے ارمغان کیلیے
کمال اپنا دیا تیرے بدر عارض کو — کلام اپنا اتارا تری زبان کیلیے
اٹھائے آپ کی شاہنشہی کا بار شکوہ — یہ ظرفت الٰہی زمان کے لیے یکان کیلیے
تو مصر منزل مقصد کا سعد اکبر ہے — جو مشتری ہے کنعان تھا کاروان کیلیے
نکالے ڈوبتے بیڑے ترے دین کے اور نوح — تھے ناخدا فقط اک کشتی روان کیلیے
لکھا قلم نے یہ پڑھکر درود کرسی پر — بچھی رہے یہ کسی خواندہ میہمان کیلیے
بنی ہے نار ترے دشمنون کے جلنے کو — بہشت وقف ترے عیش جاودان کیلیے

چمک گئی ترے یارون سے منزل توحید
یہ چار رائے کے بنائے ہین لامکان کیلیے

احد کے پہلو مین کیا کہ رہا ہی نقطۂ میم
بلاؤ قدسیونکو محلّ چیستان کیلیے

دکھائی خامۂ تنزیہہ حق نے تیری شبیہ
جو بے نشانونکو خواہش ہوئی نشان کیلیے

تھی خوش نصیبی عرش برین شب معراج
کہ اپنے سر پہ قدم شاہ مرسلان کیلیے

ہزار رشک کرے لیکن ایسی وقعت کی
تھی سرنوشت کہان فرق فرقدان کیلیے

نہ دی کبھی ترے عارض کو مہر نے تشبیہ
رہا یہ داغ نیابت تک آسمان کیلیے

سوائے آئینۂ جلوۂ شہ لولاک
نہ تھا محل کوئی تصویر کن فکان کیلیے

نہ تھا بجز قد بالائے سرور عالم
جو کوئی تیر تھا قوسین کی کمان کیلیے

نزول نسخۂ پاکیزۂ کلام مجید
ترے عروج ترے عہد کے بیان کیلیے

عجب نہین جو کہے تیری فرش کو کوئی عرش
کہ لامکان کا شرف ہی ترے مکان کیلیے

ترا ظہور ہوا جب قریب بو لا کفر
حمل مین آیا ہی سو یسج مری خزان کیلیے

بہار بڑھ گئی حضرت کے جان نثارون سے
اسی چمن سے قلم لیگئی جنان کیلیے

کریگا کیا تری توصیف کلک منشی چرخ
زبان چاہیے منہ چاہیے بیان کیلیے

خدا کے سامنے محسن پڑھونگا وصف نبی
سجے ہین جھاڑ یہ باتونکے لامکان کیلیے

دیگر

حالت نہ پوچھیے مرے شیب و شباب کی
دو کروٹین تھین عالم غفلت کے خواب کی

روے عرق فشان پہ ہی سرخی شراب کی
شبنم سے ہی لگی ہوئی لو آفتاب کی

تار نفس نے دین خبرین اضطراب کی
اللہ خیر ہو دل خانہ خراب کی

شرم گناہ شکل مٹادے عذاب کی
اے طفل اشک عمری فردین حساب کی

برباد کی امنگ ہمارے شباب کی
مٹی خراب کی دل خانہ خراب کی

ہونے نہ پائی خشک بھی تر دامنی مری
محشر مین دھوپ ڈھلنے لگی آفتاب کی

دفتر کھلا جو میرے گناہونکا صبحدم — دیکھا تو شام ہو گئی روز حساب کی

اُنکو کبھی خیال ہو میرا یہ وہم ہے — جاگین مرے نصیب یہ باتین ہین خواب کی

دم توڑنے لگا جو ترا مست چشم ناز — رضوان نے روح کھینچکے بھیجی شراب کی

میدان حشر مین پئے رندان تشنہ کام — پیر مغان سبیل لگا دے شراب کی

دیکھے گئے جو میرے گناہان بیحساب — بخشش مرے خدا نے مری بیحساب کی

تیر مژہ کو توڑے رہین مردمانِ چشم — کہدو کمان ہے دلِ خانہ خراب کی

حالت تباہ کسکی ہے دورِ حضور مین — ایمان کی عقل کی دل خانہ خراب کی

دین سے مٹا دیا مجھے دُنیا سے کھو دیا — ہین سب خرابیان دُل خانہ خراب کی

کین تمنے ابتدا مین غضب کی لگاوٹین — عادت خراب کی دل خانہ خراب کی

ہے بھول کسکی عشق مین از خود فرامشی — یادش بخیر اس دلِ خانہ خراب کی

دھتا لگا کفن کو مرے جسم زار سے — گاڑا مجھے زمین کی مٹی خراب کی

کیا قہر ہے چھُڑا کے گلستان میکدہ — لائے بہشت مین مری مٹی خراب کی

رسوا کیا مرا غم دل فاش کر دیا — طوفان اشک نے مری مٹی خراب کی

اے یار تو نے بزم مین غیرونکے سامنے — چھینٹے نہین دیے مری مٹی خراب کی

پھرتا رہا جو ناقۂ لیلیٰ اِدھر اُدھر — دستِ جنون مین قیس کی مٹی خراب کی

سُرخی کتا کے خون شہیدان عشق کی — اے آسمان زمین کی مٹی خراب کی

مضمون نعت مین پڑھو محسن کوئی غزل — کیون گلزمین شعر کی مٹی خراب کی

اُٹھتی ہے لامکان سے جو چلمن حجاب کی — آمد ہے کس ہمیر عالی جناب کی

مصحف کا ایک صفحہ جبین ہے جناب کی — تقریظ حق نے لکھی ہے اپنی کتاب کی

یا ایہا النبیؐ علی وجہک السّلام — سُرخی کتاب دین مین ہے ہر ایک باب کی

چلنے لگی ہوائے شفاعت جو تیز تیز — آتش نہ کیون کہے مری مٹی خراب کی

ارواح انبیا کو وہ نسبت ہے تیرے ساتھ / جو نسبت آفتاب سے ہے ماہتاب کی
وہ آنکھ پھوٹے جسکو دکھائی نہ دے خدا / جب یاد آئے سرورِ عالی جناب کی
جسمین نہو محبت محبوب حق کا گھر / مٹی خراب اُس دل خانہ خراب کی
پہونچے فلک پہ تیرے قدم گرد بیٹھے ہوے / ذرّون کو لے اڑی ہے ہوا آفتاب کی
بالاے ہفت چرخ ہے محبوب حق کا نور / ہے لامکان مین دھوپ اسی آفتاب کی
تا حشر تیری مدح سے ہو میری آبرو / اشراق اسی وضو سے ہو روز حساب کی
مقصود آفرینش محبوب کبریا / کیا بات ہے جناب رسالت مآب کی
پہلے پڑھا سوال نکیرین سے درود / کیا بات ہے مرے دلِ خانہ خراب کی
یارب ہو خاتمہ مرا حضرت کے نام پر / بس یہ اخیر فصل ہے میری کتاب کی
محسن کی التجا ہے فنا فی الرسول ہو / اے بحرِ فیض لے خبر اپنے حباب کی

دیگر

دوڑی ہے کسی جلوہ گہ ناز و ادا مین / ہلنے کی سکت اب نہین باقی ہے قضا مین
شیشے سے نکل رند مے آشام ہین پیچین / غمزے نہ کرے اے دخترِ رز ایسی گھٹا مین
گل سنتے ہین گلزار مین آمد جو خزان کی / کیا چھپتے ہوے پھرتے ہین دامان صبا مین
شرمائی ہوئی آنکھ کی چتون ہے قیامت / شوخی کی جھلک بھر ہے انداز حیا مین
محشر مین دل غمزدہ کی قدر کھلے گی / اس مال کے دام اٹھین گے بازار جزا مین
اے شوق سنبھل چوٹ چلا چاہتی ہے لب / میرے دل پرخون مین تھے رنگ حنا مین
محسن شب معراج یہ کہتے تھے فرشتے / کیا راز و نیاز آج ہے بندہ مین خدا مین

دیگر

کیا خزان ہے گلشن امید پہ چھائی ہوئی / نرگس چشم تصور تک ہے کمھلائی ہوئی
ہون وہ افسردہ کسی گل پیرہن کے ہجر مین / پھیر دامن تک کی کلیان بھی ہین مرجھائی ہوئی

ہائے کیف خماری نے کیا مستونکو چور — ساغر مے وہ جا ہی خم وہ انگڑائی ہوئی
سادگی کی قدر کچھ عہدِ جوانی نے نہ کی — جو امنگ آئی طرفدارِ خود آرائی ہوئی
رفتہ رفتہ یہ بڑھا ہی اسکو عاشق سی حجاب — یاد بھی اب دلمین آتی ہی تو شرمائی ہوئی
جانگر گشتہ مجھے اس شرمگین کی شرم کا — تیغ بھی چلتی ہی گردن پر تو شرمائی ہوئی
اس غزل کہنے مین ہی تعمیل ارشادِ امیر — بعد مدت آج محسن خامہ فرسائی ہوئی

نظم دل افسردہ

ہی منزل اک مہ کنعان کی قلبِ زار و مضطر مین — یہ مہمانِ عزیز اترا ہی کس اجڑے ہوئے گھر مین
نہ کوئی پوچھتا ہی اور نہ ذکر اسکا ہی دفتر مین — بڑا دیوانہ ہی محسن کہان آیا ہی محشر مین
نئی الفت کا اٹھا درد ہو تقسیم اعضا مین — کہ بسم اللہ طفلِ اشک کی ہی دیدۂ تر مین
وصال و ہجر مین ہی بیقراری ایک حالت پر — نہین کیا اک گھڑی کا چین بھی میرے مقدر مین
خدا کے واسطے اے بت یہ کیون مجکو ستاتا ہی — نہ کہنا تھا کہ ہی کچھ بھی مروت میرے دلبر مین
شبِ ہجران الٰہی آج بھی کیا طے نہین ہوگی — اندھیرا جھک گیا وقتِ نمازِ صبح محشر مین
جگہ دے مجکو میرے دلربا کے غنچۂ دلمین — بہار اگلی برس رکھے مجھے زندان دیگر مین
نہ شمشیرِ ابرو بسملون نے سر جھکائے ہین — ہماری بندگی کا سجدہ ہی محرابِ دیگر مین
کھنچی ہی شکل موزون تیری ہر آئینۂ دلمین — ہر اک مصرع ترے قد کا ہزارون بحر کی بر مین
اچٹنا خوابِ غفلت کا ہی آسان پر یہ مشکل ہی — کہ رحمت کا بھروسہ مجکو چھینٹے دے نہ محشر مین
عوض مین غمزے کے دنیا کرشمہ کے عوض عقبیٰ — لگا ہی ٹھیک اُلٹی نرخنامہ یار کے در مین
ہی جی مین اس غزل کی بحر مین بھر دیجیے گوہر — کہ تابِ جلوۂ حسنِ بتان ہو آبِ دیگر مین
زمین شعر پر اعلیٰ مضامین عرشِ اعظم سے — چلے آتے ہین شوقِ صرفِ نعتِ پیمبر مین
حسد کیون لامکان پرواز ہی افکارِ محسن کا — کسی دن معرکہ ہوگا عطارد مین سخنور مین

ہوا عالم معنبر صبح میلاد پیمبر مین
بسا ہی نالۂ جانسوز بلبل تک گل تر مین

بہار آئی ہی شب بسکہ دیار خلد و کوثر مین
ابد تک اب خزان سوتی رہی پھولونکی چادر مین

بھری ہی شوکت شاہنشہی اللہ اکبر مین
اذان کی پنج نوبت بج رہی ہی عالم ہفت کشور مین

نبوت کا تجمل اصطفا کی مسند آرائی
فلک کی ہفت اقلیم اور زمین کے ہفت کشور مین

شجاعت کا صلحنامہ نہان ہی حسن ابر مین
سخاوت کا خزانہ ہر نگاہ بندہ پرور مین

سنان پر شمشیر ہلالی اسقدر چمکی
کہ ابتک چاندنی پھیلی ہوئی ہی ہفت کشور مین

ہوا ہی اللہ اللہ مطلع انوار محبوبی
شرف کی پہلی منزل تھی بنی ہاشم کے اختر مین

بھرا علم لدنّی حق نے سینے کے سفینے مین
کہ لہرین لے رہی ہی بحر مواج آپ کی بر مین

عیان فرما کے نور علمک مالم تکن تعلم
کلام پاک کے تارے اُتارے قلب انور مین

عبادت پھولتی پھلتی رہی ذات مقدس سے
ریاضت باغ باغ آکر ہوئی پاکیزہ پیکر مین

طواف اپنا کرے کعبہ یقین ہی اس سعادت سے
کہ خطبہ خاتمۂ کونین کا تقدیر منبر مین

نگاہین مہر طلعت کے مقابل خیرہ ہو جاتین
شب معراج اگر کاجل نہوتی چشم اختر مین

پڑھا ہاتف نے بسم اللہ سبحان الذی اسریٰ
جب آیا خانۂ زین براق برق پیکر مین

فلک نے آبرو پائی جو چتر فرق عالی کی
دُر شہوار انجم ہو گئے داخل نچھاور مین

باستقبال آیا مرحبا ے آدم و عیسیٰ
جو پہونچا خدمت والا پدر عالی برادر مین

ید بیضا چراغ طور سے روشن کیے دستی [1]
کہ سجدے مین جھکا ہوگا اندھیرا راستہ بھر مین

دعا یوسف کی لے ہر دلعزیزی انجم بقربانت
لیے ہے پیرہن محبوبی خالق تری بر مین

قلم ادریس کا مدحت نگار خلعت قدسی
کہ ساتون بار لیے ٹھٹک گئے اُسکے جسم اطہر مین

ملے شکرے مین اُس بت شکن کو خوان نعمت
یہ مہمانی ہوئی باغ خلیل ابن آزر مین

جوان ہاشمی کس شان سے بالاے عرش آیا
کہ آئی ہفت پشت آسمان پیر چکر مین

[1] دستی مشعل کو کہتے ہین۔

وہ دن جلد آئے یا رب جب ہوں پیش اعمال سب کے
قریب عرش کرسی ہو تری دربار داور میں

گنہگاران امت کی صفائی کی شہادت کو
تری چشم عنایت مہر ہو ہر ایک محضر میں

کیا پر پہلے پوچھے جائیں جب سرکار محشر میں
ندامت سے صفا پر منہ چھپا لیں اپنا محشر میں

معافی کی نہ لے جا گیر مجکو ایسی حالت میں
کہ دیگر عرضیان بے حکم کے داخل ہوں دفتر میں

عجب کیا اگر کہیں حضرت نے امت کی حفاظت کا
مچلکہ لے لیا دوزخ کے کارندوں سے محشر میں

کراما کاتبین امید تشریف شفاعت میں
کہیں لکھ دیں نہ نام اپنا گنہگاروں کے دفتر میں

غرض ہر جا شفیع رحمۃ للعالمین تو ہے
زمین میں آسمان میں جنت الماویٰ میں محشر میں

نہیں ممکن کبھی تیرے مدائح تو میں بس لکھنا
جو کلک دو زبان ہو وہ زبان دست سخنور میں

ثنا تیری مدح بس ہے جو لکھی خامہ نے قدرت کے
نبوت کے صحائف میں خداوندی کے دفتر میں

سخن یا رب مرے دل کی تڑپ کے ساتھ حاضر ہو
سند لینے کو سرکار قبول خاص داور میں

رہے پہنے ہوئے قرآن کا جامہ سخن میرا
کوئی حرف غلط آئے نہ سہواً غیر دفتر میں

لکھے کلک رضا سے کاتب اعمال نقل اسکی
مرے انفاس کا ڈورا لگا کر اپنے مسطر میں

یہ نعت تازہ سنکر عندلیب شاخ طوبیٰ تک
کہے کیا خوب طوطی بولتا ہے باغ سرور میں

اسی در کی گدائی سد اسکندر ہو ہمت کو
نہ جاؤں میں کبھی دربار کسریٰ میں نہ قیصر میں

سما یا ہو خیال دلربا ہر لحظہ و ہر دم
کہ میری جان آنکھوں سے چلے اللہ کے گھر میں

نکیر و منکر آئیں قبر میں میری یہی کہتے
کہ سو آرام سے یاد خدا حب پیمبر میں

لگا دیں خاک پائے ممدوح کی مداح کے منہ میں
تیمم کر کے داخل ہوں نماز صبح محشر میں

سفارش نامہ ہو مولا کا اس دست شکستہ میں
پکاریں جب مجھے سرکار عالیجاہ داور میں

درود غیر محدود آپ کی روح معظم پر
تسلسل رشتہ ہے جب تک ابد کے سلک گوہر میں

سلام غیر محدود آل و اصحاب مکرم پر
دوام عیش ہے جب تک بہشت روح پرور میں

فلک کو عرش پر تھا ناز تقدیم قدمبوسی
مگر دیکھا تو کعبہ چھپ چکا تھا پہلے منبر میں

کلید باب جنت نذر کی سلطان عالم کے — مسہری پھولونکی مہکا کیے رضوان تیرے گھر مین
نہ کیون صد ادب پر ختم ہو جبریل کی عرضی — کہ شمع قرب نے تاثیر کی پروانہ کے پر مین
بقرب قاب قوسین آپ پہونچے تو نہ تھا باقی — پر یک تیر کا پلہ کمانکش اور کمانگر مین
تعجب کیا معما کھل گیا گر میم احمد کا — کہ ہے نیرنگ بیرنگی ہمیشہ رنگ دیگر مین
خدا انکا نام حق ہی مصطفے انکا نام بھی حق ہی — نہان سر حقیقت ہی مجاز ذات اطہر مین
گھر اسکا کعبہ اور اللہ اسکے کعبۂ دل مین — خدا ہی اسکے گھر مین اور یہ خدا پاک کے گھر مین
پڑھون اک قطعہ پر نور جسکا مطلع روشن — لکھین لوح بیاض آفتاب صبح محشر مین
اٹھینگی انگلیان کلمے کی تیری سمت محشر مین ق — جو پوچھینگے ہی کسکا دخل آج اللہ کے گھر مین
ترا اسم گرامی زیر بسم اللہ عنوان مین — ازل کے ہی صحیفے مین ابد کے ہی رجسٹر مین
ترے انوار کا پرتو مہ کنعان کے نقشہ مین — تن بے سایہ کی تصویر عکسی مہر خاور مین
حسب مین اور نسب مین اور شرافت اور کرامت مین — نہ تیرا مثل مظہر مین نہ تیرا مثل مضمر مین
دل بیدار کا مانند ظاہر مین نہ باطن مین — ضمیر پاک کا ثانی نہ مظہر مین نہ مضمر مین
ترے ہی نور سے نکلے زمین و آسمان بیشک — نہان تھے ماضی و مستقبل و حال ایک مصدر مین
دم شمشیر موسی تیرے اصحاب اکرم مین — کمال آل ابراہیم تیری آل اطہر مین
وقار ہیبت ہارون ہی عباس و حمزہ مین — جلال تیغ یوشع تیغ سلمان و ابوذر مین
تری نسبت سے حسن یوسفی و صبر ایوبی — گل اندامان جنت سبط اکبر سبط اصغر مین
رہ جنت ملی ہی آکے تیرے آستانے سے — شمیم خلد کوچہ کی نسیم روح پرور مین
تو وہ کوکب ہے جسکا لامکان تک نور پھیلا ہے — نہین ہی اس شرف کا کوئی تارا آسمان بھر مین
نہین ہی اور نہوگی اور کے طالع مین قسمت مین — جو تیری منزلت جو قدر ہی سرکار داور مین

انیس آخرت

۲۲ ۱۳

ازل ہی عشق حسنِ بےنشان کے روے تابان کا
لیے صد فتنۂ محشر ہوا مہمان دل و جان کا

منادی ہو گئی ناکا کھلا ہے شہر جانان کا
مگر جو آئے اک چھاپہ لیے خونِ رگِ جان کا

یہ وہ مقتل ہے جسمین اہلِ دل مرتے ہین مرنے پر
نکلنا جان ہی کا ہے نکلنا پورے ارمان کا

نمک پروردہ ہے ہر زخمِ دل ذوقِ شہادت کا
کہو چھیڑے نہ شورِ حشر ذکر اپنے نمکدان کا

خداوندا بڑھے اس سرزمین کی ہر قدم دولت
خزانہ ہو ہر اک ویرانہ مین گنجِ شہیدان کا

مشیرِ خاص شاہِ عشق کا ہے دستِ بے درمان
رواں ہی سکۂ قلبِ بیقرار و چشمِ گریان کا

قطاعت مین نظام الملک و الملت ہے ناکامی
دبیر الدولہ اسکے خاصہ مین داغِ حرمان کا

ہزارون مثلِ قیس و کوہکن ہین سربکف حاضر
اجارہ کیا انھین دو کو بلا کوہ و بیابان کا

دلِ پر سوز بسمل شمع ہے دیوان والا کی
کنول خوشرنگ ہے بزم ہی خونِ شہیدان کا

کرامت آپکی لطف و نوازش کی ہے زہر ملی
زمرد ہے نگینہ خاتمِ دستِ سلیمان کا

ہے ہو حق عاشقون کے بوریے پر آہ و زاری کا
نہین نالون سے خالی کوئی گوشہ اس نیستان کا

نہین آسان اٹھانا عشق کی چوٹین دلِ جانپر
کلیجا ہاتھ بھر کا لائے جو ہو مردِ میدان کا

ہے اولی کام دلکے ٹکڑے کرنا کاوشِ غم سے
لٹانا چشمِ پُر خون سے خزانہ لعل و مرجان کا

وصالِ یار مین آنا تصور رنجِ فرقت کا
ہے اک پہلو مین ملنا بوسے مین صدمہ ہجران کا

ستم محبوب سے ہو پہنچے تو سمجھے مہربانی ہے
چلے سر پر جو آرہ بار ہو گردن پہ احسان کا

خلیلِ خاص وہ ہے جو بھڑکتی آگ مین گر کر
ہر اک انگارہ کو سمجھے کہ خاکہ ہے گلستان کا

ذبیح اللہ سے یہ قول تھا مردانہ ہمت کا
جو آگے دوڑ کر زخم مین ہے شیر اس نیستان کا

اسی دار الشفا مین ہے یہ نسخہ حفظِ صحت کا
کہ صد ہا درد ہون لیکن خیال آئے نہ درمان کا

سلہ وفات سے ہفتہ عشرہ پیشتر ایک عزیز نے بذریعہ خط کے خیر و عافیت مزاج دریافت کی تھی آپ نے قلم سے یہ شعر تحریر فرمایا تھا

بحکم کنتُ کنزاً مدعا تھا آفرینش سے
بشان دلربائی بندہ کرنا نوعِ انسان کا

ملا پہلے شرف سب انبیا کو عشق کامل کا
کہ اُنکے دیدہ و دل مین بھرا تھا نورِ عرفان کا

انھین مین ایک عند اللہ ولہم و اعلاہم
عزیز حسن و الفت عاشق و محبوب سبحان کا

کیا ہر اک نبی کو اہل عرفان اس نے آیت سے
کہ لوٹ شرک سے ہو پاک کعبہ ہر دل و جان کا

لئیے تکمیلِ مقصد دورِ آخر کے لیے ٹھہرا
وہ جسکے نام نامی سے ہو سکے دین و ایمان کا

رہا بالجملہ گو دورِ ہدایت ایک مُدت تک
قدم مرکز سے ہٹتا ہی رہا کفارِ نادان کا

ضلالت روز افزون دیکھکر رضوان ہو حیران
کہ یہ حالت ہے تو اللہ ہی حافظ ہے گلستان کا

تلاش شہ مین پہونچے دیدہ ہائے منتظر دھر تک
کھلا اک تختہ گویا لامکان مین نرگستان کا

تقاضائے طلب مین یون ہوا رطب اللسان وہ کے
گل گلزار قدسی سر و خلت کے خیابان کا

کہ یارب جلد بھیج اسکو جو اپنے علم و حکمت سے
کرے نورِ یقین سے دیدہ بینا ہر دل و جان کا

بفرمانِ قبول دعوت الواح زبرجد نے
بنایا قرب مقدم درۃ التاج رسولان کا

پکارے چرخ کے چونترے سے یون مسیح آخر
وہ دیکھو قبلہ کے رُخ پر ہلال ابروئے ایمان کا

غرض ان مژدہ ہائے جانفزا کے بعد تحت آیا
ظہور مصطفےٰ فخر رُسل محبوب یزدان کا

رُخِ پر نور جسکا مہر انورِ صبح قدرت کا
تن بے سایہ ہے مصداق کامل ظل سبحان کا

کہا روح القدس نے النوید اے عالم ہستی
زمانہ آگیا توحید کے مدت کے ارمان کا

اندھیرا چھا رہا تھا ہر طرف کفر و ضلالت کا
یہ ہے خورشید ایمان مشرقستان مغربستان کا

تزلزل آگیا نوشیروان کے قصرِ عالی مین
مٹے گا نام تک اک روز گبر نامسلمان کا

صنم مٹی مین ملجائینگے گل آتشکدے ہونگے
ضلالت رہ گئی کہ رکھکے پلہ منہ پہ شیطا ن کا

کلید رحمتِ حق کا اشارہ ہے کہ کھلجائے
ادھر ہر باب شفاعت اُس طرف دروازہ غفران کا

پڑھون اب وہ غزل محسن کہ جسکا مطلعِ عالے
وظیفہ ہو ہر اک قدسی طبیعت اہل عرفان کا

۱؎ حضرت ابراہیم خلیل اللہ ع

ہی بیرنگی کے آئینہ مین نقشہ شکل انسان کا — تعالی شانہ یہ روپ ہی کس حسن پنہان کا
توارد شکل موزون مین سہی مضمون قرآن کا — مگر اللہ رے مطلع ناظم قدرت کے دیوان کا
مورخ اگلے وقتون کا ہی عشق اُس سے کوئی پوچھے — کہ حق کے بعد ازل مین نور تھا کس روی تابان کا
کہون ایمان کی سو بار اُٹھالون سر پہ قرآن کو — کوئی ثانی نہ یزدان کا نہ اُس محبوب یزدان کا
وہ زیب عرش عالی ہی وہ شان لایزالی ہی — مثال بے مثالی ہی شرف ہی دین و ایمان کا
صفی اللہ کا پیارا خلیل اللہ کا حامی — لب عیسی کا ہمدم ہم زبان موسی عمران کا
وہ قاتل کفر و ظلمت کا وہ ماحی شرک و بدعت کا — وہ حامی اپنی ملت کا وہ ناسخ دیگر ادیان کا
وہ ہم صورت ہی معنی پرور عالم کی رحمت کا — وہ ہم معنی ہی صورت آفرین کے لطف و احسان کا
خمیدہ نخل اعجاز اُسکے اثمار خوارق سے — رسیدہ میوہ اسکی تربیت سے زہد و عرفان کا
قدم پہ زیب عرش پاک کا وہ تخت زرین کا — کہان پایہ محمد کا کہان پایہ سلیمان کا
وہ عزت انبیا مین جو مہ تابان کی انجم مین — وہ رتبہ اولیا مین جو رعیت مین ہی سلطان کا
لقب اُمّی و مثل لوح محفوظ اُسکے سینے مین — بھرا علم اولین و آخرین پیدا و پنہان کا
فصاحت کلمہ پڑھتی تھی لب جانبخش حضرت کا — زبان شستہ گویا نسخہ تھا اعجاز قرآن کا
حمایت اہل عالم کی اشارہ عین رحمت کا — شفاعت عاصیونکی تھا اک کرشمہ چشم احسان کا
ہر اک موج اسکے دریاے عطا کی چشمہ کوثر — گل خود رو گلستان کرم مین باغ رضوان کا
شب معراج مین حق نے بُلایا اسکو پاس اپنے — کیا سو طرح کا پاس اپنے محبوب اپنے مہمان کا
بٹھایا خلوت تنزیہہ مین اسکو تن تنہا — فرشتہ بھی جہان پہونچے ملائک کا نہ انسان کا
خودی سے بعد جو پہلے الف کو نون ایمان سے — خدا سے قرب جو پہلے الف ہی نون ایمان کا
خدا جانے حبیب کبریا جانے کہ کیا گذری — ہوا جب سامنا عشق آفرین کے روے تابان کا
الہی مجھکو کر ایسا شہید اپنی محبت کا — دعا — کہ ہر نوک مژہ فوارہ ہو خون رگ جان کا
وہ لو حب محمد مصطفے کے گھر کرے دلمین — دو عالم ہو چراغ کشتہ جسکے طاق نسیان کا

اُسی کے صدقے مین کٹجائے آفت دین و دنیا کی — رہے چلنا سبر مشکل پہ اتہ سین آسان کا
مجھے لیجائے یا رب آب و دانہ اسکے قصبہ مین — جہان ہر کھیت کا ہی ہم سلونہ باغ رضوان کا
اُسیکا شوق اُسیکی آرزو ہو وقت مرنے تک — رہے تا روز محشر سر پہ سایہ اُسکے دامان کا
مٹاوے ہند سے نام و نشان طاعون ملعون کا — کہ یہ کافر ہے دشمن ہر مسلمان نا مسلمان کا

قطعاتِ تاریخ

تاریخ گوئی مین جناب والد مرحوم کو ملکہ خاص تھا۔ ایک مرتبہ مسجد دار دردازہ مین پوری مین ایک شب مین قرآن شریف ختم ہوا بعد ختم کے مولوی نصراللہ خان منصف نے تاریخ عربی کی فرمایش کی اسی وقت تھوڑی دیر کے بعد فرمایا
خَتمَ المصحف ۱۲۸۹ھ

کاکوری مین خود اپنا کمرہ وحویلی تعمیر کرایا۔ مولوی افضل علی مرحوم نے کہا کہ اس عمارت کا تاریخی نام ہونا چاہیئے۔ تھوڑا تامل کرکے فرمایا "غریب خانہ" ۱۲۸۹ھ اسکی تاریخ ہے۔

جناب مولوی امجد علی صاحب حال ڈپٹی کلکٹر پنشنر سے اور جناب والد مرحوم سے لڑکپن سے محبت تھی۔ جناب مولوی صاحب موصوف کا عقد ہوا جناب والد نے تاریخ لکھی۔

مبارک آمد زکد خدائی مئے صال مام امجد ومید عید امید زین بہ چار ستون الف و دو صد

اس شعر سے کئی طرح تاریخ نکلتی ہے اول صورتی چار ستون والف دو صد دوم مصرع اول سے سنہ ہجری اور مصرع ثانی سے سنہ ہجری برآمد ہوتے ہین سوم مصرع اول وثانی کے حروف منقوطہ کے اعداد بقاعدہ جمل لینے سے ۱۲۶۴ھ نکلتے ہین۔ چہارم مصرع اول کے حروف غیر منقوطہ اور مصرع ثانی کے حروف منقوطہ کے اعداد جمع کیے جائین تو ۱۲۶۴ھ نکلتے ہین پنجم مصرع اول کے حروف منقوطہ اور مصرع ثانی کے حروف غیر منقوطہ جمع کیے جائین تو ۱۲۶۴ھ نکلتے ہین۔

منشی عبد الحمید صاحب نے اپنے بھانجے کی ولادت کی تاریخ اس شعر سے نکالی تھی

شمع بزم آرائے عالم آمد فصل بہار ۔ طالع بیدار عزت نیر برج شرف

اِس شعر میں مصرع اول سے سنہ ہجری اور مصرع ثانی سے سنہ عیسوی اور منقوطہ تمام شعر سے ہجری اور مہملہ تمام شعر سے عیسوی نکلتے ہیں۔

مولوی محمد احسن مرحوم مغفور کی بیاض میں ایک نایاب تاریخ عربی دستیاب ہوئی ہے یہ تاریخ سورۂ فیل سے نکالی ہے بیاض سے پتہ نہیں چلتا کہ کس واقعہ کی نسبت یہ نازک تاریخ لکھی گئی ہے غالباً غدر کی یادگار ہے۔

وہو ہذا الاولے السنۃ الہجریہ

الم ترکیف فعل ربک باصحٰب الفیل ای حذف واحد من اعداد اصحٰب الفیل فبقی ۱۵۷۰۔ الم یجعل کیدہم فی تضلیل حلل کیدہم بلفظین ای کی ودہم : جعل کے فاعل لم یجعل ودہم مرادف عاشر مفعولہ والمراد ان اسقط ۳ من ۲۵۱ فبقی ۲۴۸ وارسل علیہم طیرا ابابیل ای اضعف علی العدد السابق اعداد طیرا ابابیل وہو ۲۶۶ فحصل ۵۱۴ ترمیہم بحجارۃ من سجّیل ای زید علیہ عدد حجارۃ من سجّیل وہو ۸۰۵ فحصل ۱۳۱۹ فجعلہم کعصف ماکول فحذف ہم ای ۴۵ من المبلغ ان فحصل ۱۲۷۴ھ

الثانیۃ السنۃ الفصلیۃ الہندیہ

الم ترکیف فعل ربک باصحٰب الفیل ای یحذف کل الف یوجد فی اصحٰب الفیل فبقی عددہ ۵۰۲ الم یجعل کیدہم فی تضلیل کی فاعل لم یجعل ودہم مفعولہ المراد من دہم عاشر حروف الابجد وہو الیا ای یحذف عاشر الابجد من ۵۰۲ والمعنی المعمای ان فی الکی حرفان الکاف وہی حادی عشر من الابجد والیا وہو عاشرہ فیحذف العاشر وعددہ ۱۰ فبقی ۴۹۲ ویضاف عدد طیرا ابابیل وحجارۃ من سجّیل کما مرّ لیبلغ ۱۵۶۳ ثم یسقط ہم ای ۴۵ بحکم جعلہم کعصف ماکول فبقی ۱۵۱۸

۱۲۶۵ف وہو المقصود۔

والثالث سمت بکرماجیت

الم ترکیف فعل ربک باصحب الفیل حذف لاالفان بحکم الم ترفصا اعدده ۲۵۰ الم یجعل کیدہم نے فی تضلیل اضیف عاشر کے یعنی ۳ فی تضلیل اغنی ۱۲۷۰ فحصل من میزان الکل ۱۵۲۳ ثم اضیف عدد طیرا ابابیل ۲۱۰ وعدد حجارۃ من سجیل ۲۶۶ بہا، الوقف فی الحجارۃ یعنے ۱۰۴ فحصل ۲۱۹۹ ثم اسقط منہ عدد ہم و عصف وہو ۲۸۵ بحکم کاف التشبیہ فی فجعلہم کعصف ماکول فبقی ۱۹۱۴ سمت وہو سنۃ التاریخ

الرابع السنۃ المسیحی

الم ترکیف فعل ربک باصحب الفیل حذف لاالف یعنی الواحد من اصحب الفیل ثم اخرج عدد ۵ فی الزبر والبینہ وہو ۴۵۲ الم یجعل کیدہم فی تضلیل ای اسقط عاشر کی فبقی ۲۷ وصار حاصل المیزان ۴۷۹ ثم زید عدد طیراً ابابیل وحجارۃ من سجیل بالزبر والبینہ وہو ۱۴۷۴ فحصل ۱۹۵۳ ثم حذف ہم بالزبر والبینہ فحصل ۱۸۵۷ع وہو المقصود۔

جب کبھی قطعات تاریخ حضرات شائقین منگاتے جناب والد مرحوم خود اپنے قلم سے لکھکر روانہ فرما دیتے تھے نقل رکھنے کی نوبت نہین آتی تھی۔ اسوجہ سے قطعات تاریخ کے جمع کرنے مین بڑی دقت ہوئی جو قطعات دستیاب ہوسے درج کیے جاتے ہین۔

تاریخ اضافۂ دوم منشی جمال الدین حسن صاحب ڈپٹی کلکٹر مین پوری

از بہر اضافۂ مکرر | تاریخ حوالۂ قلم کن
از جسم جمال دین سہ برگیر ۱۲۶۳ | دو بار اضعاف وی رقم کن

تاریخ معافی جرمانہ شیخ عبد القادر

جرمانہ چو بوجہ بر آمد گفتم ۱۲۶۴ھ | دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

تاریخ چاہ و مسجد و باغ تعمیر کردہ منشی تاج الدین خان شاہجہانپوری

چون بنا کرد این عمارت شان والا منزلت | کجکلاہ تارک دنیا و تاج فرق دین
نام ہر یک خامہ ام از بہر تاریخش شمرد | چاہ زمزم قبلۂ حاجات فردوس برین

تاریخ روانگی خود از وطن

چون از وطن بستم کمر از بہر تصمیم سفر | افشاند اشک چشم نم لخت دلم بر ہر قدم
این مصرع پر درد و غم از بہر تاریخش شنو | رو یم بنو دا اندوہ و غم در دو الم رنج دستم
۱۲۶۶ھ

تاریخ معاملہ کہ تصریحش مناسب نیست

مال مفت دل بیرحم چو فرمودہ سرش[۲] | سر بر آورد سنش از زبر د تنہا

---

[۱] مولوی محمد احسن مرحوم کی بیاض مین بھی اس معاملہ کی تصریح نہین ہی اور راقم حروف تو اسوقت پیدا بھی نہین ہوا تھا لہذا یہ معلوم نہین ہو سکا کہ کس معاملہ کی تاریخ ہی۔

[۲] کل اعداد ۱۲۷۷ ہوے جسمین سے اعداد زا یعنی ۸ و با یعنی ۳ کل ۱۱ نکالے ۱۲۶۶ ہوے۔

تاریخ ولادت پسر علی حسین خان نواسہ قاضی محمد صادق خان اختر

ساقی اے جان و دل فدایت — اکسیر نشاط خاکِ پایت

اے چشم تو نرگس سیہ مست — موے مژہ ات پیالہ در دست

گیسوے تو موج رنگ و بوہا — ابروے تو مدِ آبروہا

برخیز چو شاخ لالۂ تر — پُر کن زشرابِ سرخ ساغر

ہر قطرہ شگوفہ ایست رعنا — برچین از شاخ سبز مینا

برگیر زشیشہ ہائے ناب — بشکن سر بصبہ ہاے سرخاب

اے مرشد خانقاہِ طامات — وے قبلہ و کعبۂ خرابات

عیسےٰ لب تست وحی تنزیل — بسم اللہ سرنوشت انجیل

ہر کس ز تو رمز شست و شو خواند — الحمد تحیۃ الوضو خواند

از دست تو ہست بادہ خواری — کفارۂ جرم روزہ داری

در حوزۂ فیض ہمتم گیر — در شجرۂ تاک بیعتم گیر

از دل بکش اے کشندۂ قامت — اندیشۂ قامت القیامت

مہر سر شیشہ بشکن آسان — بلقیس طلب کن از سلیمان

خار و خسِ بزم آشنائی — بردار زجامِ کہربائی

کآورد بشارتم سروشے — مینا اثرے بہار جوشے

رخ غازہ طراز زعفران زار — لب تشنۂ خندہاے سرشار

از گردش چشم بادہ سازی — از نقش قدم چمن طرازی

گفتا دمِ عیش و شادمانی ست — نوروز بہار جاودانی ست

رخشندہ برآمد آفتابے — از شرقِ طالعِ خبابے

آن کافسر مہر پروران ست | نامش بہ علی حسین خان ست
لا زال فیوضہ شہیرہ | ما دام اشمس مستنیرہ
شد فصل بہار گلشن دل | آمد صبح شگفتن دل
افزود مسرت والم کاست | بنشست سبو پیالہ برخاست
اندوہ وکدورت از جہان رفت | صاف مے دل بر آسمان رفت
آوردہ بہار فصل دربار | آب حلب و ہواے تاتار
صبح است و بہار خندہ ریزی | شام است و ہوای مشکبیزی
اقبال یسار زہد بشکست | قلب نے و مے بہم یمین بست
دادند لعابدان بجھر | از پنبہ گوش تار طنبور
مژگان چہ عجب شور رگ چنگ | از پردۂ دیدہ خیزد آہنگ
مے زاہد خشک در سبو کرد | بشکست تیمم و وضو کرد
بزم جوش و خروش گرم ست | ہنگامہ نائے و نوش گرم ست
مے شد بے شیشہ شیشہ بے مے | نے شد بے نغمہ نغمہ بے نے
صد چادر مہ ز سر کشیدند | تا خیمۂ عیش بر کشیدند
بستند ز مہر و ماہ کاجل | بر دائرۂ فلک جلاجل
خلخال بپاے بستہ زرین | مہ پارہ مشتری ز پروین
رقاصۂ زہرہ قامت آراست | در انجمن ستارہ برخاست
صد قافلہ پری ست راہی | از قاف بقلقل صراحی
ہر لب از نغمہ شد نمک سود | عیسی شدہ میہمان داؤد
آرایش خندہ بر جبینہا | چون نقش بکرسی نگینہا
چشم خوابیدہ در تماشا | از پردۂ دیدۂ زلیخا

شیرینی نغمہای ترپافت — نی ہم سر و برگ نیشکر یافت
ہر موشدہ تار رشتہ ساز — از بسکہ سرمہ خاست آواز
ناخن زدہ گل بتار سنبل — پر شد رگ گل ز خون بلبل
از کثرت جوشش می ناب — عالم شدہ غرق عالم آب
بودم مثل حباب تنہا — لبریز ہوای آمد سہا
عید ست و زمانہ را سرورست — فکر تاریخ بر ضرورست
احسانی کن ز فیض باطن — ای نام و تخلص تو محسن
گفتم چہ نوید مژدہ دادی — در ہای طرب تو بر گشادی
بیہودہ صبحدم صبوحی — ساقی سقیا فداک روحی
دل ساغر بی خمار گردید — طبعم صبح بہار گردید
اکنون ابا کن انچہ خواہی — آرم بعنایت الٰہی
فرمود کہ نشاء ز معنی — پیمانۂ دو رسال فصلی

گفتم از فیض نور فکرت — ماہ تابان اوج حشمت
گفتا کہ نشد دلم شکیبا — از شمت (۱۲۵۰ ف) داشتم ہو سہا

گفتم کہ بگیر بہر سمت — خورشید منیر اوج عزت
گفتا این نغمہ ہم خفی کن — کوکب (سنہ ۱۹۰۰) تا فون عیسوی کن
دانی کہ من از خمار تنگم — سودای بادۂ فرنگم

خواندم ترکیب تازہ فی الحال — سرو دولت (۱۲۶۱) زباغ اقبال
گفتا ہوس ست فکر دیگر — در سال ہجرت ہمین (۳) بہ

سر بردہ فرد برنگ خورشید — گفتم گل شاخسار امید
گفتا کہ ہنوز آرزوی ست — در طرز جدید (۱۲۶۷ھ) جستجوی ست

خواہم کہ کنی شال ز روشن | از بیتِ نہ و زبر بستن
گفتم معراج حسن تقریر | از بدر رہ بنا زلِ شرف گیر
گفتا بر فکرت آفرین باد | فیض ازلت در آستین باد
در ساعت نیک ای خوش اختر | نام تاریخش بر آور
گفتم تقفزاے اہتمامش | ممتاز حسین خان ست نامش
از برکتِ اسم فیض معمور | بادا ممتاز زین جمہور
یارب این نور شمع ایجاد | در چشم زمانہ مردمک باد
در محفل نشاتین بادا | کیفیت نشہ اش دوبالا
در بزمگہ ابد بقاش | پیمانۂ عمر خضر جامش
سنگ اقبال و دولتِ او | مانند دو پلۂ ترازو

قطعہ مشتمل بر نام تاریخی فرزند جناب نواب مہدی علیخان رامپوری

جناب آفتاب اوج حشمت | مہ برج شرف مہدی علیخان
خدایش داد فرزندِ جوان بخت | فروغ دیدہ و دل راحتِ جان
جبینش مطلعِ انوار دولت | رخش آئینۂ اقبال تابان
بساز و برگ بہجت بود ہم دوش | بہارستان عشرت کرد سامان
دماغ آرزو زین مژدہ بشگفت | تمنا را چمن شد جیب و دامان
دم صبحے در آمد ہاتف غیب | بعنوانِ جبین عیش خندان
بگفت اینک چہ خوش فرخندہ نام ست | پے تاریخ تاج الدین حسن خان

تاریخ وفات حضرت مولانا شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ

ہر دل بسمل ز طپید نہا بخیال شاہ تراب علی | در دا کہ دریغا وا ویلا ز وصال شاہ تراب علی

نوای بود شریعت را بربطنی بود طریقت را — اقوال شاه تراب علی افعال شاه تراب علی

پاک از شر نفس و شیطان مقبول خداوند سبحان — هم سنگ جواهر در میزان اعمال شاه تراب علی

در دیده تجلی حق هر سو بر لبها نغمهٔ الا هو — خوشحال شاه تراب علی و مآل شاه تراب علی

شبلی و جنید پاک گهر منصور و شهاب دین سهرور — هم قطب الدین و گنجشکر امثال شاه تراب علی

مصروف جهد و ریاضتها با محو شوق عبادتها — هر روز و شب هر دم هر مه هر سال شاه تراب علی

بسم الله نامهٔ وحدت را دیباچه صحیفهٔ کثرت را — اثبات شاه تراب علی ابطال شاه تراب علی

برباده لذات جهان بیگانه خواهش آب و نان — مشتاق صوم مه رمضان شوال شاه تراب علی

مهمانی هر بی برگ و نوا انجاح مراد شاه و گدا — بیداری رسم خلیل خدا از نوال شاه تراب علی

گلدستهٔ باغ رحمت ها لولوی بحر کرامت ها — مفتاح گنج عنایتها آمال شاه تراب علی

بیکار عقول اهل بصر عاجز فکر ارباب نظر — ناقص در فهم ادراک بشر بکمال شاه تراب علی

انعام ایزد و احسانش با رحمت خاص رضوان — بر جان شاه تراب علی بر آل شاه تراب علی

در فکر سالش شد پرسان حالش محسن از رضوان — گفتا که بود گلهای جنان پامال شاه تراب علی

۱۲۷۵ھ

ایضاً

افسوس شاه تراب با محبوب درگه کبریا — مقبول حضرت مصطفی صلوا علیه و آله

همه حق جلال و جمال او همه بدر مهر کمال او — همه رفتار او همه حال او حسنت جمیع خصاله

برداشت از عالم قدم شده شمع انجمن ارم — در ظلمت آباد عدم کشف الدجی بجماله

بی سال وصلش با خدا دل من بفکر شد آشنا — که بخواندم از ره دعا بلغ العلی بکماله

۱۲۷۵ھ

ایضاً

چون حضرت شاه تراب علی محبوب جناب لم یزلی — کو بود شبیه ماه لقا آئینهٔ دین محمد را

در رفته بخلوت خاص حق دریافته نیرنگ مطلق — کرد آه غبار آلود جفا آئینهٔ دین محمد را

حقا ید بیضای او افروخته شد شمع ایمان — بخشد صد آب زنگ صفا آئینهٔ دین محمد را

بلب جملہ بوصف او برخوان پے سال وصالش ای محسن ‌ ‌ ‌ ‌ گوحق ز تراب نمود جلا آئینہ دین محمد را

۱۲۷۵ھ

ایضاً

بزبان عربی

ادخل فی الخلد تراب اللذی ‌ ‌ ‌ ‌ کان ولبّاد من الاتقیا

ان رغب الفکر الے عامہ ‌ ‌ ‌ ‌ قل رضی اللہ عن الاولیا

۱۲۷۵ھ

ایضاً

رفت ز دنیا تراب شاہ حقیقت نگاہ ‌ ‌ ‌ ‌ طبع من از بہر سال ہمت عالی گماشت

گفت کہ آن شاہوار گوہر وحدت محیط ‌ ‌ ‌ ‌ لہ وصل خدا در نظر داشتہ خود را گزاشت

تاریخ مرقد اقدس حضرت شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ سجادہ نشین تکیہ شریف کاکوری

دی گزشتم محسن اینجا با نقی خرقہ پوش ‌ ‌ ‌ ‌ ہر دو گشتیم از ہجوم بیخودیہا منفعل

و در گم گشتگیہا ہوش و سر صرف شکر ‌ ‌ ‌ ‌ دیدہ با اشک آشنا دل باطپیدن مشتعل

گفتم این خلوتگہ حسن ست یا دیوان عشق ‌ ‌ ‌ ‌ نور ریزد از در و دیوار در دار آب و گل

گوہر از رخشانی روی تراب اندر عرق ‌ ‌ ‌ ‌ برق از بیتابی ہر ذرہ اینجا منفعل

بے ستون سنگے بہیا میزند یا کوہ سجد ‌ ‌ ‌ ‌ گل بدامانم ز کنعان میرسد یا از چگل

زیر نخل طور موسای ست اندر خواب ناز ‌ ‌ ‌ ‌ یا بخاک وادی ایمن شرارے مضمحل

جلوۂ روے نیا نے یا شکست زلف ناز ‌ ‌ ‌ ‌ ساز تمکین حیا یا سوز شوق مشتعل

ساعتی آن غیب دان با خود مراقب گشت و گفت ‌ ‌ ‌ ‌ دیدہ ات بنود مگر از نور معنے مکتحل

لہ وصل خدا در نظر کے عدد ۲۰۰۸ ہین اسمین سے خود را یعنی ۱۱۰۸ نکالے تو ہم ۹۰۰ ہوے مصرع اول مین اشارہ اضافہ عدد ایک ہی لہذا کل عدد ۱۲۷۵ ہوے۔

این تجلیہاے ایمان ست یا انوار زہد | یا صفاے خاطر پُر نور عرفان مشتعل
زیر خاک آسودہ شاہد گوہر معنی تراب | آنکہ در عالم نظیرش صورتے لا یحتمل
از درستیہای اعمالش شریعت را سند | وز براہین کمالاتش طریقت را سجل
حُسن را از صاد چشمش مُہر فرمان قبول | عشق در دیوان شوقش مدعی را مستدل
ہمتش از اختیار دین و دنیا محترز | نسبت او تا عدم از بزم ہستی منتقل
از سپہر اوج عرفان آفتابے بے زوال | بر سر تخت ولایت بادشاہے مستقل
گوش کن بشنو کہ میگوید سروشی بر درش | بارگاہ شاہ والا ہمت و بیدار دل

۱۲۷۵ھ

ایضاً

چون ساختند قبر شریف تراب شاہ | مقبول بارگاہ خداوند ذوالمنن
گفتا سروش مرقد پاک تراب شاہ | محسن بخواند خوابگہ مرشد زمن

۱۲۷۵

قطعہ تاریخ خرقہ پوشی حضرت شاہ حیدر علی و حضرت شاہ تقی علی قدس سرہما

چون آن دو قبلۂ اہل دین حیدر علی و تقی علی | کردند در بر خویشتن تشریف فقر بے ریا
در چشم حیرت جلوہ گر شد یک تجلی از دو شمع | دیدم بذات شان دوئی با رنگ وحدت آشنا
حُسن شریعت را دو رُخ زو طریقت را دو ید | لفظ حقیقت را دو قاف اسرار معنی را دو را
اظہار حق را ہر دو لب ہای ہدایت را دو چشم | از نام ایمان دو الف لفظ یقین را ہر دو یا
بگذر ز راہ ثنویت و بگذار نیرنگ دوئی | محسن بتاریخش بگو پوشیدہ خرقہ اولیا

۱۲۷۵ھ

تاریخ وفات مولوی رضی الدین خان

سیدی مولوی رضی الدین | شدہ دمساز سلسبیل و بہشت
داخل گلشن ارم فرمود | ملہم راز سلسبیل و بہشت

۱۲۷۶ھ

تاریخ انتقال مولوی ناصر الدین مرحوم

چون رفت بسوی خلد برین از دہر جناب ناصر دین — خورشید سپہر علم و یقین مشہور دُر دریای شریعت
از سال وفاتش داد خبر رنگین جمل انشاء و خبر — یک خدا بخشش فردوس دگر آرام گہش بادا بہ بہشت
۱۲۸۴ — ۱۲۸۴ھ

تاریخ تولد پسر مولوی اسد اللہ صاحب صدر الصدور

باد با آب و تاب در عالم — گوہر شاہوار درج اسد
گفت سال ولادتش محسن — مہر تابندہ شد ز برج اسد
۱۲۸۸ھ

تاریخ پیدایش پسر شیخ فیض الحسن وکیل مین پوری

چو تابندہ شد در کنار ظہور — مہین گوہر درج فیض الحسن
سروشے ز محسن بتاریخ سال — بگفتا مہ برج فیض الحسن
۱۲۸۹ھ

تاریخ تیاری چبوترہ خود دریائین باغ مین پوری

بنا کردند جائے دل نشینی — کہ زینت داد باغ پر فضا را
برائے سال تاریخش ز محسن — بگفتا گلستان جنت خدا را
۱۲۹۶ھ

تاریخ وفات مولوی حسن بخش مرحوم

مخزن علم و عمل فخر زمن — قبلہ احسن ابو الحسن حسن
از سعیدی واز شہیدی فرع عین سلہ — ابن ابن میرن ابن حسین
۱۲۲۱ھ

سلہ میرن یعنے شاہ میر محمد قلندر حسین یعنی مولوی حسین بخش شہید۔

روز میلادش عزیزی محترم [1] ریخت برخوردار باد از قلم
طالعش دمساز و دولت یار ماند از نصیب و بخت برخوردار ماند
علم ظاهر خواند باصد جستجو [2] از بزرگانِ خود و در لکھنؤ
در طریقت جد عالیجاه او هادی او مرشد او شاه او
مولدش کاکوری و از شصت سال مین پوری بود او ز دارالکمال
بود مهرے در غبار استتر ماخذش خذ ما صفا دع ماکدر
بے نوایان را گریی چاره ساز مفتی و مستفتیان را دلنواز
در پناه مصطفی دین را پناه عید اسلام و امام عیدگاه
بست و پنجم از ربیع آخرین بود گشته ز بیماری حزین
خواب چون آب و غذا افسانه شد اشک غمخوارانش آب و دانه شد
از دوا کردن مرضها می فزود روغنِ بادام خشکی می نمود
داد از یادمنِ عالم نجات بے حواسی قبل سه روز از وفات
نے بغیر و نے بخود پرداختن هیچکس را هیچگه نشناختن
لیک بر می جست با عجز و نیاز مثل اهل هوش وقت هر نماز
قبله رو بعد از تیمم می نشست صحت ارکان نمی رفتی ز دست
باز هر گه میر سیدی تا سلام بدهمان بیهوشیش بالالتزام
نوزده از اول جمادی چون رسید صبح سه شنبه ز بستر بار کشید
گشت پیدا دفعتاً آثار یاس ز اضطراب بشره و نقض حواس

---

[1] مولوی عبدالوہاب۔

[2] حضرت شاہ حیدر علی قلندر و شاہ تقی علی قلندر و مولوی محمد حسن علی محدث لکھنوی سے فقہ حدیث و تفسیر کی تکمیل کی تھی۔

برلب او بار بار الله بود　　بر زبانِ دلفگاران آه بود
قبل وقت ظهر آن مهر مبین　　چید از بهر تیمم آستین
چون بیان کردند کان برست دور　　ذکر حق سر کرد با ذوق حضور
ضربها بر دل زدن بیتاب کرد　　گرمیِ جوش طلبشها آب کرد
بهر پوشیدن طلب کرد آن زمان　　جبه و عمامۂ میرن میان
طاقی مرشد پسر بر سر نهاد [1]　　از زبان الحمد لله گفت شاد
چون بهنگام زوال آمد نهار [2]　　بر زبانش شد روان یارب بیار
برد ادافهمی بپیش خشت خام [3]　　زود دو دست ناتوان باذوق تام
رفت بالاے رخ او دست راست　　چپ زبیجانی ازانجا برنخاست
باز از دستِ یمین چپ را کشید　　تاکه آنهم تا رخِ انور رسید
همچنان شد در تیمم چاره گر　　هر دو دست از ادب باهمدگر
از اشارت کرد فرض ظهر ادا　　با سلام شوق پیش آمد قضا
رفت سوے عرش اعلی روح او　　کل شیٔ هالک الا وجهه
هاتفی از بهر تاریخش نوشت　　جاے پاکش باد الهی در بهشت

۱۳۰۱ھ

تاریخ نگارستان لطافت از مولوی حسن رضا خان صاحب بریلوی

حسن کز حسنِ طرازش طبع استاد　　بعنوانِ تخلص یوسفی گفت
زمین شعر او را عرش اعلیٰ　　سر پر آراے چرخ چارمی گفت

[1] مولوی محمد محسن نے عمامہ میرن میان کا سر پر رکھدیا۔
[2] زوال کے وقت سے زبان پر یارب لاؤ تھا مطلب یہ تھا کہ نماز کا وقت آگیا ہی اینٹ تیمم کیواسطے لاؤ
[3] واحد خان ملازم

کلامِ پاک او را حضرتِ خضر
مصفا تر ز آبِ زندگی گفت
بہ فیضِ فکر جانے در سخن ریخت
سخن در ذکرِ میلادِ نبی گفت
نبی ہاشمی کانہ صفاتش
خدا سے پاک سبحان الذی گفت
برائے یادگار سال محسن
بہارستانِ نعتِ احمدی گفت
۱۳۰۲ھ

تاریخ وفات حکیم مشتاق علی مرحوم

مشتاق علی طبیب حاذق
شبلی روشن و ملک جنابے
بگزشت ازین جہان و بگزاشت
بر خلق ملال و اضطرابے
چون باغِ اکرمش حسن بود
رنگ الفت بہ آب و تابے
جا یافت بہ پہلوے برادر [1]
شد جمع حباب با حبابے
ہاتف سرِ مرقدش رقم کرد
مہتاب قرین آفتابے
۱۳۰۲ھ

ایضاً

میرد در جوارِ حضرتِ حق
آنکہ در زہد و معرفت طاق است
تیرہ چشم جہانیان گردید
نیلگون روے ہفت اطباق است
گفت روزِ وصال او جبریل
کہ این جہان اطلاق است
کیست اندر حریم قدس آمد
گفت رضوان علی کہ مشتاق است
۱۳۰۲ھ

تاریخ مثنوی ترانۂ شوق از منشی احمد علی شوق

اِسقدر شوخ مثنوی محسن
نہ کسی نے سُنی نہ دیکھی ہے
روبرو اس زبان اُردو کے
فارسی کی تمام ترکی ہے

[1] مولوی حسن بخش مرحوم کے مزار کے پہلو میں مزار حکیم مشتاق علی مرحوم کا ہے جو حیدرگڑھ میں پوردی میں ہے۔

کس بلندی پہ ہے زمین شعر | فلک ہفتمین پہ کرسی ہے
سحر و افسون ہے بول چال اسکی | فتنۂ حشر لفظ و معنی ہے
اڑے جاتے ہین لفظ سے مضمون | سطر صفحے پہ لوٹی جاتی ہے
دونون مصرع ہین کیا تڑپتے ہوے | ایک سیماب ایک بجلی ہے
ہاتف غیب بھی یہ کہتا ہے | بارک اللہ عجب شوخی ہے
۱۳۰۵ھ

ایضاً

اعجاز زکلک شوق باذوق | افسونے خواند و سحر گفتہ
تاریخ نوشت طبع رنگین | نیرنگ معنی ہشگفتہ
۱۳۰۵ھ

ایضاً

مے سزد بہر نثار این نگارین مثنوی | آب و تاب گوہر شہوار اشعار نسیم
گو چہ میگوید سخندانش بہار بیخزان | گفتمش کہ بود خرانے بہر گلزار نسیم
۱۳۰۵ھ

ایضاً

ہوش ربا گفت زاہل مذاق | چاشنی این سخن ذوق شوق
ہاتف غیب از پے تاریخ سال | گفت زحسن چمن ذوق شوق
۱۳۰۵ھ

تاریخ محامد خاتم النبیین دیوان نعت منشی امیر احمد امیر مینائی مرحوم

امیر اللہ اکبر وہ عزیز مصر معنی ہے | کہ بندہ ہے سخن بھی جسکے انداز طبیعت کا
چلے آتے ہین مصرعے شکرستان فصاحت سے | وہ طوطی بولتا ہے شاخ مضمون پر بلاغت کا
در معنی اچھل کر آئے دامان بلاغت مین | وہ جزر و مد ہے دریاے عبارت مین فصاحت کا
سخنگو کہہ رہے ہین جھوم کر نشہ کی حالت مین | کہ ابری دفتر دیوان کی ہے یا ابر رحمت کا
تفضیلت اسپہ حاصل ہے نہ عرفی کو نہ فیضی کو | مقابل اسکے کیا رتبہ غنی کا یا غنیمت کا

نہین کچھ شک کہ ہی یہ فخر اسکی ذات کو حاصل — سخن کو اسکی نسبت سے ملا رتبہ سعادت کا
دماغ اُسکا گل صندگ ہی گلزار دانش مین — دل اسکا عطر مجموعہ ہی گویا علم و حکمت کا
رسالہ ہی براہِ کا زبان خشک خامی کی — لب حکمت نوا اک نسخہ ہی قانون قدرت کا
وفا مین لطف مین علم و عمل مین ورع و تقوی مین — ظہور اس سے ہوا ہی شاہ مینا کی کرامت کا
اُسی کے پرتو صورت سے پیدا صورتِ معنی — اُسی کے قلزم کثرت کا مرجان رنگ وحدت کا
یہ دیوان کیا ہی گویا اک گلستان ہدایت ہی — ثمر ہے یا کہ محبوب الٰہی کی رساعت کا
گہرباری قلم کی ہی عیان ہر لفظ و معنی سے — ہر اک نقطہ ہی موتی بحر مواج رسالت کا
فراموشی رہے دارین سے یاد پیمبر مین — یہی ہی ایک سیدھا رستہ گلزار جنت کا
سروش غیب نے تاریخ کیا اچھی کہی محسن — کہ یاد مصطفے اسچا وسیلہ ہی شفاعت کا
۱۳۰۶ھ

قطعہ تاریخ کتاب مدح پیغمبر یعنی خمسہ مدیح خیر المرسلین از منشی عبد المجید سحر

مرحبا سحر عجب خمسہ رنگین لکھا — پنجۂ مہر جو ثانی ہے تو یہ ہے اول
نظر آنے لگی اک سرو چراغان کی بہار — جھاڑ مین یا تو نکے گویا کہ لگائے ہین کنول
ہو گیا اور ہی اشعار کا تضمین سے روپ — شفق رخ پہ چھائے ہین سنہری بادل
صاف اشارونسے بتاتی ہی نگاہِ تضمین — کہ یہ تشبیب یہ تمہید یہ قطعہ یہ غزل
واقعی ہوتی ہی تشبیب قصیدے سے جدا — پیش خوانی ہی کو کرتے ہین جسے مستقل
عمدہ سامان مہیا کیا اُس مضمون کا — جو طلب کرتی تھی تشبیب کی بیتِ اوّل
غیرت چشم سیہ ہند و سواد متھرا — اشک باران کیلیے بہانہ کوئی اور محل
کفرستی و بیباکی و شورش مرونے — تھے صنمخانۂ ظلمت کیلیے لات و ہبل
ہجو و کاشی کے مضامین لکھے اس خوبی سے — کرنے صندلِ پیشانی ہندو سے زحل
پھر سخنگو نے طلب کی جو قسم ایمان کی — آب زمزم سے نہانے کو چلا گنگا جل

فصلِ سرسبز کی رنگت کو عجب رونق دی　　خضرِ معنی نے ہے بچھائے ہوئے دھانی مخمل
جوشِ میخانہ وہ لکھا کہ پئے سیکشِ طبع　　مے نہ گنجد بہ صراحی و صراحی بہ بغل
چند افصلِ بہارِ چمنستانِ سخن　　بلبل آمد بر بلبل بہ تمنائے غزل
ذکرِ ظلمت میں ہی ہر حرفِ سیہ سے پیدا　　لیلیِ دیدہ کا فر کی مسی اور کا جل
قبلہ و کعبۂ دارین کی وہ نعت لکھی　　حرف جو خامہ سے نکلا وہ گرا سر کے بل
ربط کا سلسلہ کیا خوب رکھا مدِ نظر　　نہ ملا دشت سے گلشن نہ چمن سے جنگل
طبع موزون کا حقیقت میں نہیں ثانی ہی　　دیکھے عینک کو لگا کر بھی جو چشمِ احول
ہاتفِ غیب نے محسن سے کہی یہ تاریخ　　یہی خمسہ ہی وہ جسکا ہی نہ ہمسر نہ بدل
۱۳۰۶ھ

تاریخ وفات مولوی محمد احسن مرحوم نائب وزیر ریاست بھوپال برادر خورد مولوی محمد محسن مرحوم

سینوا اند شد کہ رنگ رفتہ بعدِ سالہا　　لعل گردد در بدخشان و عقیق اندر یمن
سینوا اند شد کہ گردد نالۂ افسردہ　　بلبلِ شیرین نوا یا طوطیِ شکر شکن
سینوا اند شد کہ از تاثیرِ داماں نسیم　　نکہتے از غنچہ خیزد یا شمیمے از ختن
لیک نتوان شد کہ مثلِ احسن آید در وجود　　سرو رعنا در گلستان یا گلِ نو در چمن
رفت حیف از دہرِ آن جانِ جہان و ہم ہوش　　ہو شم از فرحت از دل راحت از جان جان ز تن
شوخیِ طبعِ رسایم سرد از ہر سوز و ساز　　ناگوار خاطرِ من سوختن یا ساختن
گیست در دار فنا محسن چو من اندوہگین　　ہر نفس سوہان خود ہر دم سنان خویشتن
من با دو باشم الٰہی از طفیلِ مصطفٰے　　چون شود در بزمِ قدسی مجمع بے ماد من
گفت دل ہر گہ کہ آمد در زوال آن آفتاب　　مرد در گو رست احسن زندہ در گورِ من
۱۳۰۵　　۱۳۰۲

تاریخ انتقال حافظ الطاف حسین مرحوم کاکوری ڈپٹی کلکٹر بنارس

بشنو از نے چون حکایت میکند از درد و غم — و ز جدائیہا شکایت می کند پیش انام
آنکہ نامش بے اضافت بود الطاف حسین — حیف رفت از ہیضۂ مہلک سوی دار السلام
مولدش کاکوری و مدفون بنارس از قضا — حافظ و ڈپٹی کلکٹر مرجع ہر خاص و عام
ابن ابن حضرت شاہ کرامت بود آہ — لطف اخور شید تابان مہر ماہ تمام
محسن افسردہ خاطر بہر تاریخش نوشت — جان پاکش بود خلد آشیان طوبی مقام

قطعہ تاریخ کتاب شہادت نامہ مولفہ حضرت مولانا حافظ شاہ علی انور دام فیوضہ سجادہ نشین تکیہ شریف کاکوری

نور عینین علی اکبر علی انور کہ ہست — در جہان مثل پدر بیمثل در مجد و علا
نوجوانے مایہ دار فیض پیر دستگیر — نونہالے بر در ایوان علم مرتضےٰ
حافظ قرآن و قاری عالم فقہ و حدیث — صوفی پاکیزہ باطن عارف سر خدا
رونق درگاہ شاہ کاظم و شاہ تراب — ابن ابن شاہ حیدر آفتاب اولیا
اینک از آثار تحقیقش روایات صحیح — در بیان مشکل آل شہ مشکل کشا
شمع فانوس سخن در کنوت سوز و گداز — لالہ زار فکر داغ آرزت کرب و بلا
از فرات دیدۂ تر سلک یاقوت و گہر — در بدخشان جگر کو با جواہر پارہا
محسن از خونابۂ دل سال تاریخش نوشت — کان لعل واقعات کاروان کربلا

تاریخ وفات والدہ جناب منشی امتیاز علی مرحوم وزیر ریاست بھوپال

فغان ز رنج و غم منشی امتیاز علی — وزیر کشور بھوپال روشن کشمیر
کہ رفت والدہ اش زین جہان بدار بقا — زمانہ تار شد و گشت تیرہ مہر منیر
فرشتہ خصلت و قدسی نژاد و پاک نہاد — بفیض مہر منیرہ بکار و ابر مطیر
سوم بد از مہ ذیقعدہ نیز یوم احد — کہ آن مکرمہ آمد حضور رب قدیر

سروش گفت بے سال رحلتش محسن | گرشہ نشین جنان باد روح اُمّ وزیر

تاریخ تالیف در منظم مولفہ جناب مولانا حافظ علی انور صاحب سجادہ نشین تکیہ شریف کاکوری ۱۳۱۰ھ

مولوی حافظ علی انور کہ غور فکر او | در میان کعبۂ اربا طن زمزم ست
نونہالے صالحے پرہیزگارے نوجوان | صوفی صافی طبیعت عالم ست اُعلم ست
از تراب پاے کاظم صافی آئینہ اش | وز لسان حیدری شیخ کمالش را دم ست
خوش نوشت این در منظم از براے اہل فقر | در بیان حال مولائیکہ غوث الاعظم ست
شیخ عبدالقادر جیلی کہ در محراب قدس | گردن صد اولیا بر پاے تسلیمش خم ست
دفتر شاہ ولایت راست مُہر خاتمہ | خاتم شان نبوت را نگین خاتم ست
کثرت او در حقیقت خارج از وحدت کجاست | ہم بہار و ہم نسیم و ہم گل و ہم شبنم ست
نوشدارو خستگان گمرہی را رحمتش | رافتش خونین دلان معصیت را مرہم ست
بسکہ می بالد بخود از جوش سینہاے شوخ | میتوان گفتن کہ ہر حرفش ہمانا مدغم ست
حرف حرفش خالی از سوز و گداز عشق نیست | لفظ لفظ او دل پُر داغ و چشم پُرنم ست
از مقالات و کمالات کرامات عجیب | بنگر و عارف گر این عالم ورائے عالم ست
ختم شد چون در دو سال اینک براے ہر سال | محسن آن تاریخ بنگارم کہ مثل او کم ست
معنی واحد کہ تعبیر دو سالش می کند | گوہر منظم ہمہ یا جملہ در منظم ست

تاریخ تیاری باغ نواب اکرام اللہ خان مرحوم نواب یار جنگ کاکوروی ۱۳۱۰ھ ۱۲ ۱۳۱۳ھ

جاہ نواب یار جنگ افزون | عمر او ہمچو عمر خضر دراز
عقل با فیض و ہمتش ہمدوش | بخت با عیش و عشرتش دمساز
یاد کن آنکہ در بدایت عمر | بود در حسن گفتگو ممتاز
دم استادیش جمال الدین | کہ بر داشت علم و دانش ناز

دیده طرز فصاحت سخنش | نقبش داد بلبل شیراز
اینک انداز طرز رنگینش | کرد بنیاد طرفه باغ آزاد
چون گلستان حضرت سعدی | هر رگ و ریشه اش بهشت انداز
کلک محسن نوشت تاریخش | چند افسکر آسمان پرواز
ہجری وعیسوی بیک مصرع | ہست گویا دو نغمہ در یک ساز
باغ شاداب اول و دوش | باغ شاداب بلبل شیراز

تاریخ وفات حضرت شاہ علی اکبر قدس سرہ سجادہ نشین تکیہ شریف کاکوری

ازجہان افسوس شاہ علی اکبر گذشت | آنکہ بود اندر ریاضت یکتا علی واکبرے
جدّ او بوده شریک جز و نام بوتراب | والدش را میتوان گفتن سمی حیدرے
در عبادت زاہدے در ریاضت کاملے | در طریقت مرشدے و در شریعت سرورے
جذب اسرار حقیقت در سلوک راہ راست | کشتی جذب طبیعت با ہمایون لنگرے
علم کامل باعمل مثل گل و فصل بہار | نور قلبش با سویدا آفتاب خاورے
نسبت او کیف شور شہای مستان شکرت | ہست او بادہ گلگون صفا جوہرے
در گلستان خموشی غنچہ او گلبنے | در دبستان تکلم حرف حرفش دفترے
خوش تامل خوش تحمل خوش طبیعت خوش مزاج | نیک ظاہر نیک باطن نیک خو نیک اخترے
بر زمین تکیہ محو عالم بالاے قدس | بود گویا این جہان او جہان دیگرے
با خداے خود وصال او بقول عاشقی | حسن را پرود گار و عشق را پیغمبرے
اکبر با سعد اکبر بود بہر یادگار | جاے خود بگذاشت نام نیک شاہ انورے
نام نیکش باعلی انور اگہی دائما | باد مثل بارش نیسان و آب گوہرے
بہر تاریخش ملائک محسن از ما گفتہ اند | بر سپہر قرب حق دیدیم سعدی اکبرے

تاریخ وفات جناب منشی امتیاز علی مرحوم وزیر ریاست بھوپال

چراغ شام اودھ منشی امتیاز علی — چو شد بکشور بھوپال خیرخواہ وزیر

صدائے تہنیت از چار سو رسید کہ ہست — جناب عالیہ اقبال ہند جاہ وزیر

بر اوج رفعت و شان عدالت و انصاف — جناب عالیہ مانند مہر و ماہ وزیر

جناب عالیہ خاقان کشور ایمان — بدین پناہی اسلام بادشاہ وزیر

جناب عالیہ در پردہ قبلۂ عالم — کلید مسجد و مفتاح خانقاہ وزیر

شنیدم آنکہ حضور جناب حق امروز — ببر شتافتہ مقبول بارگاہ وزیر

فغان ز دہر و زمین و زمانیان برخاست — عیان شد از در و دیوار آہ آہ وزیر

دعا بخواند سروشے و محسن آمین گفت — کہ شد نشین ارم باد و دین پناہ وزیر

تاریخ ترتیب دیوان منشی محمود صاحب حمد بلگرامی

چند دیوان عالی شاعر طبع صمد — در فصاحت بے مثال و در بلاغت مستند

ہاتف غیب از برائے سال تاریخش گفت — اوج عز و شان معنی ہاست یا اللہ الصمد

تاریخ وفات شیخ ضیاء الحسن مرحوم پسر شیخ فیض الحسن وکیل و رئیس مین پوری

مین پوری کی آبجو ایسن — جسکو کہنا ندی نہین زیبا

مختصر ایسی جسمین گھاٹ نہ باٹ — ناؤ اسمین کہان کہان ڈونگا

کہین وہ محض خشک اور کہین — آنسو بہتا ہوا شہیدون کا

شیخ فیض الحسن کا ماہ منیر — کہ ضیاء الحسن تھا نام اسکا

ایک دن غسل کے ارادہ سے — اس ندی کے کنارہ پر آیا

حیف صد حیف غرق کرنے کو — لب ایسن ہوا لب دریا

اک زمانے مین مچ گیا کہرام — اٹھی ہر سو صدائے وا ویلا

مادرِ مہربان کی آنکھون سے — کبھی جمنا بہی کبھی گنگا

محسن اسکا تو صبر مشکل ہے — گو نہین چارہ جز رضا بالقضا

ہر صدا غیب کی لب ایسن — چاند فیض الحسن کا ڈوب گیا

۱۳۱۴ھ

تاریخ وفات شیخ بخش الٰہی مرحوم رئیس اٹاوہ

بخش الٰہی الکریم ابن الکریم — نیک نیت نیکو منیکی گزین

خوش طبیعت خوش مزاج خوش سیر — پاک ظاہر پاک باطن پاک دین

یوسف اخلاق او ہر دل عزیز — ہر زبان فرق نیازش بر زمین

از پئے حسن طلب در بزم خویش — رحمتے بگماشت رب العالمین

مدتے زامراض مزمن در تعب — سالہا از ناتوانیہا حزین

روح پاک آخر ز ظلمتہاے جسم — قید خود بشکست شد خلوت گزین

بر مہ ذیقعدہ و حاوی عشر — روز یکشنبہ کہ شد عالم غمین

سینہا چاک و جگرہا پارہ شد — شد فغان و نالہ ہم اندوہگین

در گلستان اٹاوہ بود لیکش — مدفن او دہلی جنت قرین

عارض او در لحد مہر منیر — نور صافش در جنان ماہ مبین

محسن از سال وفاتش کیف و حج — دوش چون پرسیدم از روح الامین

در جواب ہر دو گفت آن غیب دان — لمعۂ نورش بفردوس برین

۱۳۱۵ھ

تاریخ وفات قاضی احمد حسین مرحوم وکیل مین پوری

چو رفت از جہان قاضی احمد حسین — کہ بُد پاک دل خوب و نیک خو

عزیز جہان فخر ارباب عقل — جوان و وجیہہ و حسین و نکو

سروشے چو محسن بایماے سال | دعا کرد از لفظ اغفر لہ
۱۳۱۶ھ

تاریخ وفات مولوی محمد نظیر الحسن مرحوم پسر مولوی محمد احسن مرحوم

نور دل و دیدہ نظیر الحسن | رفت چو گنج گہرے زیر خاک
محسن دل خستہ بصد نالہ گفت | خلد بہش باد بفردوس پاک
۱۳۱۶ھ

تاریخ وفات مزار جناب منشی مشرف علی وکیل کاکوری مرحوم

بلند رتبہ مشرف علی وکیل جلیل | کہ باد جنت او داش مسکن و مامن
چو بست و ہشت اکتوبر آمدہ ہر ہر | بشام شنبہ کشیدہ برخ نقاب کفن
بخاک او گل تر از ہوای فکر دمید | مزار پاک مشرف علی شگفتہ چمن
۱۸۹۹ھ

ایضاً

محسن خونین جگر در سال تاریخش نوشت | روح پاکش باد طوبیٰ منزلت والا مقام
۱۳۱۷ھ

تاریخ واپسی جناب خان بہادر منشی اطہر علی وکیل از حیدرآباد بمقام لکھنؤ

چون عزیز از جان برادر مولوی اطہر علی | باز آمد در وطن با شوکت و جاہ قدیم
این صدا برخاست از پیر و جوان با صد امان | لکھنؤ را آصف آمد طور سینا را کلیم
۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ تعمیر چاہ بمقام مین پوری از حکیم طالب علی صاحب کاکوروی

شیخ طالب علی صاحب دل | عابد حق شناس و حاذق طب
ظاہر او برنگ چشمہ مہر | باطن او چو اختر ثاقب
کرد تعمیر چاہ بہر رفاہ | شکر فیضش ہمگنان واجب

آب شیرین خوشگوار لطیف | رحمت حق بحاضر و غائب
لاجواب است مصرعهٔ تاریخ | چشمهٔ فیض از دم طالب
۱۳۲۰ھ

قطعہ تاریخ وفات حضرت حافظ محمد عارف قدس سرہ

چون گذشته یازده یوم از جمادی دوم | درد آگین نالها رفت از زمین تا آسمان
عازم خلد برین شد آفتاب اوج دین | سیدی حافظ محمد عارف قطب زمان
مرشد ارباب باطن عارف الامقام | صوفی عالیجناب و واقف سر نهان
از مضامین مقالاتش طریقت محو ناز | وز براهین کمالاتش شریعت شادمان
این پوری از قیامش بود دار الاولیا | مسجد از انوار قلبش کعبهٔ هندوستان
یادربارب بیب جنت ذات آن الاصفات | در جوار حضرت حق روح پاکش جاودان
بهر تاریخ وفاتش گفت محسن از سروش | هادی آفاق طوبی منزلت جنت نشان
۱۳۲۰ھ

تاریخ کتاب مصنفہ مولوی وصی علی صاحب

وصی صالح جوانی باسعادت | که با علم و عمل رایش رزین ست
چه خوش این نسخهٔ دلچسپ بنوشت | که در بینش خرد در ثمین ست
بقوت کرد حل چار مشکل | که هر یک سر از اسرار دین ست
یکے در روشنی هاے مزارات | که آن سرو چراغان یقین ست
دوم در رحلت تعمیر گنبد | که ارض از رفعتش چرخ برین ست
سوم اندر رجوا از طوف مرقد | که آداب دل مستر شدین ست
سراج الاولیا عبدالصمد شاه | که فیضش در جهان مهر مبین ست
چه تقریظش نوشت از راه تحقیق | که هر لفظش سزاے آفرین ست

تو دانی گر بود فردوس در دہر　　مزار انبیا و صالحین ست
ز انوار تجلیها توان گفت　　کہ خورشید فلک زیر زمین ست
بود این نسخہ پاکیزہ نورے　　کہ پیدا از جمال کاملین ست
بگو محسن برائے سال طبعش　　کہ مصباح قبور عارفین ست

قطعہ تاریخ وفات زوجہ مولوی سعید احمد رئیس و آنریری مجسٹریٹ اٹاوہ ۱۳۲۰ھ

حیف از دو شنبہ حسرت گزین　　حادی عشر از ربیع آخرین
کاندران شد کوکبے زیر زمین　　لمعۂ نور سعادت بر جبین
عابدہ کز زہد و تقوا نیش خمیر　　عارضش از نور ایمان مستنیر
از اٹاوہ بر د تقدیر غفور　　مبتلائے ہیضہ شد در کانپور
در ندادیہانہ بودش ہیچ سود　　روغن بادام خشکی ے نمود
آخر از دنیا گزشت و شد قرین　　در حضور امہات مومنین
زوج مغمومش سعید احمد کہ ہست　　نوجوانے عالمے یزدان پرست
زیر کوہ صدمہ جانکاہ شد　　بر لبش صد نالہ و صد آہ شد
غیب دانے بہر تاریخش نوشت　　جائے پاکش زیب گلزار بہشت

تاریخ انتقال حکیم محب علی صاحب مرحوم کاکوروی ۱۳۲۱ھ

حیف آن چار شنبہ در د نصیب　　ہیزدہ از جمادی دو مین
کہ طبیب اجل محب علی　　صوفی صاف دل صفا آئین
رفت از دہر این دآن بگذاشت　　روح او زیر عرش باد مکین
دفنش زیر پائے والد شد　　مژدۂ منزل بہشت برین

درته پاے والدین بود	جنت این گفته است سر ردین
پے سال وفات او رضوان	گفت مجلس فروز خلد برین

۱۳۲۲ ھ

تاریخ تبدیلی آر ڈبلیو ایس الکمن جج مین پوری پریسیڈنٹ کمن یونین کلب از جانب ممبران کلب

ہے روپ یہ آج کی شب تار	کتنا نمکین ہے سانولا پن
ہے لمعۂ انجم آسمان مین	نیلم کے نگین کا یا ہے کندن
پھیلی ہوئی روشنی سے گویا	ہے اختر ہر چراغ روشن
کیا خوب کلب سجا دٹون سے	چمکا ہے اپنا رنگ و روغن
افلاک پہ کرسیون کا پایا	بیٹھے ہوے ماہران ہر فن
زینت مین ہر ایک چیز اعلی	رونق مین ہر ایک شے ہے احسن
صورت ہے عروس بزم کی شوخ	لیکن کچھ اداس سی ہے چیتون
دکھلاتی ہے رات کی سیاہی	اجڑے ہوے تختہ ہاے سوسن
ہے سوز درون چراغ گویا	آتشبازی ہے برق خرمن
ہر ایک انار اشک افشان	ہر چرخی ہے مبتلاے شیون
ہے معدن سوز قلب ہر لیپ	ہر شیشہ شکست کا ہے مخزن
ویران ہے طرب کا آشیانہ	برباد سرور کا نشیمن
رخصت ہے کلب سے کسکی محسن	ہے جینی ہوئی جو دل کی دشمن
کس کی خبر مہاجرت ہے	ہر سینہ ملال کا ہے مسکن
تقدیر کے پیچ مین ہین ممبر	ہے کسکے فراق کی یہ الجھن
جاتا ہے کون اس چمن سے	پھولا ہے جو رنگ نا شگفتن
ہاتف نے کہا کہ میجر محسن	خورشید سپہر جاہ الکمن

۱۹۰۶ ع

قطعات ذیل ممبرانِ الکمن یونین کلب ورو ساہ ضلع مین پوری کی طرف سے لکھے تھے جو الکمن یونین کلب مین پوری کے جلسون مین پڑھے گئے تھے۔

قطعہ تاریخ جوبلی ۱۸۸۷ء

سروِ باغ سلطنت وکٹوریہ / دمبدم سرسبز ہو شاداب ہو
جب تلک دنیا رہے اسکا چمن / پھولتا پھلتا ہو اسیراب ہو
شرق سے تا غرب دورِ سلطنت / صورتِ خورشید عالمتاب ہو
تخت پر بیٹھے ہوے پنجاہ سال / کیون نہ تعظیم اسکی باآداب ہو
دل یہ کہتا ہے کہ اک جشن عظیم / سارے عالم مین باستیعاب ہو
پتلیان تک شکر کا سجدہ کرین / طاق ابروے چشم کو محراب ہو
اس تکلف کا ہو سامان خوشی / قیصر و کسریٰ کا جشن اک خواب ہو
شاد و خرم ہر امیر و ہر فقیر / مست و سرخوش شیخ ہو یا شاب ہو
طبع مین لڑکون کے ہو وہ تازگی / روبرو اسکول کے تالاب ہو
وہ پریوش اک بنائین سائبان / صرف جسمین اطلس و کمخواب ہو
پردون مین یکسر ہو دیبا و حریر / فرش رنگین قاقم و سنجاب ہو
وہ طراوت ہو کہ پانی گرد ہو / وہ صفائی ہو کہ معنی آب ہو
مطربون کے لب سے نے ہو نغمہ ریز / دست ساقی مین شراب ناب ہو
دوش پر رندون کے رکھا ہو ستار / زاہدون کے ہاتھ مین مضراب ہو
چار سو چھوٹین وہ آتشبازیان / حسرتِ دل پارۂ سیماب ہو
روشنی ہر سمت ہو پھیلی ہوئی / آب زر کا دہر مین سیلاب ہو
شمع کے انداز ہون پروانہ مین / مرغ زرین کرمک شب تاب ہو

دستگیری ہو غریبون کے لیے — مفلسی کا درد و غم نایاب ہو
یا الٰہی جشن جوبلی آج کا — دوسری جوبلی کا فتح الباب ہو
اخترِ طالع ترقی پر رہے — آج تارا ہے تو کل مہتاب ہو
سب کہین خورشید عالمتاب اِسے — ہفت کشور مین بلند القاب ہو
یہ رہے تاریخ محسن یادگار — اوج پر خورشید عالمتاب ہو
۶ ۱۸۸۴

قطعہ تاریخ جوبلی شصت سالہ ملکہ معظمہ قیصر ہند

اے شہنشاہِ زمن وکٹوریہ — تیرا طالع مہر عالمتاب ہو
اخترِ طالع ترقی پر رہے — آج زہرہ ہے تو کل مہتاب ہو
پھولتا پھلتا ہو اگلزار عمر — دمبدم سرسبز ہو شاداب ہو
قیصر و کسریٰ مع نوشیروان — ہند مین انگلینڈ مین القاب ہو
نام تیرا ہفت کشور مین رہے — ہر جگہ تعظیم با آداب ہو
جس جگہ برسے ترا ابر کرم — آب سیم و زر کا اک تالاب ہو
سجدہ مین گر کر کرین بندے دُعا — سر جھکانے کو اسے عیان محراب ہو
آتش رشک و حسد مین آپ ہی — تیرا دشمن پارہ سیماب ہو
راہ مین چھڑکاؤ کرنے کے لیے — لعل کی یا موتیون کی آب ہو
بیل بوٹون کی چمک سے رات دن — اطلس افلاک بھی کمخواب ہو
دوسری جوبلی کی وہ ہو روشنی — پہلی جوبلی کرمکِ شب تاب ہو
بیشتر تضمین مین اس تاریخ کے — اوج پر خورشید عالمتاب ہو
کہہ چکا تھا محسنِ غیب آشنا — ہر تمنا اُسکی مقصد یاب ہو
یا الٰہی جشن جوبلی آج کا — دوسری جوبلی کا فتح الباب ہو

فضلِ یزدان سے یہ جوبلی دوسری — پہلی سے بڑھ کر آب وتاب ہو
آج پھر اکمن کلب کے جلسہ مین — پڑھیے وہ تاریخ جو نایاب ہو
دوسری جوبلی سے سلطانِ جہان — تیسری جوبلی کا فتح الباب ہو

معما و لغز

محمد

صبح آمد و شب تمام گردید — الحمد و داع خویش خواندم

احمد

قربان حیا حرف کسے نشنود از وے — چون همدمش آید
جانان بخطاب خفی می کند ایما — از چشم و بخواند

نبی

دے کثرت یاران ترا ما دیدیم — فرد اسماے عاشقان ادیدیم
گو رسیدہ وے ورق نشد ز مردم خالی — از پشت ورق شمار اسما دیدیم

علی

سر و د قدس چو کرشیدہ معا — سر و را دست در کمر زدہ ام

احسن

خوب بے مداح تاج سلطنت گویا نبود — ہر شکستے را کہ آمد فتح کرد او آشکار

۱؎ بقاعدہ تخجیم مراد از شب دل، ل ست و تمام آن لام ملفوظی ست، چون بگردانند ال شود از لفظ الحمد خواندہ شود یعنی در لفظ ال بجاے ال لفظ حمد خواندہ شود محمد گردد۔

۲؎ یہ معما خود حضرت والد مرحوم کے قلم کا بیاض پر لکھا ہوا ہے اور اُسپر یہ عبارت لکھی ہے "رایتُ ما رایتُ ثم قلتُ یکم ربیع الثانی سنہ ۱۲۷۰ ہجری۔

۳؎ مراد از مردم ناس ست چون عدد اس را کہ ۶۱ ست از پشت ورق ما دیدیم ۱۶ بنظر آمد بدین صورت اس بے گردید۔

ہادی علی

آن ماہ وی شب از بر شید ارمیدہ آہ　　علمش بود کہ نیست دلش راز عشق را

ایضًا

دارم نگارِ نازنین خورشید روے مہ جبین
تا چشم شوخش دیدہ ام فارغ شدم از آن و این
گیسو بد و شمش می کند دل را زہر سو گم کہ دے
تا عالمش را دیدہ ام رفت آخر از من عقل و دین

شمس

چون من آشفتہ نباشم شب وصل　　مہر نمود داثر پیدا کرد

چراغ حسن

تاکند از پی دلم تیغ جفا قضا علم　　روے حبیب اخطی کرد بہارِ حسن طے

معین

سرشس منفعل از عشق و دلم شوق انگیز　　آرزوے سر من در دل سودا زدہ باد

لالہ سیتارام

رنج برسد زہر طرف از پے لال　　گویا در شش جہت جز آرام نیافت

رسٹ عربی بمعنی شش

سیتارام

چون بوسہ دہی قرضہ یک مرتبہ ام افزون　　انصاف امانت کن چون باز ترا دادم

سلہ واؤ کے عدد ۶ اُسپر اضافہ کیا تو ۱۰ ہوے جو عدد دس کے ہین الف کا عدد ایک اُسپر اضافہ کیا ۱۱ ہوے جو عدد یا کے ہین میم کے عدد ۴۰ اُسپر اضافہ ہوا ۲۰۰ ہوے جو عدد ر کے ہین دوسرے مصرع مین ان کے معنے اگر جبکا مخفف ار ہے اور امانت مرکب ہے ام وانت سے چنانچہ ترا بمعنے انت نکال ڈالا۔

لغز باسمِ احمدؐ

آبروے حسن معانی لفظے ست چون عین[1]ش را گویند دو رکن ستایش حق لازم آید و اگر گویند
کمن[2] در ود خواندن مناسب در لغت صحیح رباعیست گو بعضے بعکس آن سه حرفی[3] دانند در کلام
معتبر سہمست گو برخے فعلش خوانند چارمش[4] را با سیومش نسبتے که اولش را با دوم وے در ضعف[5]
دوم را با ثالثش ہمان که دوم وے را با چہارم آن اولش[6] سوم از احادست و دوم ہشتم آن چنانچه
سوم از عشرات چہارم و چہارم[10] دہم آن اولش[11] نصف دوم وست دوم[9] نصف وے سیومش[8] ربع
چہارم ست و چہارم[11] ربع وے محاسبے که حساب عبارت بالا کند اول و ثانیش بروظاہر شود و سیاحے
که معاشر[13] عایلے سربلند دانسته باشد ثالث و رابعش ہمچنان بروے منکشف گردد اگر یکے[14] از چہار حرفش

---

۱ مثل عین کا غین ہے غین (الف) غین کے عدد ہزار ہین یعنی اگر احمدؐ سے الف نکالڈالین تو حمد رہتا ہے۔

۲ اور اگر اُس الف کو میم کردین تو محمدؐ ہو۔

۳ احمد کا عکس دُم حَا ہے۔

۴ دال (۴) کو میم (۴۰) سے وہی نسبت ہے جو الف (۱) کو یا (۱۰) سے ہے۔

۵ دونا دوم (۵۰) کا سو ہوتا ہے جسکو میم (۴۰) سے وہی نسبت جو یا (۱۰) کو دال (۴) سے ہے۔

۶ لفظ احاد کا تیسرا حرف الف ہے جو احمد کا پہلا حرف ہے۔

۷ یعنی دال (۴) میم (۴۰) کا $\frac{1}{10}$ ہے۔

۸ مراد دوم سے عدد (۲) کا ہے۔

۹ عدد ح کے (۸) ہین اور لفظ وے کے عدد (۱۶) ہین۔

۱۰ لفظ چہارم کا چوتھا حرف میم ہے۔

۱۱ یعنی دال (۴) $\frac{1}{4}$ عدد لفظ وے (۱۶) کا ہے۔

۱۲ ح سابع عبارت بالا یعنی عبارت بالا کا ساتوان حرف بجاے لام کے ح ہو تو اسے ح ظاہر ہو جائین۔

۱۳ م عاشر عایلے یعنی عایلے سربلند کا دسوان حرف بجاے نون کے میم ہو تو لفظ مد حاصل ہو۔

۱۴ عدد یکے کے ۴۰ ہین جو میم کے عدد ہین اگر احمد سے میم نکالڈالو تو احد رہتا ہے احد کے معنی ایک ہین۔

انگشنی یک ماند واگر دو انگشنی دو واگر سه[1] انگشنی ہمچنان سه صورت نماید واگر چہار[2] انگشنی ہم با چہار مساوی ماند کسی از اول مصحف گرفت چنانچہ بعض الناس[3] از آخر قرآن۔ سمایش در زمین جادار چنانچہ اسم آن[4] در آسمان احد[5] معنیش داشت عمرے در وجد بسر کرد و دیگرے[6] خیال صورتش کرد تختے[7] از جا در آمد حکایت مختصر کنم[8] آن یوسف لقا چون نوح برائے سفینہ آدم ناخداست کمال صورتش آنکہ بندہ ست و نقصانش آنکہ خداست و بس۔

سلہ ح کے عدد ۳ ہین جو مشابہ ح کا ہے اگر احمد سے ح نکال ڈالو تو تین حرف باقی رہتے ہین۔

سلہ یعنی اگر دال حذف کیا جائے احم باقی رہجائے جسکے عدد ۴۹ ہین اسمین سے عدد ہم جو ۴۵ ہین نکالے تو ۴ باقی رہے۔

سلہ کاف تشبیہ یعنی مثل نبی کے لام کے عدد ۳۰ ہین احمد سے لام نکال ڈالا احمد ہوا۔

سلہ آخر قرآن مین الناس ہے اسمین سے بعض الناس آن ہے۔

سلہ اسم آن سے مراد ترکیب آسمان کی ہے۔

سلہ احد مین معنی کا اول حرف یعنی میم آیا تو احمد ہوا۔

سلہ جزو جا کا ج ہے جو مشابہ ح کے ہے یعنی ح لفظ آد مین آئی احمد ہوا۔

سلہ یعنی احمد مین میم کم کرین تو احد ہوتا ہے۔

تـــمـــت

تمام شد

ٹھمریاں

بسنت

ذیل میں حضرت جد امجد مولوی حسین بخش مرحوم کی وہ ٹھمریاں ہدیہ ناظرین کی جاتی ہیں جنکا حوالہ صفحہ ۲ میں دیا گیا ہے

۱ لائے آج بسنت بنا کے — جبرئیل امین خدا کے
طہ کی پچکاری بنائی — نور کے رنگ بھرا کے
عبیرا گلال بنائے درود کا — چھڑکیں شفیع الوریٰ کے
۲ جوڑے بسنتی پہنے ملائک — چیری باندھے مصطفا کے
گھوڑا شہانا سجائے کھڑے — دروازے نبی مصطفا کے
۳ نجم کا سہرا سبحان کا مکنع — نور کا شملا بندھا کے
قران کا چتر گھماوت — سب مل لیجیے دولہا بنا کے
۴ الا اللہ کے بجت نگاڑے — ساج بجت لا الہ کے
۵ حوریں بسنت بنا کے گاویں — واری رسول خدا کے
آگے صفیں انبیا سب باندھے — پیچھے پرے اولیا کے
۶ عرش الہی پہ دھوم مچی ہے — آئے حبیب خدا کے
منتی کرکے ارج کرت ہوں — نانا حسن مجتبیٰ کے
درس دکھا دا اپنے حسن کا — صدقے علی مرتضیٰ کے

ایضاً کافی

نئے رنگ کے بسنت بناو — دربار نبی یاں سے آؤ

۱ درود سلام کے جوڑے سلا کے — حمد و ثنا مین رنگاؤ
قرآن شریف کے ہار گندھا کے — حسن حسین پہناؤ
سبھی مل دھوم مچاؤ

۲ کوثر حوض سے گاگر بھر کے — ساری سبھا چھڑکاؤ
نور کے پھولن منڈھا چھوا کے — علے مرتضیٰ کا بلاؤ
نبی مصطفے کو دکھاؤ

۳ انبیا اولیا سارے ملائک — عرش پہ کرسی بچھاؤ
حورین بولا کے بسنت گواؤ — حبیب خدا کا سناؤ
نئے نئے رنگ سون (سے) جھاؤ

۴ بیرن اپنے حسن بخش کا — نیکے چلن سکھلاؤ
نبی و علی کے چرن چھوا کے — اوگن عجب بکساؤ
درس اُن کے دکھلاؤ

ایضاً

حورین گا دین بسنت بہاری
بڑے پیر دوارے (دروازہ) پر تہاری

۱ تم ہو پیر دستگیر جگت کے — دو و جگ (دونون عالم) تم پر واری
آل نبی اولاد علے ہو — سُن لیو (کتنی) بنتی ہماری
راکھو اپنا درباری

۲ جوڑا بسنتی پہرے (پہنے) ملائک — ہار بھری لائے تھاری
غوث و قطب سب ٹھاڑے (کھڑے) کہت (کہتے) ہین — نور بھری پچکاری
چلو بڑے پیر پہ باری (وارین)

۳ رنگ برنگی برس رہو ہے — بھجت ہین نرناری
کاہو کی پاگ پچھوری ہے بھیجی — کاہو کی چونر ساری
کوئی سر بور کھلاری

۴ میرن پیر کا دوارا دکھاؤ — پلکن دھور بھاری
تین کی اودھ پاؤن درس ہون — کٹ جائے بپت ہماری
حسن انکے بلہاری

بسنت شہانا دیس

۱ حورین کنواری بسنت لے آؤ — علی مرتضی گھر دھوم مچاؤ
عرش کے تارے توڑ کے سارے — اچھی نیکے پھولون سنڈھا چھواؤ
۲ چاند سورج کی جیری بندھاکے — حسن حسین دونو پہناؤ
واہی سبھا مان میرن سائین — لائے حسن اونکن بکساؤ

ہوری کافی

جن جاؤ برج مین کنہیا
کھون برج کی سکھین یان بجے ہوا تنگ

ہمکا چھانڈ کھون بج ہو سیارے — جگ یان ناہین کو ہمرا او پوچھیا
ہم ایسے تمکا بہت ہل جے ہین — تم ایسے ہمکا ناہین ہلتیا
یا ہی ریت مورے جیا مان کھٹک

سونی مندر وا کا ہم کرہین — ہم توہین دامین آگ لگیا
آگے چلو تم بھاگ مچاؤ — ہم ہون ہین پاچھے تمہرے اوپا
ناہین مرجیہون پٹک پٹک

سنتی کرت ہون مانت ناہین — تمسو جات ہے جی کا بسیا

میرن موہنی تبا و حسن کا　　پاس رہے مورا سکھ کا دیویا
دیکھا کرون نت واکی جھلک

سانورے کیسی دھوم مچائی

بھری پچکاری کیسر رنگ کی　　بھرت ہین چتر کھلاری
ابرا گلال بھرے جھورن مان　　چھرکت سب نرناری
بچت نا ہین اپنی پرائی

جو سکھی آئی سو رنگ مان بھیجی　　جو تحسی متواری
تن من کی سدھ ناہی ہی تنکھی　　ماری پھرت بورای
دیت سانورے کی دوہائی

۲ بھیان پکر کے رنگ مان بورت　　کیسو ہر کنور کنھائی
راہ باٹ کاہو گرد الگا دے　　اب کو و برج مان نرآئی
ہوت سب کی رسوائی

۳ کہت گوالن میرن تمہرے　　چرنن سیس نوا ای
اپنا رنگ یہ ساو حسن پر　　ایسی جگت دیو بتلائی
پیت صاحب سون لگائی

نرموہیا کا ہین کیسے مناون

۱ ہمرے سنانے توما نت ناہین　　کیسے مین تن من وارون
منتی کہرت ہون بتیان برت عون　　کہہ دو اب سمجھاؤن
سیجریا پہ کیسے سلاؤن

۲۔ پھاگن کی سب دھوم مچی ہے — مین کیسے دھوم مچاؤن
ابر اگلال کہان سے منگاؤن — کیسے چونریا رنگاؤن
کہو کا سنگ پھاگ کھلاؤن (چونری) (کس کے ساتھ)
میرن ایسی موہنی بتاؤ — جاسون موہنوان ملاؤن
دوجگ تج کے وای کا سناؤن — وای کی چیری کہلاؤن
حسن کا مین ہیان سکھاؤن

سانورے کا مین کیسے بلاؤن
۱۔ اُدن بن جیا مان ہوک — اوٹھت ہے کہکا کر جوادکھاؤن
ناکو دموں رسے آ و یکا جو تیا — جاسون مین پتیا لکھاؤن (خط)
سندیسوا مین اُنکا سناؤن
۲۔ ابکی پھاگن موئے جیا مین آئت ہے (تیا) — سو نو سندر واجہ اون (بلاؤن)
تن من بار کے دھور اوڑاؤن (جلا کے) (خاک) — رنگ بھبوت رماؤن
بروگ کا جوگ بناؤن
۳۔ میرن تم ہین بیروا بلاؤ — تمہری مین چیری کہاؤن
گروا لگا کے سجیا سولاؤن (گلے) — مین برہن سکھ پاؤن
حسن کا مین گن سکھلاؤن

بھیروین
تم بن کوئی ناہین ہمراسنگا تی
ہم رووت تم بن دن راتی
تم تو سوتن مان نت سووت ہو (بیچ) — ہم جاگت ہین جو بنوا کی ماتی

ہمرے بلاسے تم آوت ناہین — پٹھوت ہم کا سندیس نہ پاتی
تن من بار جوگن ہو جیہون — سوسنے مندروا مان ہیون مین باتی
میرن سائین کے مین تلہاری — اپنے حسن کا لگاے لوچھائی

ایضاً

بدسوا نہ جاؤ پیروا ہمار

نتی کرت ہون پیان پرت ہون — جنم کی ہون چیریا تمہار
تہرے سدہارے جو نبوا او نکھین — کیسے مین رکھیون سنبھار
مانت ناہین تو سنگ چلون گی — لاؤ نندیا کہار
میرن پیا کا دھیان بتاؤ — حسن کی اور نہار

دادرا

بھرے پانی سگھر پنہاری

اب ہین سبیر اکو تا اکیلا — پھر نا ملہئی بھرن کی رہے باری
پریم کی ڈور سے گاگر پھانسو — تاہین پیرواے ہو توہی گاری
پنگھٹ جاے گھونگھٹ جن کھولو — دکھین دوروا تو دھرم بگاری
اونچی جگتیا کیسے اوترھیو — پتری کمریا گگریا ہی بھاری
میرن گگری حسن کی اوتارو
تم نہ اوترھیو تو کون اوتاری

جنگلہ

نیا لے آؤ مورے بالم
ذیو ندیا اوتار

ہمرے تو سنگ کی پار اوتر گئین — ہم ہین پڑے ین منجدھار

یا ندیا مان ناؤن نا بیڑا　　کہر گن اوترون مین پار
اپنی دَیا سون پار اوتارو　　گن اوگن نہ نہار
احمد تم سے ارج کرت ہون　　حسن کی سن لو گوہار

ایضاً

رات چلے گئے سانولیا
سووت موہین چھوڑ
رین اندھیری چونک پڑون مین　　رووت رووت کیو بھور
گھر باہر مین اُن کا ڈھونڈھون　　ڈھونڈھ پھرون پیوُا اور
سجیا پر ای جای کے سوے　　چتوت ناہین مورنے اور
میرن سائین حسن کی تم سون
چاہ کی لاگی ہے ڈور

ایضاً

گون ہم سے ہین آؤ کہار
مای باپ موری ڈولیا کنداو　　گوئیان بہنا دیو سنوار
بیرن آؤ تو سے گروا لگاؤن　　بھئی ہون اچانک چالن ہار
ساس نندیا آور کرہین　　کی ری پیت ہو درس اوتار
دیکھون پیا سون کیسی بنت ہے　　یاہی جیا مان سوچ بچار
احمد تمہین پوچھو حسن کا　　جا دن کو ؤ ناہین پوچھن ہار
میرن پیا سون ملاؤ حسن کا　　مین تمہری بلہار

سانون

ہمرے بر سیا نہین آسے ہو　　جوبن او گے بنائے

کہو کے رے ہاتھ پتیا لکھ بھیجون — ناکو رے آوے نہ جاوے
کیج بہت پیان رپٹے ہو — انگنان مان کسو نہ جاوے (آنگن)
بجلی چمکے بدرا گرجے ہو — نمست جیرا ڈراوے
جبہ گن بلین سیان میرن (جس) — حسن کا دیو تلاوے

دیس

لائے پہناؤ مالن موہے ہیروا (ہار) — پیا مورے آئے ہین آج مندوا
پھولن سیج بچھاؤ نندیا — رات سولیہون مین اپنا پیروا (سلاؤن گی)
جا سون پیا کا نجر بھر دیکھون (نظر) — ویسو لگاؤ ہینوا کجروا (آنکھون کاجل)

میرن سائین پیا کا ملاؤ
تم ہین سون لاگو ہے جس کا اسروا (آسرا)

ایضاً

سانجی بتاؤ مو سون پیروا — کا سنگ لاگو من تور
جو تم اور کا چاہت ناہین — تلپھت کا ہے جیا مور
کب کی مین ٹھاڑے منتی کرت ہون — چتوت ناہین موری اور
تم تو سوتن سنگ رین گنوائی — رووت بھیو موہے بھور (روتے ہوئے صبح)

میرن تمپر رے حسن بلہاری
پیم سے کے رنگ دیو بور

ایضاً

گروا لگے ہون رنگ مان بھیجے ہون — آج تو آؤ مورے اور
بھرسے پچکاری واہے ہون ٹھاری — آج مین دیہون تو ہے بور
ہم سون چوراے کے پھاگ کھلت ہو — برج کے کہت ہین چھور (کہتے ہین)

میرن اپنے رنگ مان حسن کا
ابتو کرو سر بور

شہانہ برخوردار مولوی نورالحسن سلمہ اللہ تعالے

آج سہانا شہانہ گواؤ — میرن سائین گھر دھوم مچاؤ
نیکے نیکے بیلون منڈھ چھواؤ — گھر باہر سب رنگ چھڑکاؤ
نور حسن کا دولہا بناؤ — ہیرے موتن کا سہرا پہناؤ
محسن حسن تم نوشا بناؤ — احسن میاں تم گروا لگاؤ
میرن سائین تم اپنی ہی رنگ مان — اپنی حسن کی پگڑیا رنگاؤ

شہانہ برخوردار مولوی انوارالحسن

نئے نئے رنگ کا شہانہ بناؤ — محسن میاں گھر منڈھا چھواؤ
سونے کا سہرا موتن ہروا — آئے حسن انوار، پہناؤ
دھوم گجر سون برات سجاؤ — سب مل نبی کے دوارے لے آو
چوکھے رنگ سون میرن سائین — محسن حسن کے بسن رنگواؤ

سجن بن رووت رین کٹی

آپ تو جاے سوتن گھر سوے — ہمری خبر نا لئی
بھور بھیو تب ہون نہین آے — نئی بات ٹھئی
جن بلہا یو پیر وا دا کو — سکھ مان رکھی وہی

میرن سائین حسن کا سنبھارو
وا کی بپت سہے نئی

Only Cover Page Printed by : Upkar Press, Lko.-3 Phone : 83554